

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تربيت معالجين وتانون مفرد اعضاء



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس  
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



ماہانہ طبی کیمپ

# تربیت معالجین قانون معسر اعضا

لیٹین دو اغانہ دربار ہوسٹل لاہور میں ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو طبی کیمپ لگایا جاتا ہے۔ جہاں

## حکیم محمد رفیق حسین دنیاپوری

شاگرد رشید حکیم القلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی

طبی مشورے دیتے ہیں

اس کے ساتھ شام ۴ بجے سے ۵ بجے تک

معالجین قانون معسر اعضا کی تربیت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے نئے طالب علم و حکماء حضرات اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کھد کر لائیں اور ان کے جوابات عملی طور پر حاصل کریں۔ قانون معسر اعضا کے فارما کو پیما کی تیار شدہ ادویات بھی ٹیکسوں کی صورت میں مل سکتی ہیں۔

لیٹین دو اغانہ طبی کتب خانہ

دربار ہوسٹل سے نزد داتا دربار لاہور

# تحقیقات تشریح اعضاء کے انسان

المعروف

انالومی و فزیالوجی آف قانون مفرد اعضاء

مصنف، حکیم محمد الیاس شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی ۲۷

تحریک تجدید طب رجمہ ڈپاکستان کی طرف سے ہر سال فاضل قانون مفرد اعضاء کا امتحان لیا جاتا ہے۔ مگر ابھی تک نصاب نامکمل تھا۔ مجبوراً دوسرے مصنفین کی کتب نصاب میں شامل کر لی گئی تھیں۔ لیکن یہ مجبوری تھی۔ اب قانون مفرد اعضاء کے تحت انالومی و فزیالوجی کی کتاب شائع ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد تحقیقات علم الامراض اور ان کا علاج کی کتاب شائع ہو رہی ہے۔ جس میں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے اسباب علامات اور علاج تفصیل سے دیے گئے ہیں۔

ملنے کا پتہ

الیاس طبیب کتب خانہ دنیا پور ضلع لودھراں فون ۲۷۷۳

الیاس طبیب کتب خانہ دربار ہٹل نزد داتا دربار لاہور

# فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۷	حرف اول	۱
۱۳	ویبایچہ	۲
۱۹	علم طب	۳
۱۹	علم طب کی تقسیم	۳
۲۰	طب علمی اور عملی کی مزید تقسیم	۵
	جزو اول	۶
۲۱	امور طبیعہ	۷
۲۱	(۱) ارکان	۸
۲۳	(۱) مزاج	۹
۲۶	(۳) اخلاط	۱۰
۳۱	(۴) اعضاء	۱۱
۳۹	(۵) ارواح	۱۲
۳۰	(۶) قوی	۱۳
۳۶	(۷) افعال	۱۴
	جزو دوم	۱۵
۳۷	حالات بدن	۱۶
۵۲	منافع الاعضاء	۱۷
۵۷	پیدائش امراض	۱۸
	جزو سوم	۱۹
۶۰	علم الاسباب	۲۰

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۶۷	پانی	۲۱
۷۱	جسم انسانی پر نفسیاتی اثرات	۲۲
۷۶	اسباب مرضہ	۲۳
۷۹	اسباب جزوی	۲۴
۸۶	جزو چہارم	۲۵
۸۶	علم العلامات	۲۶
۹۱	نبض	۲۷
۱۰۵	مرکب نبض کے اقسام	۲۸
۱۰۹	نبض کی علمی تشریح	۲۹
۱۱۹	نبض کا صحیح تصور	۳۰
۱۳۱	تاروہ	۳۱
۱۳۲	تاروہ کی تشریح مزید	۳۲
۱۳۲	براز	۳۳
۱۳۶	چہرے سے امراض کی تشریح	۳۵
۱۳۲	حصہ دوم	۳۶
۱۳۲	طبِ عملی	۳۷
۱۳۲	علم حفظانِ صحت	۳۸
۱۳۹	حفظانِ صحت کے اہم عناصر	۳۹
۱۶۱	جسم و قوت کی کثرتِ تحلیل اور شدید محنت	۴۰
۱۶۹	طبِ عملی	۴۱
۱۶۹	علم العلامات	۴۲
۱۷۳	علم العلامات	۴۳
		۴۴

# حرفِ اول

حکیم مطلق کا لاکھ لاکھ لاکھ سکر ہے کہ اُس نے علم طب پیدا کر کے اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان کیا جس سے ان کے امراض اور تکالیف کا مداوا ہوتا ہے علم طب حکمت کی ایک شاخ ہے اور حکمت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ من یوت الحکمت فقد اوتی خیرا کثیرا۔ گویا جس کو حکمت (عقل) بخش گئی اُس کو بہت بڑی دولت عطا فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علم طب بیک انتہائی شریف فن ہے اور اس کے حامل اور عامل کو بھی اس علم کی نسبت سے شرافت کا انتہائی مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بہترین طبیب وہ ہے جس کا اپنا مزاج اعتدال پر ہو اور انسان کے مزاج کا اعتدال اُس کے شرف و فضیلت کی دلیل ہے جب انسان کا مزاج نفسانی خواہشات کی غیر اعتدالی حالت سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے تو یقیناً اس کے اخلاق بھی اعتدال کے درجہ پر آنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ انسان کے مزاج کو ارتقا کی بلند یوں کی طرف لے جاتا ہے۔

اگر علاج کا اپنا مزاج اعتدال پر نہ رہے اور اخلاق کی اقدار کمال پر نہ پہنچے تو حقیقت یہ ہے کہ اُس کا ذہن پوری قوت سے کام نہیں کر سکتا اور کئی نامہ مسائل



اور عقلی دلائل جن سے مشکل مضامین حل ہوتے ہیں۔ عام طور پر بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں اس لئے معالج کا اولین فرض ہے کہ اپنے دل و دماغ کو خواہشاتِ نفسانی اور حرص و آرزو سے دور رکھئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَنُخَلِّقُهُمْ رَبِّهٖۤ اَلنَّفْسَ الْاِنْسَانِ عَنِ الْهَوٰیۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكٰرِہٖۤ اِنۡ یَّۤاۡمُرْ بِاَلۡحٰقِنِۃِۤ اِنَّ اَلۡحٰقِنِۃَ هِیَ الْاَلۡمٰوٰیۤ۔ مگر یہاں معنی کا فرض اولین ہے کہ علاج کے دوران میں خدا کے خوف کو اپنے دل میں رکھے اور خواہشاتِ نفسانی سے دور رہے تاکہ اس کو ابدی مسرت و شامانی حاصل ہو۔ اس کا سب سے آسان حل یہ ہے کہ معالج کو کسی قیمت پر بھی جھوٹ نہ بولے نہ جھوٹ پسند کرے اور ہمیشہ حق و صداقت کا گر ویدہ بنا رہے۔

ہم نے تقریباً بیس سال کا طویل عرصہ اس فنِ بشارت کو سمجھنے اور اس کی تحقیق پر خرچ کیا ہے اس سے جن حقائق و معارف کا پتہ چلا ہے ان کو بلا کم و کاست فنِ عزیز کی ترقی اور عالمین حضرات کی خدمت کے لئے اس کتاب میں درج کر دیا ہے اس میں اس بات کا خاص اہتمام کیا ہے کہ کوئی بات ایسی نہ لکھی جائے جو تخریب و مشاہدہ اور تحقیق میں درست ثابت نہ ہوئی ہو محض سنی سابقہ کتابوں کی باتوں کی بے معنی نقل اور نجبر غور و فکر کئے مسئلہ کو لکھنے کی جرات نہیں کی بلکہ اس کو گناہِ عظیم خیال کیا ہے۔ صحیح علم وہ ہے جس سے انسان کو خود فائدہ پہنچے اور دوسروں سے لئے بھی نفع کا باعث ہو اور وہ علم پوری طرح دل و دماغ میں سرایت کر جائے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ صحیح علم و فن کو بہتر طریقہ پر ذہن نشین کر لیں تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں اس کتاب میں ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ ان قدیم مسلمانوں کو جن کو عرصہ سات سو

سال یعنی شیخ الرئیس بوعلی سینا کے بعد سمجھانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ اکثر کمپی پکھی مار دی گئی۔ بڑی وضاحت سے اور عام فہم الفاظ میں آسان اور سہل خیالات کے ساتھ ذہن نشین کرایا ہے۔

بعض مسائل ایسے تھے جن کو آج کل کی سائنس غلط قرار دیتی ہے جن میں مسئلہ ارکان۔ اخلاط الاربعہ مزاج اور مسدود و قوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بلکہ تشریح اور افعال الاعضاء کے بعض مسائل میں بھی موجودہ سائنس اور ڈاکٹری اختلاف کرتی ہیں۔ ان مسائل میں ہم نے بڑی جرأت سے کام لیا ہے کہ حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سے اکثر مضامین میں موجودہ سائنس اور ڈاکٹروں کی غلطیاں نکالی ہیں بعض مضامین کی ایک ایسی حسین تعبیر و تفسیر کی ہے جس سے وہ مسائل و مضامین باہم منطبق ہو گئے ہیں بعض مسائل میں بالکل نئی راہیں پیدا کی ہیں۔ اس سے پہلے ان حقائق کو زطیب یونانی نے بیان کیا ہے اور نہ کسی اور طبیب نے بلکہ موجودہ سائنس بھی ان حقائق سے خالی ہے۔ ان مضامین کو پڑھنے کے بعد ہی اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے گا اور پوری طرح لطف اندوز ہو جاسکے گا۔

علم اسباب فن علاج کی جان ہے اور ان کو سمجھنے سے ہی امراض ذہن نشین ہوتے اور رفع کرنے سے مرض چڑھے چلا جاتا ہے۔ اس لئے اس علم پر خاص زور دیا گیا ہے اور اس کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

علم العلامات کی اہمیت بھی کسی طرح کم نہیں۔ انہی سے مرض کی تشخیص

ہوتی ہے، اس لئے اس پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے خاص طور پر نبض اور قارورہ کو بڑی محنت سے عجیب انداز میں ذہن نشین کرانے کی سعی کی ہے۔ کیونکہ نبض اور قارورہ کا علم تقریباً مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان علوم کے ساتھ علمائین کا وقت قائم ہوتا ہے جو معالج بغیر نبض کے مرض بتائے نبض اور قارورہ دیکھ کر خود تمام امراض کو از اول تا آخر بیان کر دیتا ہے تو اس کی خداقت اور کامیابی کا سکہ جم جاتا ہے۔ جو صاحب فن علاج کا شوق اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ وہ ذرا سی کوشش سے نبض اور قارورہ پر اچھی خاصی دسترس حاصل کر لیں گے اور رفتہ رفتہ ان علوم میں کامل ہمارت پیدا ہو جائے گی۔

علم حفظانِ صحت نہ صرف ہر ذی روح کے لئے ضروری ہے بلکہ اس کا جاننا معالج کے لئے از حد ضروری ہے کیونکہ جب وہ اس پر پوری طرح عبور حاصل کر لے گا تو وہ اپنے مریضوں کو صحت کے قیام کے اصولوں سے ڈٹنا سکے گا اور ان کو ان حقائق کا پابند کر دے گا جن سے صحت قائم رہتی اور اپنے کمال کی طرف بڑھتی ہے۔

علم العلاج میں ہم نے علاج کلی کی صورت میں تقریباً تمام اہم مسائل پر بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔ یہ مسائل انتہائی ضروری ہیں۔ جب تک ایک معالج ان پر پوری طرح حاوی نہ ہو وہ کسی مرض کے علاج سے بھی کامیابی سے عہدہ برتا نہیں ہو سکتا۔ ہر معالج کا فرض ہے کہ وہ ان اصول کلی کو پوری طرح ذہن نشین کرے تاکہ علاج کے دوران میں جو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہے۔ یہ کتاب صرف جمادات طب پر ہے۔ اس لئے اس میں صرف مبادی

وقوین کو بیان کیا ہے اور عقلی موٹنگائیوں اور دلائل و مباحث سے گریز  
 کرتا ہے۔ نیز کہ اگر عقلیات و دلائل کو دخل دیا جائے تو ابتدائی طالب علم  
 علم و فن حاصل کرنے کی بجائے بحث و تمحیص کی بلبھتوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے  
 اس کے ساتھ ہم نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ ابتدائی دور میں مطول اور  
 غیر ضروری مباحث سے گریز کریں تاکہ طالب علم پہلے صحیح قوانین سے قنیت  
 حاصل کرے۔ اُس کے بعد بحث و تمحیص کیلئے میدان کھلا ہے۔ چنانچہ وہ  
 حقائق و قوانین کے جاننے کے بعد کبھی بھی عقلی کاشکار نہ ہو گا بلکہ اس کو مطالعہ  
 کا شوق پیدا ہو جائے گا اور وہ خود تحقیق و تدقیق کو اپنا مشغلہ بنائے گا  
 ہم بڑے ذوق سے کہتے ہیں کہ ہر معالج کو کم از کم اس قدر علم و فن  
 کے قوانین اور حقائق سے ضرور واقفیت ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ بھی  
 اس کتاب پر پوری طرح دسترس حاصل کر لیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ  
 بہترین قسم کے معالجین میں شمار ہوں گے۔ وما توفیقی الا باللہ  
 العلی العظیم۔

صابر ملتانى

یکم فروری

۱۹۵۸ء

## دیباچہ

ہر علم و فن میں اُس کے مبادیات کے جاننے کی اہم ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک کسی علم و فن کے مبادیات کا صحیح طور پر پتہ نہ چلے اُس وقت تک وہ علم و فن پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کا کمال حاصل کرنا بغیر مبادیات کے جاننے ناممکن اور محال ہے۔ یہی صورت علم و فن طب میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ دیگر علم و فن سے بہت زیادہ کیونکہ اس میں عقیدات کا بہت زیادہ دخل ہے اور ایک اچھے معالج کو اکثر کلیات سے جزئیات اور جزئیات سے کلیات کی طرف آنا پڑتا ہے یعنی وہ کبھی کبھی قوانین کے تحت جزوی معانی اخذ کرتا ہے اور کبھی جزوی معلومات سے کلیات کو ترتیب دیتا ہے۔ اسی طرح ایک طبیب کو بار بار تصورات قائم کرنے پڑتے ہیں اور اپنے علم کے تحت دلائل کے ساتھ تصدیقات کی طرف آنا پڑتا ہے گویا ہر اچھے طبیب کے لئے لازم ہے کہ وہ علوم عقیدات سے بھی کچھ بہرہ ور ہو تاکہ ان کلیات و جزئیات کے تجزیہ و ترتیب و تصورات و تصدیقات کو عملی جامہ پہنانے کے لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب وہ فن و علم طب کے مبادیات اور اصطلاحات سے پوری طرح آگاہ ہو۔

مبادیات طب کو پوری طرح سمجھنے کے لئے جو مشکلات پیش آتی ہیں۔



ان کا ایک نمایاں تصور اور گہرے اثرات میرے دماغ اور ذہن میں میری طالب علمی کے زمانے سے شدت کے ساتھ قائم ہیں۔ پھر جب مجھے شاہدہ طیبہ کالج میں فن طب پڑھانے کی خدمت سپرد کی گئی تو نئے نئے طلبہ کو مبادیات طب سمجھانا میرا ایک بڑی مشکلات کا سامنا ہوا کیونکہ مبادیات طب پر کوئی حسب پسند کتاب دستیاب نہیں ہوتی تھی اس لئے اکثر طالب علموں کو زبانی نوٹ لکھنے پڑتے تھے اور وہ نوٹ اکثر تو کالج کے زمانہ ہی میں طالب علم سے ضائع ہو جاتے تھے یا تعلیم ختم کرنے کے بعد جب طالب علم علاج معالجے کی دنیا میں داخل ہوتا تو وہ ایک طبیب کی حیثیت سے علاج اور ادویات تک ہی محدود ہو جاتا اور یہ قیمتی نوٹ اکثر ضائع ہو جاتے۔ اس لئے مدت سے خیال تھا کہ تعلیم طب کے لئے مبادیات طب کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا جائے جو ہر نوجوان طالب علم اور اہل شوق کے لئے مفید اور کامیاب ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھنے میں سہل اور سمجھنے میں زود فہم ہو۔ اس سے دو فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اول طالب علم بڑی سہولت کے ساتھ علم و فن طب حاصل کر سکیں گے اور یہ ضروری کتب ان کے پاس محفوظ بھی رہ سکیں گی۔ دوسرے اہل شوق علم طب کو اصولی طور پر حاصل کر سکیں گے جو اس سے پہلے تقریباً ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ اہل شوق اکثر علم طب کی کوئی علاج کی کتاب خرید لیتے ہیں اور اس کے تحت اپنا شوق پورا کرتے ہیں جس کی صورت اکثر اس قسم کی ہوتی ہے کہ وہ لوگ کسی علاج کے عنوان کے تحت جو ادویات لکھی ہوئی ہیں۔ ان کو بے دھڑک اپنے اور اپنے بال بچوں پر یاد گیری مضمون پر

استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں جو اکثر نقصان رسا ثابت ہوتی ہیں کیونکہ وہ لوگ نہ تو مبادیاتِ طب اور اصطلاحات سے واقف ہوتے ہیں اور نہ ہی قوزینِ طب اور اصولِ فن کا اُن کو علم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اکثر مزاج و کیفیت اور ان کے مدارج اور احکامِ خصوصی کو نظر انداز کرتے ہوئے علاج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ سلسلہٴ تعلیمِ طب کے مبادیاتِ قلم بند کرنے سے بچہ فواید حاصل ہوں گے۔

علم و فنِ طب پر جس قدر کتب شائع ہوئی ہیں ان میں جناب شیخ المرکس بوعلی سینا بن حسن صاحب کی کتاب "القانون" کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی خوبیاں اور بے حد اہمیت کے مد نظر وہ کتاب تقریباً ہر زبان میں عربی سے ترجمہ کی گئی ہے بلکہ یورپ کی یونیورسٹیوں میں تقریباً سات سو سال تک تدریس میں شامل رہی اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس کتاب میں جس قدر حقائق بیان کئے گئے ہیں وہ قانون (LAW) کا درجہ رکھتے ہیں اور آج بھی نہانے کی ضروریات کے مطابق چند معمولی ترمیمات و تفسیحات کے علاوہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی جاسکتی اور صحیح تو یہ ہے کہ جب تک "القانون" کو پوری طرح سمجھا نہ جائے علم و فنِ طب پوری طرح ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ترتیب و تدوین ایک بہت اچھے انداز میں کی گئی ہے۔ اس کو چار فنون میں تقسیم کیا گیا ہے۔ فنِ اول میں امورِ طب کے قوانین کلی پر بحث کی گئی ہے۔ فنِ دوم میں علم الادویہ کے افعال و خواص ذہن نشین کرانے گئے ہیں۔ فنِ سوم میں امراضِ خصوصی کی تفصیل و تشریح کی گئی ہے۔

اور فن چھارم میں اراض عامہ کے حقائق و رموز بیان کئے گئے ہیں۔ گویا ایک گلدستہ ہے جو سجا کے رکھ دیا ہے جس کی خوشبو اصحاب فن اور اہل شوق کیلئے مشامِ جان سے کم نہیں اس سلسلہ حقیقت کو بیان کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اس میں ایسے لایبیدل قوانین اور افادہ ی قوانین بیان کئے گئے ہیں جن کا حجاب آج بھی یورپی دنیا کی سامنے بھی نہیں دے سکتی۔ اس کی ترتیب و تدوین سے ذہن اور دماغ میں جو جلا پیدا ہوتا ہے وہ یورپ اور مغرب کی کسی کتاب سے ممکن نہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی اس کتاب مبادیاتِ طب کے لئے جو کتاب منتخب کی ہے وہ القانون ہی ہے۔ البتہ اس میں ضروریاتِ زمانہ کے مطابق ان قوانین کو عام فہم زبان میں ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے تاکہ تہذیبی اور اہل شوق زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔

۱۰ القانون کی طوالت کے باعث اس کی تلخیصات اور نچوڑ تقریباً اسی نماز اور بعد کے قریب زمانہ ہی میں کئے گئے۔ جن کو قانونچہ اور موجزہ کے نام دیکھے گئے۔ جن میں صرف علم و فن طب کے قوانین کو بیان کیا گیا اور بطویل شرحاً کو نظر انداز کر دیا گیا البتہ بعد کے زمانہ میں قانونچہ اور موجزہ کی تفسیریں لکھی گئیں اور ان قوانین کو ذہن نشین کرانے کے لئے بے حد موثکفایاں ہوئیں لیکن اس طرح نہ صرف غلط بحث کی صورت پیدا ہو گئی بلکہ بے حد خس و خاشاک اور بلا یعنی مباحث سے حقیقت مستور ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ ان تشریحات اور تعلیقات میں بے معنی اور بے ضرورت فلسفہ اور منطقی کو دخل دیا گیا جس کی وجہ سے طالب علم کے دماغ پر بے حد بوجھ ڈال دیا گیا اور اس کے لئے لازم ہو گیا کہ وہ علم و فن

طب کے ساتھ ساتھ فلسفہ اور منطق کے مباحث کو بھی ذہن نشین کرے۔  
 نتیجہ ظاہر تھا کہ طالب علم ان مباحث کی اہمیت اور دل چسپی میں اپنے مقاصد سے  
 دُور ہو گئے اور فن طب پر جس قسم کی دسترس حاصل ہونی چاہئے تھی وہ کامیابی  
 کے ساتھ ان کتب سے حاصل ہونی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گئی۔  
 ہم علم طب میں فلسفہ اور منطق کی چاشنی یا ضرورت کے مخالف نہیں  
 کیونکہ کسی علم و فن کے حقائق بغیر علم فلسفہ اور علم منطق کے ذہن نشین نہیں ہو  
 سکتے لیکن یہ اس وقت تک ہی مفید ہو سکتے ہیں جبکہ ان کو صرف اُس علم و فن کی  
 اصطلاحات کے افہام و تفہیم تک ہی محدود رکھا جائے لیکن جب ان حدود  
 سے باہر قدم رکھا جائے اور ہر بے ضرورت اور واضح مسائل کے امکانات  
 اور حقیقت امری پر بحث کی جائے اور پھر یہ بحث جواب الجواب کی صورت  
 میں شیطان کی آنت کی طرح طوالت اختیار کرے۔ تو پھر ان صورتوں سے  
 اجتناب ہی بہتر ہے۔

ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے غیر ضروری فلسفیانہ اور منطقیانہ  
 مباحث سے اجتناب برتا ہے اور کوشش کی ہے کہ سوائے ضروری  
 مسائل اور قوانین کے غیر ضروری اور بے معنی بحث سے دُوری اختیار کی  
 جائے تاکہ طالب علم کا ذہن اس علم و فن کے حقائق سے نہ صرف پوری طرح  
 مستفیض ہو سکے بلکہ ان حقائق سے عملی صورت میں بھی کامیابی حاصل کرے  
 اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ فنی اصطلاحات اور مشکل  
 قوانین کو عام فہم صورتوں میں ساتھ ساتھ ذہن نشین کرایا جائے اور جس جس

مقام پر ہم تو بین اور ضروری اصطلاحات کا ذکر آگیا ہے ان کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ ذہن نشین کرانے کی پوری کوشش کی ہے جس سے ایک نام ذہن کا طالب علم بھی پوری طرح مستفیض ہو سکتا ہے اور اہل شوق بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے القانون کے تلخیصات میں قانونچہ اور صوجز کی مختلف مطبوعات ہیں لیکن ان کو غور سے مطالعہ کرنے پر تہہ چلتا ہے کہ ان میں قانون کی تلخیص کرتے ہوئے مختلف قسم کی کوتاہیاں برتی گئیں۔ اور غلطیوں کی گئی ہیں۔ اور سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان میں اکثر مسائل کو سمجھاتے ہوئے موجودہ دور اور سائنس کو مد نظر رکھا گیا اس وجہ سے ان قوانین کو بعد از زمانہ نظریات اور موجودہ دور کے لئے غیر ضروری اور سوالیہ پڑ گیا۔ ان وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے کوشش کی ہے کہ القانون کے تمام مسائل نہ صرف علم فہم ہو جائیں بلکہ موجودہ دور کی ضروریات کے بھی مطابق ہو جائیں۔

جہاں تک قانون کے تلخیصات اور صوجز کا تعلق ہے ان میں بہت سی اختلافی صورتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً۔

(۱) بعض مسائل کو قانونچہ میں کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کے برعکس صوجز میں انہی مسائل کو اتنے اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ایک طالب علم پوری طرح سمجھ نہیں پاگا۔

(۲) بعض مسائل کو تو تہہ یک دوسرے کے خلاف پائی جاتی ہے



کیونکہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ جن میں مسائل کی ترتیب کا اصول کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

(۳۲) بعض اصطلاحات کو اتنی اچھی طرح ذہن نشین نہیں کرایا گیا کہ طالب علم کو ان کا صحیح تصور ہو سکے۔

(۳۳) بعض مسائل کو ذہن نشین کرانے کے لئے دونوں کتابیں تسلی بخش ثابت نہیں ہوتیں جب تک کوئی قابل استاد ان مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین نہ کرائے۔

یہی وجہ ہے کہ اطباء میں ہم دیکھتے ہیں کہ مریض کے مزاج اس کے نفسیاتی اثرات اور جسم کی علامات خاص طور پر قارورہ اور نفس کو پوری طرح سمجھنے والے بہت کم ہیں اور یہ اہم مضامین اطباء اور معالجین کے درمیان مفقود ہوتے چلے جاتے ہیں۔

آج ایسا وقت آ گیا ہے کہ تمام ہندوستان و پاکستان میں ان مسائل پر پوری طرح عبور رکھنا اور کتابوں کو سمجھنے والے بھی شاید انگریزوں پر ہونے لگے جاسکیں اور تلاش کرنے پر شاید ایک بھی نزل سکے۔ اسی لئے ان مسائل کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے اور ان پر پوری پوری روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اس کتاب سے اور خاص طور پر اس طریقہ تعلیم کے زیادہ سے زیادہ طلباء اور اہل شوق کامیابی کے ساتھ فیض حاصل کر سکیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے مقاصد کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے مجھے خاص طور پر اپنے نوراوند ہدایت کی توفیق ارزانی فرمائے۔

# علم طب

تعریف :- علم طب اُس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ بدنِ انسان کے حالاتِ صحت و حالاتِ مرض کا پتہ چلتا ہے۔

غرض و غایت :- علم طب کی غرض و غایت یہ ہے کہ اگر صحت ہو تو اُس کی نگہداشت کی جائے اور اگر مرض پیدا نہ ہو نہ دیا جائے یعنی صحت کو برقرار رکھا جائے۔ اگر حالتِ مرض ہو تو حتیٰ الامکان اُس کے ازالہ کی کوشش کی جائے اور مرض کو صحت کی طرف لوٹایا جائے۔

موضوع :- جسمِ انسان جس میں اُس کا نفس اور روح دونوں شریک ہیں

## علم طب کی تقسیم

علم طب دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے (۱) علمی یا نظری (۲) عملی۔  
فی الحقیقت یہ دونوں قسمیں علم ہی سے تعلق رکھتی ہیں جن کی تشریح حسب

ذیل ہے :-

حصہ علمی یا نظری کی تعریف :- وہ علم ہے جس سے محض اشیاء اور کائنات کا علم اور اُس کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ارکانِ انسانی کی ذات اور اُس کے افعال کا علم۔ علاوہ ازیں اس میں اُس قسم کی باتیں ہوتی ہیں جن کا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

حصہ عملی کی تعریف :- وہ علم ہے جس میں ایسے مسائل ہوتے ہیں جن کا تعلق عمل سے جوتا ہے مثلاً ورزش کیسے کی جائے اگر کوئی مرض ہو تو اس کا علاج کیسے عمل میں لایا جائے نیز صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کون کون سے کوئی منفرد رکھنا چاہئے گو یہ عملی سے مراد عمل کا علم مراد ہے یعنی اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ عمل کیسے کیا جائے گویا یہ بھی ایک علم ہے

## ”طبِ علمی اور عملی کی مزید تقسیم“

طبِ علمی: طبِ نبوی کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے (۱) امورِ طبیعہ کا علم (۲) بدنِ انسان کے حالات (۳) علمِ الاسباب (۴) علمِ العلامات  
 طبِ عملی :- طبِ عملی کی دو قسمیں ہیں (۱) علمِ حفظانِ صحت (۲) علمِ علاج  
 یہ علم طب کا مکمل خاکہ ہے۔ ان کی مزید تشریح اور توضیح آئندہ صفحات میں کی جائے گی۔ ذکرِ اختصار کے ساتھ جس میں صرف مبادیاتِ طب سے روشناس کرایا جائے گا۔ اس تقسیم کا نقشہ حسبِ ذیل ہے۔

علمِ طب

طبِ علمی				طبِ علمی
(۱) علمِ حفظانِ صحت	(۲) علمِ العلامات	(۳) علمِ الاسباب	(۴) علمِ حالاتِ بدن	(۵) علمِ طبیعہ
علمِ علاج				

# جزو اول

## امورِ طبیعہ

تعریف :- امورِ طبیعہ چند ایسے امور ہیں جن پر بدن انسان کی بنیاد قائم ہے یعنی بدن انسان انہی سے مل کر بنا ہے ان میں سے اگر ایک کو بھی نفی فرض کر لیں تو بدن انسان قائم نہیں رہ سکتا وہ امور حسبِ ذیل ہیں۔  
 (۱) ارکان (۲) مزاج (۳) اخلاط (۴) اعضا (۵) ارواح (۶) قوی (۷) افعال

## امورِ طبیعہ

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷  
 ارکان مزاج اخلاط اعضا ارواح قوی افعال

## (۱) ارکان

تعریف :- ارکان چند ایسے بسیط اجسام ہیں جو بدن انسان و حیوان اور نباتات و جمادات میں پائے جاتے ہیں جن کا مزید تجربہ نہیں ہو سکتا یعنی ایسے اجزاء اور لویہ جو مختلف صورتوں اور طبیعتوں کے اجسام میں تقسیم نہیں ہو سکتے گویا وہ اجزاء لاجتہائی ہیں یعنی ان اجزاء کو مختلف دیگر اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ارکان رکن کی جمع ہے جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ ایک بنیادی

چیز ہے گویا چاروں ارکان کائنات میں زندگی کے بنیادی اجزاء ہیں۔ وہ چار  
 ہیں۔ آگ، جو گرم خشک ہے (۲) ہوا، یہ گرم تر ہے (۳) پانی، یہ سرد تر ہے۔  
 (۴) مٹی، یہ سرد و خشک ہے۔

## ارکان

آگ      ہوا      پانی      مٹی

۱۔ آگ اور دیکھ کر پہنچا کر ان ارکان تسلیم کرتے ہیں یعنی وہ ان چار ارکان کے ساتھ ایک آگ کا سٹن  
 کا کچھ ذخا ذخا کرتے ہیں جس کو ہم ایشیا اور انگریزی میں ایتھر (Ether) کہہ سکتے ہیں اور انکی  
 ترتیب اس طرح ہے دن آگ (۲) مٹی (۳) ہوا (۴) پانی (۵) پھر قوی مغربی  
 سائنس تقریباً ۹۹ عناصر تسلیم کرتی ہے گویا انہوں نے آج تک جس قدر عناصر  
 میں تحقیق اور معلومات کی ہے وہ ۹۹ کے قریب ہے جن میں ذیل کے خاص طور پر  
 قابل ذکر ہیں (۱) آئرن (۲) کولمبیم (۳) آرگن (۴) ایریڈیم (۵)  
 اسٹرونتیم (۶) سیکنڈیم (۷) ہالوجین (۸) اسی بی (۹) آکسیجن (۱۰) نیکلیم (۱۱) ایڈیم  
 (۱۲) مٹی (۱۳) یورین (۱۴) بیریم (۱۵) برومین (۱۶) بیٹھرو (۱۷) سونا (۱۸) بورون  
 (۱۹) ایریڈیم (۲۰) پریسیوڈیم (۲۱) پلاٹینم (۲۲) پوٹاشیم (۲۳) پلوٹونیم (۲۴) تھوریئم  
 (۲۵) ٹھلیبیئم (۲۶) ٹھینیم (۲۷) ٹوریم (۲۸) ٹین (۲۹) ٹنگسٹن (۳۰) نیولوم  
 (۳۱) ٹین کالم (۳۲) ہولیم (۳۳) ڈیسپرولیم (۳۴) روتھیریم (۳۵) روتھینیم (۳۶)  
 روتھیریم (۳۷) روتھیریم (۳۸) زینکیم (۳۹) زینکیم (۴۰) زینک (جست) (۴۱) سیلفر  
 (۴۲) سولور (۴۳) سولور (۴۴) سیلیکن (۴۵) سیلیکن (۴۶) سیلیکن (۴۷) سیلیکن (۴۸)  
 فلک (۴۹) سیرین (۵۰) سیلفیم (۵۱) فلورین (۵۲) فاسفورس (۵۳) کاربن (۵۴) ڈیوٹرون



## (۱) مزاج

تعریف :- ارکان کے امتزاج میں فعل و انفعال۔ اثر و متاثر اور کسرو  
انحسار کے بعد جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام مزاج ہے اس امتزاج میں  
چاروں کیفیات کا مساوی ہونا ضروری نہیں۔ اس میں جو ایک قسم کا اعتدال پایا  
جاتا ہے وہ اعتدال فی قسمت (مزاج معتدل فرضی) یا بانسورت ہے۔ یعنی

بقیۃ حاشیہ ص ۲۱ (۱۵) اگر پون (۵۲) کرویم (۵۳) کو باٹ (۵۴) کو پرتانہ (۵۵)  
کو لیبیم (۵۶) کیڈیم (۵۷) کیم (۵۸) کیلشیم (۵۹) کورین (۶۰) گلوٹیم  
(۶۱) گلیسیم (۶۲) گوڈر (۶۳) گوڈولیم (۶۴) لٹا (۶۵) لیبیم (۶۶)  
لیٹیم (۶۷) لیڈ (۶۸) مرکی ریا (۶۹) جزیٹیم (۷۰) گلیٹیم  
(۷۱) میگنیز (۷۲) ٹائٹنیم (۷۳) نیون (۷۴) نکل (۷۵) نیون (۷۶)  
نیوبیم (۷۷) نیوڈیم (۷۸) دیناڈیم (۷۹) ایڈ (۸۰) رپانی (۸۱) سلیم (۸۲)  
(۸۳) ٹیریم (۸۴) یورینیم (۸۵) یورینیم (۸۶) یورینیم (۸۷) یورینیم (۸۸) یورینیم (۸۹)  
تحقیق سے کہ عناصر چار نہیں بلکہ ۹۹ ہیں ان میں بہت بڑا مغالطہ پیدا ہو گیا ہے  
اس کی مکمل تشریح پہلی کتاب ایورڈی طرفہ تفریح غلط ہے اس میں ملاحظہ فرمائیں۔ مگر  
یہاں پڑھی قدر جان لیں کہ ارکان اوستہ کی ابتدائی صورت کا نام ہے جو چار ارکان کی  
صورت اختیار کر لیتی ہے مگر وہ مادی صورتوں میں ظاہر نہیں ہوتے یہ آگ پانی ہوا  
اور مٹی دلائل وہ حقیقی ارکان نہیں بلکہ ان کے لطیف اور مادی صورتیں ہیں انہی کی مزید  
تقسیم و تقسیم سے یہ عناصر کے ۹۹ عناصر پیدا ہو گئے۔ گو یا ارکان اور عناصر دو

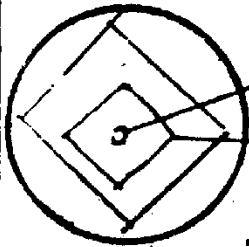
جس مزاج میں ان کیفیات کی جس قدر ضرورت ہو وہ پانی جائیں ان کیفیات میں حرارت اور برودت کو کیفیاتِ فاعلہ اور رطوبت اور یہ پوست کو کیفیاتِ مفعولہ تسلیم کیا گیا ہے۔

**مزاج حقیقی :-** چاروں کیفیات کا کسی مزاج میں برابر اور مساوی پایا جانا ناممکن ہے اس مزاج کو عقلی یا حقیقی کہتے ہیں چونکہ اس عقلی اور حقیقی مزاج کا مقام ناممکن ہے اس لئے اطباء نے ایک فرضی مزاج تسلیم کیا ہے۔

**فرضی مزاج :-** یعنی ایسا مزاج جو ضرورت کے مطابق موادِ ثلاثہٴ حیوانات، نباتات، جمادات کی کسی شے کو عطا کیا جائے جس سے اس کی صحت قوی اور نشوونما قائم رہے یعنی جس مزاج میں گرمی کی زیادہ ضرورت ہو اس کو گرمی زیادہ دی جائے اور جس مزاج میں سردی کی زیادہ ضرورت ہو اس کو سردی زیادہ دی جائے۔ یہ مزاج عدل فی القسمت سے متاثر ہے کہ حرارت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور خمر گوش میں برودت کی زیادہ ضرورت ہے اگر ان کے مزاج میں کسی بیشی ہو جائے تو ان کی صحت قوی اور نشوونما قائم نہیں رہ سکتی پس یہی مزاج کا معتدل ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جن کا مزاج معتدل فرضی حقیقی یا عقلی کے زیادہ قریب ہو گا ان کا مزاج سب سے زیادہ معتدل ہو گا چونکہ انسان کا مزاج تمام کائنات میں مزاجِ معتدل حقیقی کے بہت قریب ہے اسی لئے

(دقیقہ حاشیہ ص ۲۳) مختلف چیزیں ہیں یا ایں سمجھیں کہ ان کان کے بعد غماخ پیدا ہوتے ہیں اور آج سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ غماخ مزید سالمات اور برقیات میں تقسیم ہو گئے ہیں اور اسی تقسیم کے نتیجے میں میٹیم اور آئینہ راجن ہم وجود میں آئے ہیں۔

انسان اس دنیا میں سب سے زیادہ معتدل اور اشرف المخلوقات ہے۔



چاروں ارکان برابر ہیں

حقیقی مزاج

چاروں ارکان → فرضی مزاج معتدل

ضرورت کے مطابق

اسی نسبت سے ذہنی، جسمانی، نفسی، اخلاقی، فطری اور ذوق پائے جاتے ہیں جو اگر پر تمام بالقیاس ہیں مگر حقیقت پر مبنی ہیں۔

مزاج غیر معتدل فرضی، غیر معتدل فرضی، یا مزاج ہے جو کسی غیر معتدل مزاج کو اعتدال سے دُور کرے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد (۲) مرکب پھر ہر دو کی چار قسمیں ہیں:-

اقسام مفرد:- (۱) گرم (۲) سرد (۳) خشک (۴) تر

اقسام مرکب:- (۱) گرم خشک (۲) گرم تر (۳) سرد خشک (۴) سرد تر۔

## مزاج



گرم خشک	گرم تر	سرد خشک	سرد تر
---------	--------	---------	--------

مزاج عکس و عکس کے اعتبار سے جو ان زیادہ معتدل ہوتے ہیں بچوں میں حرارت جانوں کے برابر مگر رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں کی حرارت نرم اور جانوں کی حرارت تیز ہوتی ہے اور جیڑ اور پوڑھے اشخاص

کے مزاج سرد خشک ہوتے ہیں مگر بوڑھے ایک عارضی اور سطحی رطوبت کی وجہ سے مرطوب ہوتے ہیں۔

مزاج اعضا و اندامات بدن میں سب سے زیادہ متدل سرانگشت شہادت کی جلد ہے اس کے باقی انگلیوں کے اگلے پوروں کی جلد پھیرا بگول کی جلد پھیرا کف کی جلد پھیرا کف دست کی جلد پھیرا ہاتھ کی جلد پھیرا عام جلد۔ جلد اعضا میں سے زیادہ گرم و تل ہے اس کے بعد جگر۔ اس کے بعد گشت۔

اعضا میں سب سے زیادہ سرد ہڈی ہے۔ پھر کتری۔ پھر باط۔ پھر عصب۔ پھر تمام نخاع۔ پھر دماغ تمام بدن میں سب سے زیادہ ترسین (دبلی چربی) پھر شحم (موٹی چربی) پھر نرم گوشت۔ پھر دماغ پھر نخاع۔ بدن میں سب سے زیادہ خشک بال ہیں۔ اس کے بعد ہڈی۔ پھر کتری۔ پھر باط پھر عصاب ہیں۔

## ۳۱) اخلاط

تعریف :- اخلاط ایسا ترسیال ہے جس کی طرف غذا تحلیل ہو کر آتی ہے یعنی جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ مضمر ہو کر کیوس اور کیوس کی صورت میں رطوبت دو طرح کی ہوتی ہے ایک حقیقی اور ایک غیر حقیقی درخت کی پتی میں حقیقی یعنی اسی رطوبت ہوتی ہے۔ سوکھی ہوتی بکڑی کو پانی میں ڈبو دیا جائے تو یہ رطوبت سطحی اور عارضی یعنی غیر حقیقی رطوبت ہوگی۔ باقی اسی طرح جیسے حرارت غریزی اور حرارت غریبہ۔

کے بعد اخلاط کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

تعداد اور اخلاط چار ہیں (۱) خون جو گرم تر ہے (۲) صفرا جو گرم خشک ہے (۳) بلغم جو سرد تر ہے (۴) سودا جو سرد خشک ہے۔  
خون :- بخراخلاط سے فضل و برتر ہے یہ بدن کی غذا بنتا ہے۔ اس کی شکل

سہ آبیور ویدک اپنے اخلاط کو دوش رگڑنے والا کہتے ہیں۔ وہ تعداد میں تین ہیں۔ (۱) اوت جس کا مزاج سرد و خشک ہے (۲) پت جس کا مزاج گرم ہے (۳) کف جس کا مزاج تر ہے۔ آبیور ویدک میں خون کو دوشوں میں شمار نہیں کرتے بلکہ اس کو علیحدہ چیز کہتے ہیں جس کا نام وہ رکت رکھتے ہیں ان کے نظریہ کے مطابق تینوں دوشوں کا حال ہے۔ ایلو پیتھی دیورنی لہب، صرف خون و مصلاتی سے وہ صفا سودا و بلغم کو مصلط نہیں مانتے۔ بلکہ ان کو خون کے نفع میں شملہ کرتی ہے اسی وجہ سے وہ اخلاط کے لزج اور کیفیات کے بھی قائل نہیں اور اس کی باعث وہ علاج میں مزج و کیفیات اور اخلاط کا کو نظر نہیں رکھتے۔

حقیقت اخلاط :- اخلاط کی حقیقت بالکل دوسری طرح ہے۔ جب دو دھرا کا ہوتا ہے تو وہ ایک ہی چیز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کو گرم کیا جاتا ہے تو اس کے اوپر بالائی بجائی ہے اسی کے اندر دانے پیدا ہو جاتے ہیں جو تنگی و رطوبت سے علیحدہ معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک حشر نفس کی طرح بیٹھ جاتا ہے اور اکثر جان بے گویا یا چاندھے، بالائی روز آذرت یا دانے اور طوطا ثابت (۳) نقل یا دوسرے اسی روز میں پائے جاتے ہیں اس طرح برب کیوں بننے کے بعد اس میں حرارت اثر کرتی ہے تو اسکے بعد اسی طرح چاچو زین جلتے ہیں جو صمد بالائی لکھڑ جھاگ کی شکل میں اور ہوتا ہے جھانگ سرخی ماننند ہوتا ہے۔ انکو صفا کہتے ہیں اور جو ذرات کی شکل میں سرخ دانے پائے جاتے ہیں انکو خون کہتے ہیں جو خون کی ثابت ہے اسکو بلغم کہتے ہیں اسکی رنگت سفید ہوتی ہے بچے جمعیت بڑھ جاتی ہے جس کا رنگ

کرتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔  
**طبعی خون:** طبعی خون وہ ہے جو جگر میں پیدا ہوا اور بدن کو اس سے  
 ناندہ پہنچے۔ یہ خون سرخ۔ بے بو معتدل، قوام اور شیریں ہوتا ہے۔  
**غیر طبعی خون:** غیر طبعی خون ان اوصاف میں خون طبعی سے مختلف

ہوتا ہے۔

**صفرِ طبعی:** صفرِ طبعی خون طبعی کے وہ جھاگ ہوتے ہیں جو شوخ  
 زردی مائل سرخ ہوتے ہیں۔ ان کا وزن ہلکا ہوتا ہے ان کے مزاج میں تیزی ہوتی  
 وہ جگر میں پیدا ہونے سے اس کا ایک ناندہ یہ ہے کہ خون کو لطیف بنا کر رگوں میں  
 پہنچاتا ہے۔ دو مرتبے پھیپھڑے وغیرہ گرم خشک اعضا کی غذا میں شامل ہوتا ہے  
 نیز اس کا ایک حصہ اُمتوں پر گرتا ہے اور اس کے ثقل اور لیسیدار بننے کو دھند  
 ڈالتا ہے۔

**صفرِ غیر طبعی:** صفرِ غیر طبعی کے چار اقسام ہیں (۱) سرہ (۲) حلیہ۔  
 (۳) محترقہ (۴) زنجاری یا کرائی اس کی صورتیں یہ ہیں کہ جو بطنِ خلیط کے ساتھ

بندھا ہوا ہے۔ سرخ یا سیاہی مائل ہوتا ہے اس کو سودا کہتے ہیں جب تک یہ اجزا خون  
 میں شریک رہتے ہیں یہ اخلاط ہیں اور جب خون سے باہر اُترا ج پلٹے ہیں تو فضلات  
 کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اس نے الحقیقت بہرِ خلط طبعی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جگر میں پیدا ہوا اور بدن کو  
 مطلوبہ نفاذ پہنچائے جو خلط جگر میں پیدا نہ ہو اور بدن کو مطلوبہ فوائد نہ پہنچائے  
 تو وہ غیر طبعی خلط کہلاتی ہے۔

مخروط ہونے سے پیدا ہوتا ہے اسے صفرا مجیہ کہتے ہیں جو رقیق بلغم کے ملنے سے بنتا ہے اسے مرہ صفرا کہتے ہیں جس میں جلا ہوا سودا دل جاتا ہے اس کو صفرا محترکہ کہتے ہیں یا خود صفرا دل کو غیر طبعی ہو جاتا ہے اسے کراچی یا زنگاری کہتے ہیں کیونکہ صفرا زنگاری میں احتراق زیادہ ہوتا ہے اس لئے یہ قتل اور ہلاکت میں ذہروں کے مشابہ ہوتا ہے۔

### صفرا غیر طبعی

صفرا مرہ مجیہ محترکہ زنجاری آیا کراچی  
 بلغم طبعی :- بلغم طبعی وہ ہے جو جگر میں پیدا ہوا اور بوقت ضرورت کامل خون بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ گو یا کہ وہ سفید خون ہے جس میں ابھی کال تغیب نہیں ہوا۔ جب بدن کو غذا میں نہیں آتی تو بلغم خون کی شکل اختیار کر کے اس کی غذا بنتا ہے۔ یہ اعضا کو تر رکھتا ہے اور ان کو حرکت سے خشک نہیں ہونے دیتا اس کا بڑا فائدہ ہے کہ دماغ وغیرہ سرد تر اعضا کی غذا بنتا ہے۔

بلغم غیر طبعی :- بلغم غیر طبعی یا تو مزے کے اعتبار سے ہوتا ہے یا تو ام کی رو سے۔ مزے کے اعتبار سے بلغم غیر طبعی کی پانچ قسمیں ہیں۔

اقسام بلغم غیر طبعی باعتبار مزہ :- (۱) حلو و شیریں اس کا مزاج حرارت کی طرف ہوتا ہے۔ (۲) مالح و نمکین یہ حرارت اور پیوست کی طرف مائل ہوتا ہے (۳) حامض و زرش یہ برودت کی طرف مائل ہوتا ہے (۴) عفس و گھبسا اس کا پیوست اور برودت کی طرف میلان ہوتا ہے (۵) تدر بے مزہ یہ بہت سرد اور خام ہوتا ہے۔

اقسامِ بلغم غیر طبعی بلحاظ قوام: قوام کے لحاظ سے بلغم غیر طبعی کی تین قسمیں ہیں (۱) بہت رقیق اس کو بلغم مائی رآبی کہتے ہیں (۲) بلغم جستی روح کی طرح بہت غلیظ بلغم کہتے ہیں (۳) مختلف القوام اس کا نام غامی دینھا ہے۔

بلغم غیر طبعی

مائی جلتی غامی  
سودا طبعی :- سودا طبعی خون کا پلمٹ ہوتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ خون کو گاڑھا کرتا ہے اور سخت بنا تا ہے دوسرے بڑی اور سرد خشک اعضا کی غذا بنتا ہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ تم معدہ پر گور کھجوں کاتا ہے۔

سودا غیر طبعی :- چلی ہوئی غلط ہے کبھی یہ خود حل جاتا ہے کبھی دیگر اخلاط حل کر سودا بن جاتی ہیں

خون کے قوائدہ خون کا سبب غامی معتدل حرارت سبب مادی اچھی اغذیہ و اثر بہ جن کا مزاج معتدل ہو سبب موری نفع کامل اور سبب غامی بدن کو تھنیا اور گرمی تری پہنچاتا ہے۔

صغیر طبعی کے قوائدہ :- صغیر طبعی کا سبب غامی معتدل حرارت ہے سبب مادی لطیف گرم شیریں اور چکنی چیرپی غذا میں سبب موری نفع کامل اور سبب غامی ان اعضا کی خوراک جن میں سفراوی خون شروع ہوتا ہے مثلاً پیسپٹرے جگر وغیرہ۔

بلغم طبعی کے قوائدہ :- بلغم طبعی کا سبب غامی معتدل حرارت سبب مادی غلیظ پسند اور سرد غذا میں سبب موری نفع کامل سبب غامی وقت ضرورت بدن کو غذایا



طراوت پہنچانا اور خاص طور پر طبی اعضا مثلاً داغ اعصاب وغیرہ کو غذا بخشنا۔  
 سوا و طبی کے فوائد سوا و طبی کا سبب فاعلی معتدل حرارت سبب داری غلیظ کم  
 رطوبت جو ہر خشک غناؤں سے پیدا ہو سبب مولیٰ نہ نشین درد و پھٹ، سبب فاعلی سوا و  
 اعضا مثلاً ہڈی وغیرہ کو غذا بخشنا اور فرم معدہ پر گر کر کھجوک لگانا ہے۔

## (۴) اعضا

تعریف :- اعضا وہ کثیف اجسام ہیں جو اخلاط کی ابتدائی ترکیب  
 درطوبت تاثیر سے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ اخلاط ارکان کی ابتدائی ترکیب  
 سے ظہور میں آتے ہیں۔

واضح ہو کہ غذا ایک جسم ہے کہ جب وہ معدہ میں پہنچا ہے تو بدن انسان  
 کا جزو بن جاتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ غذا معدے میں پہنچنے کے بعد  
 ایک ایسے جوہر میں بدل جاتی ہے جو غلیظ آتش جوہر کی مانند ہوتا ہے اس کو  
 کیلوس کہتے ہیں یہ غیر اول بھی کہلاتا ہے اس کے بعد کیوس کا صاف اور لطیف قسم  
 جھری الصدر کے ذریعے دل میں پہلا جاتا ہے اور باقی حصہ آنتوں میں جا  
 کہ صفراء اور دیگر آنتوں کی رطوبات کے ملنے سے کتے یہ کیوس کہلاتا ہے  
 اس کو ہضم نامی بھی کہتے ہیں پھر کیوس عروق ماسا ریکا کے ذریعے جگر کی  
 طرف جذب ہو جاتا ہے اور یہاں پیٹھ پانے کے بعد اخلاط میں تبدیل  
 ہو جاتا ہے پھر اخلاط کی ابتدائی ترکیب سے جو رطوبت بنتی ہے اسے  
 رطوبت تاثیر کہتے ہیں اور اسی رطوبت سے اعضا جنے ہیں جس طرح ارکان کی ابتدائی ترکیب بناتا  
 و حرمان بنتے ہیں جن کے کھانے کے کیوس کیوس کے بعد اخلاط پیدا ہوتے ہیں۔

اعضار کی بناوٹ کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں (۱) مفرد اور (۲) مرکب  
 مفرد اعضا کی تعریف: مفرد اعضاء وہ اعضا ہیں کہ اگر ان کا  
 کوئی ظاہری اور محسوس حصہ لیا جائے تو وہ حصہ نام اور تعریف میں ان کا  
 شریک ہو مثلاً ہڈی عضو مفرد ہے۔ اگر اس کا ایک ٹکڑا لے کر اس کا نام دریافت  
 کیا جائے تو اس کو بھی ہڈی کہیں گے جو تعریف کل کی ہے وہی تعریف  
 اس پر بھی صادق آئے گی۔ مگر ہاتھ یا پاؤں عضو مرکب ہیں کیونکہ ان کے  
 ایک حصہ مثلاً انگلی کو ہاتھ نہیں کیا جاسکتا۔

مفرد اعضاء: مفرد اعضاء میں ہڈی، کترہ، رباط، وتر، عصب  
 غشاء رجبلی، چربی، وریدیں اور شریان، جلد، شعر، بال، اور ظفر (ناخن)  
 شامل ہیں۔

۱۔ عظم (ہڈی) ایک سخت اور بے حس عضو ہے، جو جسم انسان کی بنیاد  
 کا کام دیتا ہے، اس کی بناوٹ میں زیادہ تر چونے کے اجزاء پائے جاتے ہیں  
 جسم انسان میں ۲۴۶ دو سو چھیالیس ہڈیاں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :-

سر کی ہڈیاں	۸	منسل کی ہڈیاں (ہر طرف)	۱۶	پہلے کی ہڈیاں (ہر طرف)	۱۶
چہرے کی ہڈیاں	۱۶	سینے کی ہڈی	۱	تھیلی کی ہڈیاں (ہر طرف)	۱۰
زبان کی جڑ کی ہڈی	۱	پسلی کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲۴	انگلیوں کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲۸
دانستہ اوپر دینچے	۲۲	شانے کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲	کولھے کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲۱
کمان کی ہڈیاں (ہر طرف)	۶	بازو کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲	ران کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲
زیرہ کی ہڈیاں یا پھرے	۲۶	کٹائی کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲	چھپنی کی ہڈیاں (ہر طرف)	۲

ہنڈی کی ہڈیاں دس دو طرفہ ۴ پاؤں کی انگلیوں کی ہڈیوں کے طرفہ ۸

ٹخنے کی ہڈیاں ۱۴ ( " " ) چھوٹی چھوٹی تل کی ہنڈیوں کے طرفہ ۸

تلووں کی ہڈیاں ۱۰ ( " " ) مینجھل ۲۴۶ =

کرتھی (عضروف) ایک سفید عصب ہے اس میں ہڈی کی نسبت لچک اور

نرمی ہوتی ہے جو دبانے سے دب جاتی ہے مگر وہ باقاعدہ جلتے پر اپنی لچک

کی وجہ سے اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے کرتھی گو یا ایک قسم کی نرم ہڈی ہے اس

کاسب سے بڑا فائدہ دینے ہے یہ ہڈی کو نرم عضو مثلاً گوشت وغیرہ کے ساتھ اس طرح

جوڑتی ہے کہ سخت عضو نرم عضو کو ایذا نہیں پہنچا سکتا اور اس کے ساتھ جڑ جاتا

ہے بعض جگہ دو ہڈیوں کو آپس میں جوڑنے کے کام آتی ہے جیسے کہ ریشم

کے ہرے اور حور نامہ بعض جگہ ایسے عضو کا کام دیتی ہے جہاں نہ ہڈی کی سختی

کام دے سکتی ہے اور نہ گوشت کی نرمی جیسے ہوا کی نالی اور غذا کی نالی۔

اعصاب :- وہ سفید اجسام ہیں جو مٹھ نہ میں لچک دار ہوتے ہیں اور

ٹوٹنے میں سخت۔ ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان سے اعضا کے اندر

حس اور حرکت دینے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اعصاب دو قسموں میں منقسم ہیں۔

۱) دماغی (۲) شجاعی۔

اعصاب دماغی :- جو دماغ سے اگتے ہیں۔ وہ سات جوتے

ہیں۔ ان کے ذریعہ جو اس قسم کے ظاہر ہو گا اور بعض اعضا کو حس حاصل ہوتی ہے

اور بعض اعضا کی حرکت کے لئے تحریک ہوتی ہے۔

اعصاب شجاعی :- تمام مغز :- یہ اعصاب شجاعی جو تمام مغز پر

گتے ہیں یہ کل کئی جوڑے ہیں ہر ایک عصب ایک ہے اس کا کوئی جوڑا نہیں ہاں  
عصاب کا یہ فائدہ ہے کہ گردن سے نیچے کے اعضا کی حس اور ان میں حرکت کی  
حرکت ان کے ذریعہ ہوتی ہے

اوتار (نسیں) :- وہ اجسام ہیں جو بعض مہلکے مڑوں سے اُگتے ہیں۔  
ورنگ و قوام میں ٹیچوں کے مشابہ ہوتے ہیں یہ ان اعضا سے لے ہوئے ہوتے  
ہیں جو حرکت کرتے ہیں یعنی عضلات۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ عضو متحرک کو  
اپنے انجذاب سے کھینچ لیتے ہیں اور دوسری مرتبہ مسترخی رکھ دیتے ہیں اور اس  
کو ڈھیلا چوڑھتے ہیں۔

ریا طات (بند من) :- وہ اجسام ہیں جو رنگ و قوام میں ٹیچوں کے مشابہ  
ہوتے ہیں یہ ہڈی سے شروع ہوتے ہیں اور گوشت میں ختم ہو جاتے ہیں ان  
کا فائدہ یہ ہے کہ جوڑوں کی ہڈیوں کے درمیان مڑوں کو یا دوسرے اعضا  
کو سہم ملاتے اور باندھ دیتے ہیں۔

عضلات (گوشت کی پھلیاں) :- یہ خاص گوشت ہے البتہ ان  
کے اندر اعصاب۔ اوتار اور ریاطات گزرتے ہیں ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان سے  
حس کی حرکت عمل میں آتی ہے۔ ہڈیوں کی پوشش بنتے ہیں اور حرارت غریزی  
ورطوبت غریزی جسم میں محفوظ رکھتے ہیں۔

شران :- ان کو عروقِ صنوار (سودا) کہتے ہیں۔  
یہ دوسرے طبق سے بنی ہوتی ہیں یہ قلب سے اگتی ہیں جو فضا ہوتی ہیں ان  
کی بناوٹ عصبانی مادے سے ہے ان میں بذاتِ خود حس و حرکت نہیں ہوتی

بلکان کی تڑپ اور حرکت قلب کی وجہ سے ہوتی ہے ان کے جوف میں شرح رنگ کا خون اور روح نسیم ہوتی ہے۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے قوتِ حیات اعضا کو پہنچتی ہے۔

اور وہ روریدیں :- ان کو عروقِ غیر ضواریب (ساکن رگیں) بھی کہتے ہیں ان کی بناوٹ بھی عصبانی مادے سے ہے ان میں دوہرا طبع ہوتا ہے یہ جگر سے ملتی ہیں اور جو فضلہ ہوتی ہیں ماں میں بھی جس و حرکت نہیں ہوتی۔ اس کے اندر بقا بشرائے کے خون میں سُرخ اور روح کم اور دماغ (کاپرین) زیادہ ہوتا ہے۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ یہ جگر سے خون کو لکر ان اعضا کو پہنچاتی ہیں جن کے لئے یہ مفید ہیں مثلاً عضلات اور پھیپھڑے وغیرہ

غشائر (جھلی) جسم بھی عصبانی ہے ٹیکل میں بدلا ہوا ہے اس میں قوت حرکت نہیں ہوتی۔ البتہ جس ضرورت ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ اپنی ترشح سے اعضا کی حفاظت کرتی ہے۔

شحم اور سمین (موٹی چربی اور پتلی چربی) :- یہ وہ جسم ہیں جو سفید اور ہلکا نرم ہوتے ہیں۔ خون کی مائیت اور چکنائٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو شری جمادیتی ہے یہ گرمی سے ٹھیل جلتے ہیں۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ اپنے ارد گرد کے عضو کو نرم رکھتے ہیں۔

جلد و بدن کی کھال :- عصبانی جسم ہے اس میں حس بہت زیادہ ہوتی ہے اس کا فائدہ اعضا کو چھپانہ ہے۔

شعر (پال) :- بال جسم پر زینت کے علاوہ جسم کی حفاظت کرتے ہیں۔

اور جسم کے گندے فضلات کو باہر خارج کر دینے میں مدد دیتے ہیں زینت کی صورت میں ہر کے بال خاص طور پر عورتوں کے لئے اور دارھی مردوں کے لئے زینت ہے۔ اسی طرح پیکوں اور بھجوں کے بال زینت بھی ہیں اور جسم کی حفاظت بھی کرتے ہیں باقی جسم پر جن مقامات پر بال ہیں خاص طور پر بغل اور زیر ناف۔ ان سے جسم کے بعض فضلات اخراج پاتے ہیں۔

ظفر زناخن :- یہ بھی جو ہر عصباتی ہیں۔ یہ ہڈی کی نسبت نرم اور نکری کی نسبت سخت ہوتے ہیں۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ انگلی کے پردوں کو سخت اور مضبوط بنا دیتے ہیں تاکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے پکڑنے میں مددگار ثابت ہو۔

سائے تین سو کے زمانہ میں جو کم خوردبین کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اعضا میں مفرد اور کب اعضا کا صحیح تعین کر سکے۔ اس لئے انہوں نے جزو و کل میں مشابہت رکھنے والے اعضا کو مفرد کر دیا اور مختلف مشابہت رکھنے والے اعضا کو مرکب کر دیا۔ اگرچہ شیخ کے زمانے میں عصاب عضلات اور غدود کا صحیح تصور تھا۔ اور انہوں نے بھی ان کو مفرد میں کس کے لئے لیکن ان کو انہوں نے بنیادی مفرد اعضا میں نہیں لکھا۔ اس لئے وہ شرطوں کو مفرد و مرکبوں اور غشا اور جلد کو بھی مفرد اعضا میں لکھ رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ مفرد اعضا میں ترکیب نہیں بلکہ مرکب اعضا ہیں کیونکہ ان میں اعصابی اور عضلاتی ریشے اور غشا بھی پائی جاتی ہے۔

اعضام کے متعلق ہماری تحقیقات :- جسم انسان میں حصوں میں منقسم ہے (۱) نفس یا طبعی (۲) روح (۳) خون (۴) بدن بھر بدن انسان تین قسم کے اعضا میں منقسم ہوتا ہے (۱) بنیادی اعضا (۲) بقائی اعضا (۳) مرکب اعضا باقی اچھے صوبہ

اعضاد مرکب کی تعریف :- وہ اعضا ہیں جو مفرد اعضا کے ترکیب پانے سے بنتے ہیں۔ یہ تین ترکیبوں سے ترتیب پاتے ہیں پہلی ترکیب جسے آنگھہ دو مری ترکیب جیسے چہرہ تیسری ترکیب جیسے سر پہلی ترکیب میں مفرد اعضا آپس میں مل کر ایک صورت بناتے ہیں یعنی اس میں عضلات، عصاب، اشیا وغیرہ ترکیب پا کر ایک مرکب عضو بن جاتا ہے۔ جیسے آنگھہ۔ دو مری ترکیب میں وہ مرکب عضو دوسرے اعضا سے مل کر ایک ہی ترکیب بنا لیتے ہیں جیسے چہرہ کہ اس میں آنگھیں بھی موجود ہوتی ہیں۔ اور تیسری ترکیب ایسی ہوتی ہے جس میں آنگھہ اور چہرے کے علاوہ دیگر اعضا بھی مل کر ایک مرکب عضو کی شکل تیار کرتے ہیں جیسے سر کہ اس میں چہرہ اور آنگھیں دونوں شامل ہیں۔

بقیہ حاشیہ (۱) بنیادی اعضاء۔ بنیادی اعضا کی تین قسمیں ہیں دو بڑی اور دو باطنی (۲) وتر۔ یہ اعضا انسان کی بنیادیں قائم کرنے کے ساتھ ساتھ کمزور جڑتے ہیں۔ انسانی اعضا کے ساتھ جوڑتے ہیں اور مرکب کرتے ہیں۔

بقیاتی اعضاء۔ بقیاتی اعضا کی بھی تین اقسام ہیں دو، عضلات جن کا رد و بدل سے ۱۲ اعضاء جن کا مرکز دماغ ہے (۳) غدو جن کا مرکز جگر ہے۔  
مرکب اعضاء مرکب اعضاء، اعضاء جن جن بنیادی اور بقیاتی مفرد اعضاء کے مرکب بنتے ہیں۔ ان کی بھی کئی اقسام ہیں۔ یہ تین ترکیبوں سے بنتے ہیں اور رفتہ رفتہ جسم انسان تیار ہوتا ہے۔

(تفصیل ہماری کتاب تشریح و افعال الاعضاء میں ملاحظہ فرمائیے)

مرکب اعضاء: مرکب اعضاء میں دماغ جس پر عضلاتی اور عصبانی جھیلیاں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں انکھیں جن میں سلت پردے اور تین رطوبات میں کان۔  
 ناک۔ لب۔ زبان مری (غذا کی نالی)، حنجرو (ہوا کی نالی) لہات رکنا، پھیپھڑے جو تین جھیلیوں میں لپٹے ہوئے ہیں قلب جو اپنے غشا میں ملفوف ہے معدہ اور دانتوں (جگر جو مرادہ (پتہ) عصاب اور جھیلیوں سے مرکب ہے۔ اسی طرح لہالی (تلی) جو عصاب اور جھیلیوں سے مرکب ہے و دونوں گروڈ سے جن جھیلیاں چڑھی ہوئی ہیں اور ان میں عصاب بھی شامل ہیں۔ اسی طرح تھانہ اقیانوس قطیب۔ رحم وغیرہ مرکب اعضاء میں شریک ہیں۔

مقام کے لحاظ سے اعضاء کی تقسیم: مقام کے لحاظ سے اعضاء کی دو قسمیں ہیں (۱) رئیسہ (۲) غیر رئیسہ۔

اعضاء رئیسہ: وہ اعضاء ہیں جن پر بقا اور حیات کا دار و مدار ہے یہ ہیں (۱) دل (۲) دماغ (۳) جگر۔ بعض حکما اعضاء نسل کو بھی اعضاء رئیسہ میں شمار کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعضاء نسل بھی اعضاء رئیسہ سے مرکب ہیں۔

غیر رئیسہ کی اقسام: دو ہیں (۱) خادم الرئیس (۲) غیر خادم الرئیس خادم الرئیس: وہ خادم الرئیس ہیں (۱) دماغ کے لئے عصاب (۲) دل کے لئے شریاں اور وریدیں (۳) جگر کے لئے جھیلیں اور غدود غیر خادم الرئیس: ان کی تقسیمیں ہیں (۱) مروسد (۲) غیر مروسد مروسد: مروسد میں وہ مرکب اعضاء آجاتے ہیں جو اعضاء رئیسہ کی



خدمت بلا واسطہ کرتے ہیں جیسے معدہ، مثلاً پھیپھڑے وغیرہ۔

غیر مردہ:۔ غیر مردہ وہ اعضا ہیں جن سے مل کر مردہ اعضاء بنتے ہیں مثلاً ہڈیاں، کرباں وغیرہ۔ ان میں اپنی ذاتی قوت موجود ہوتی ہے جو ان کو قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے ان کی طرف اعضاء کی یہ سے ظاہر طور پر کوئی قوت نہیں پہنچتی۔

## (۵) ارواح

اگرچہ مذہب میں روح سے مراد نفس نامی ناطقہ ہے مگر طب میں ہماری مراد طبی روح سے ہے۔ طب میں روح ان لطیف بخارات کو کہتے ہیں جو خلاط کے لطیف حصہ سے پیدا ہوں جس طرح اعضاء خلاط کے کثیف حصہ سے بنتے ہیں۔ چونکہ ارواح سے قوتوں کا اظہار ہوتا ہے اور یہ اظہار نفس انسانی کا

یورپی طب میں ارواح یا گنی ایک روح جو جسم انسان میں پائی جاتی ہے قائل نہیں اور نہ اس امر کی قائل ہے کہ یہ ارواح جسم انسانی میں کچھ افعال انجام دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس انکار کے برعکس وہ لطیف ارواح جن کو گیسز (Gases) کہتے ہیں قائل ہیں کہ وہ خون میں پائی جاتی ہیں اور یہ خون کے اندر ایک اہم مقصد انجام دیتی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یورپی طب بھی بلا واسطہ ان ارواح اور ان کے افعال سے پوری طرح متفق ہے یہی گیسز (Gases) جب مختلف اعضاء میں جا کر اثر انداز ہوتی ہیں تو ان کے مختلف مقام اور افعال کی وجہ سے نام بدل جاتے ہیں مثلاً جو گیسز باغ اور اعضاء میں پیدا کرتی ہیں انہیں مثل فورس (Fors) کہتے ہیں اور جو نفسانی کتے میں جڑ

سے جس کے ذرائع قوی انسانی ہیں اس لئے قوی کی طرح ارواح کی بھی تین اقسام  
 ہیں (۱) روح حیوانی جس کا مقام دل ہے وہ روح طبعی جس کا مقام مچھر ہے  
 (۲) روح نفسانی جس کا مقام دماغ ہے

## ۴) قوی

تعریف :- قوی ان قوتوں کو کہتے ہیں جن سے طبی روح کے افعال صادر

ہیں۔  
 اقسام :- قوی تین ہیں (۱) قوت طبعی (۲) قوت نفسانی (۳) قوت حیوانی  
 (۱) قوت طبعی :- قوت طبعی وہ قوت ہے جس سے ایسی قوتوں کا اظہار ہوتا  
 ہے جو زندگی کی بقا کے لئے تغیر و تصرف کرتی ہیں اس کا مقام مچھر ہے۔

اقسام قوت طبعی :- قوت طبعی کی دو اقسام ہیں (۱) قوت تغیر و تصرف  
 جسم (۲) قوت نقلتے نسل۔

قوت تغیر و تصرف جسم :- ایسی قوت ہے جو جسم میں تغیر و تصرف کرے اور  
 اس میں نشو و نما پیدا کرے۔

اقسام قوت تغیر و تصرف جسم :- قوت تغیر و تصرف جسم کی دو قسمیں ہیں  
 (۱) غاویہ (۲) ناغیہ۔

غاویہ :- غاویہ وہ قوت ہے جو بدن کے ہر عضو کو غماز پہنچاتی ہے اور

بعض حاشیہ :- (۱) بعضوت میں نرمانڈی قوتی میں ان کو اپنی دل فورس (۲) بعضوت میں  
 روح حیوانی اور جو مچھر اور غدیہ میں شریکتی ہیں ان کو فرنگل فورس (۳) بعضوت میں روح جسمی وغیرہ

کہتے ہیں۔

تیزو بدن بناتی ہے

غاذیہ کے خدام: ۱، جاوید (۲)، ماسک (۳)، ہاضمہ (۴)، دافعہ۔

ان کی قوتیں اس طرح عمل میں آتی ہیں کہ اول قوتِ جاویدہ غذا کو جسم میں جذب کرتی ہے پھر قوتِ ماسکہ غذا کو اس وقت تک جسم میں قابو رکھتی ہے جب تک قوتِ ہاضمہ اس کو ہضم نہ کرے اور پھر قوتِ دافعہ باقی فضلات اور غیر نافع چیزوں کو جسم سے خارج کر دیتی ہے۔

قوتِ نامیہ :- قوتِ نامیہ ایسی قوت ہے جو جسم میں نوع و نسل کے تقاضا کے مطابق تینوں قطروں میں جسم کی نشوونما کرے۔

قوتِ بقلّے نسل :- ایسی قوت جو ایک جسم کے لئے اپنی مثل جسم پیدا کرے۔

اقسامِ قوتِ بقلّے نسل :- قوتِ بقلّے نسل کی دو اقسام ہیں، ۱،

موارہ ۱، مصورہ۔

قوتِ مولدہ :- وہ قوت ہے جو اخلاط اور رطوباتِ بدن سے جوہرِ ماسکہ الگ کرتی ہے اور اس کے ہر جزو کو خاص عضو بننے کے لئے تیار کرتی ہے۔

قوتِ مصورہ :- وہ قوت ہے جو حسبِ امرِ خداوندی منی کے ہر جزو کو اس کے تقاضا کے مطابق خط و خال اور جوف و غیرہ بخشی ہے۔ جو جسم میں منی سے پیدا ہوتی ہے یا کوئی اشیاء اختیار کرتی ہے جو اس نوع کے قریب ہو۔

۲، قوتِ نفسانی :- قوتِ نفسانی ایک ایسی قوت ہے جو جسمِ انسان میں ماسکہ اور ادراک کرتی ہے اور ضرورت کے وقت حرکت کے لئے تحریک کرتی ہے اور اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ حیوان اور انسان مضر چیزوں سے بھاگ سکے اور

تقریباً ہر چیزوں کے قریب آگے یہ ظاہر ہے کہ ان تحریکات کے لئے مفید و مضر باتوں کا احساس و ادراک ضروری ہے۔

قوتِ نفسانی کی اقسام :- قوتِ نفسانی کی دو اقسام ہیں (۱)

محركہ (تحریک دینے والی قوت) (۲) مددگہ (ادراک کرنے والی)

۱۔ قوتِ محركہ کی اقسام :- قوتِ محركہ کی دو قسمیں ہیں (۱) شوقیہ جو تحریک

کا موجب ہوتی ہے۔ اس کی دو خاتم قوتیں ہیں رشتہوانیہ ایسی قوت جو کسی چیز کے حصول کا شوق رکھے (۲) غضبانیہ جو کسی خوفناک چیز سے ڈرنا گھبرانے کی کوشش کرے یا نفرت کا اظہار کرے یا طبیعت میں انقباض پیدا ہو

(۲) قوتِ فاعلہ :- وہ قوت ہے جو حرکت کے فعل کو تحریک دے۔ اس

کی صورت یہ ہے کہ یہ قوت عضلات کو سکڑنے کا احساس پیدا کرتی ہے جس سے ڈر کھنچ جاتا ہے یا عضلات کو دھیلا کر دیتی ہے جس سے وتر دراز ہو جاتا ہے اور عضو پھیل جاتا ہے۔

(نوٹ) :- یہ دونوں قوتیں اس طرح یکے بعد دیگرے اپنا فعل انجام دیتی

ہیں کہ ان میں امتیاز کرنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے یعنی جس وقت دماغ میں کسی پسندیدہ

چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو قوتِ رشتہوانیہ اس کے وصول کی سعی کرتی ہے

یا قوتِ غضبیہ اس کے رفع کرنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے اس طرح قوتِ

شوقیہ قوتِ فاعلہ کو تحریک پر آمادہ کر دیتی ہے لیکن ان افعال میں اس انسان

یا حیوان کو قطعاً اس امر کا علم نہیں ہوتا کہ اس وقت کس عضلہ کو حرکت میں لایا

جائے مگر فطرتی وہ بغیر علم اور ارادے کے اسی عضلہ کو متحرک کرتا ہے جس کی

اس وقت تحریکِ عصبی کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) قوتِ مدركہ: قوتِ مدركہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مدركہ ظاہرہ۔

(۲) مدركہ باطنی۔

(۱) اقسامِ مدركہ ظاہری: مدركہ ظاہری کے پانچ اقسام ہیں ان کے

حواسِ خمسہ ظاہری بھی کہتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ یہ باہر کی معلومات و اشیا کی

اندرونی قوتوں تک پہنچاتے ہیں۔ یہ حواسِ ظاہری حسبِ ذیل ہیں (۱) قوتِ

بصرہ دیکھنے کی قوت (۲) قوتِ سامعہ (سننے کی قوت) (۳) قوتِ سَم

دسونگھنے کی قوت (۴) قوتِ ذائقہ دیکھنے کی قوت (۵) قوتِ لامسہ (چھونے

کی قوت)

(۲) اقسامِ مدركہ باطنی: قوتِ مدركہ باطنی جس کو حواسِ خمسہ باطنی بھی

کہتے ہیں۔ ایسی قوت ہے جو حواسِ خمسہ ظاہری کے احساسات اور ایسے

تاثرات کا ادراک کرتی ہے جن کو حواسِ خمسہ ظاہری احساس نہیں کر سکتے۔

حواسِ خمسہ باطنی حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) حسِ مشترک: وہ قوتِ باطنی جو حواسِ خمسہ ظاہری کی احساس کی

چیزوں کو ضرورت کے وقت دوبارہ بغیر اس چیز کی موجودگی کے محسوس کرتی

ہے اور تصور کرتی ہے۔ اس کا مقامِ مقدمِ دماغ کا پہلا درجہ (حصہ) ہے۔

(۲) قوتِ خیال: وہ قوت ہے جو قوتِ حِسِ مشترک کے خزانے کا

کام کرتی ہے یعنی اس کے تمام احساسات خزانہ خیال میں محفوظ رہتے ہیں

(۳) قوتِ متصرفہ: جس کو متخیلہ اور منظرہ بھی کہتے ہیں ایسی قوت ہے

کہ اگر وہ جس مشترک کے احساسات کا اظہار کرے تو اس کو متحد کہتے ہیں۔ اور اگر  
وقت و اہم کے اور اوقات کا اظہار کرے تو اس کو قوتِ مفکر کہتے ہیں اس کا مقام دماغ  
کا دہائی حصہ ہے۔

۲۔ قوت و اہم:۔ وہ قوت ہے جو ان معانی کا ادراک کرتی ہے جن کو جوہر  
نعمت ظاہری اور اک نہیں کر سکتے مثلاً کسی لفظ کے معانی کا جاننا جیسے اللہ کے  
معنی خدا یا کسی شخص کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ میرا دوست ہے یا دشمن۔ اس کا  
مقام منخر و دماغ کا مقدم حصہ ہے۔

۳۔ قوتِ حافظہ:۔ وہ قوت ہے جو وہم کے اور اوقات کو محفوظ کرتی ہے  
اور صورت کے وقت ان کا ادراک کرتی ہے اس کا مقام دماغ کے بطن مقدم  
کا آئری حصہ ہے۔

۳۔ قوتِ حیوانی:۔ قوتِ حیوانی ایسی قوت ہے جو ہمارا نفسیاتی قوت کے قبول

لے۔ اس قوتِ حیوانی کا قوتِ نفسانی سے جدا ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی  
عضو مغز جڑ ہو جاتا ہے تو اس میں کبھی حس باقی رہتی ہے اور کبھی حرکت جب حرکت قائم  
رہے تو پتہ چلتا ہے کہ قوتِ حیوانی قائم ہے اور جب حس قائم ہوتی ہے اور حرکت  
مغز ذریعہ چلتا ہے کہ قوتِ حیوانی قائم نہیں مگر قوتِ نفسانی قائم ہے۔

۴۔ قوتِ حقیقت پر مبنی ہے کہ دنیا کی ہر طاقت کا منبع حرکت یہ ہے۔ اس حرکت سے  
دوسری طاقت حرکت پیدا ہوتی ہے اور تیسری طاقت سے عنایت کا ظہور عمل میں آتا  
ہے۔ ان طاقتوں کو سائرس میں علی الترتیب دراز فورس (۲) میٹ (۲) انرجی کہتے ہیں  
اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں تین قسم کی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ باقی برصفا ۴

کرنے کو آمادہ کرتی ہے اور اُسے حرکت کے قابل بنا دیتی ہے۔ فی الحقیقت یہی قوت بدن کو حیات بخشنی اور زندہ رکھتی ہے۔ روح حیوانی اسی کی حامل اور حراست غریزی اس سے قائم ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۴) (iii) انسان کے اندر جو قوت اصلاح و تدبیر اور منظرین سرور رہتی ہے اس کو قوت مدبرہ بدن یا عقل نامی کہتے ہیں انگریزی میں اس کو دائل بریس (vi) نام لکھتے ہیں یہ ذہنی قوت جسم انسان میں تین مخصوص کام کرتی ہے۔ جن کا تعلق اعضاء و جسامت کے ساتھ ہوتا ہے جو قوت مدبرہ بدن کے فرائض انجام دیتے ہیں ان کے نام اور اوصاف حسب ذیل ہیں:-

- (۱) قوتِ طبعی و جو قوت جسم میں غذا اور نشوونما کے کام انجام دیتی ہے۔ اس کو قوتِ طبعی و عقل فورس کہتے ہیں اس کا مقام جگر ہے۔
- (۲) قوتِ نفسانی و جو قوت جسم میں احساسات اور تحریکات کا باعث ہوتی ہے اس کو قوتِ نفسانی و عقل فورس کہتے ہیں اس کا مقام دماغ ہے۔
- (۳) قوتِ حیوانی و جو قوت جسم میں حرکات اور افعال قائم رکھتی ہے اُسے قوت حیوانی یا عقل فورس کہتے ہیں اس کا مقام دل ہے۔

در اصل یہ تینوں قوتیں ایک ہی قوت کے تین مظہر ہیں لیکن افعال کی مناسبت سے ان کی تقسیم کر دی ہے۔ کیونکہ قدرت نے ہر عضو کے افعال میں اس کی ایک جہت پیدا کر دی ہے جس پر وہ قائم اور رواں دواں ہے۔

## قوی

قوت طبیعی      قوت حیوانی      قوت نفسانی

قوت تغیر و تصرف      قوت بقائے نسل

ماذون      نامیہ      مولدہ      مسرورہ  
خادم      ماسک      باضمہ      دانعہ

حورک

درک

شوقیہ      ناعاد  
اضام      اسبواپیہ  
غفانیہ

مددکاری      مددکاری  
بامرہ      سامعہ      شامہ      فائزہ      لامہ

خس مشرک      خیال      تصرف      داہمہ      حاقہ

## ۱۷) افعال

تعریف :- افعال جمع فعل کی ہے فعل وہ قوت ہے جو کسی عضو سے نرزد ہو یعنی وہ سکون سے حرکت میں آئے اور اپنے مقررہ افعال انجام دے۔  
قسام :- افعال دو قسم کے ہیں ۱) مفرد ۲) مرکب  
فحال مفرد :- مفرد افعال وہ ہیں جو ایک ہی قوت سے صادر ہوں



جیسے حس یا حرکت یا جذب اور دفع کے افعال۔

**افعال مرکب:** جو ایک سے زیادہ قوتوں سے سرزدہم ہوں جیسے کہ کسی کا اڑنا۔ مگھی جسم پر سے اُٹانے میں حس اور حرکت دونوں کام کرتی ہیں یا غصا کا ہضم ہونا کیونکہ غذا کے ہضم ہونے میں معدے کے عضلات۔ اعصاب اور رطوبت کی جھلیاں تمام کام کرتی ہیں۔ افعال کو مزید سمجھنے کے لئے قوت حیوانی کا نوٹ دانا لائحہ فرمائیں۔

## افعال

مرکب

منفرد

# جزو دوم

## حالات بدن

حالات بدن معلوم کرنے کے لئے انسانی اعضاء کے افعال کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتے۔

۱۔ افعال اعضاء صحیح طور پر انجام پا رہے ہوتے ہیں جس طرح ایک تندرست انسان میں دیکھے جاتے ہیں۔

۲۔ افعال اعضاء درست اور صحیح حالات پر نہیں ہوتے۔ یہ دوسرا

حالتِ صحت کے مخالف ہے اس کا نام مرض رکھا جاتا ہے  
 تعریفِ مرض :- مرض بدن کی اس حالت کا نام ہے جب اعضا  
 بدن اور عبادی دراستے اپنے افعال صحیح طور پر انجام نہ دیں۔ اعضا اور عبادی  
 تمام جسم کے صحیح حالات پر نہ ہوں یا ایک عضو کے بہر حال اس کو مرض کا نام  
 دیا جاتا ہے۔

اقسامِ مرض :- مرض کی دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرکب  
 مفرد مرض کے اقسام :- اعضا کے افعال میں جب خرابی وارد  
 ہو جاتی ہے تو اس میں تین ہی صورتیں واقع ہو سکتی ہیں (۱) تغیر جس میں اعضا  
 اور اس کے افعال کی طبعی حالت بدل جاتی ہے (۲) نقصان جس میں اعضا اور  
 اس کے افعال میں کمی یا خرابی واقع ہو جاتی ہے (۳) بطلان جس میں اعضا  
 اور ان کے افعال بالکل باطل یاڑک جاتے ہیں پہلی حالت کا نام سودِ مزاج  
 سودِ مزاجی حالت کا نام مرض ترکیب ہے تیسری حالت کا نام تفرق  
 اتصال ہے

مرض مفرد  
 سودِ مزاج      مرض ترکیب      تفرق اتصال

(۱) سودِ مزاج کے اقسام :- سودِ مزاج کے دو اقسام ہیں۔ (۱)

بعض ابلانے حالتِ تالہ بھی نکھی ہے یعنی لا صحت و لا صرف لیکن یہ حالت  
 صحیح نہیں ہے کیونکہ جب انسان کے کسی عضو میں بھی مرض ہوگا اس کا اثر بالواسطہ  
 یا بالواسطہ تمام جسمِ انسانی پر پڑے گا۔ مثلاً کسی ایک مقام کا درد تمام جسم کے اعضا  
 کو متاثر کرتا ہے۔ اسی طرح کسی حصہ جسم کی سوزش اور حرارت بھی تمام جسم  
 انسان کو متاثر کرتی ہے۔

(۱) سادہ (۲) مادی

(۱) سوہ مزاج سادہ: سوہ مزاج سادہ وہ مرض ہے جس میں صرف اعضاء کے اندر کیفیتیں ہی کسی بیشی واقع ہو جائے یعنی گرمی، سردی یا خشکی کے کا اعتدیل سے بڑھ جانا۔

(۲) سوہ مزاج مادی: وہ مرض ہے جس میں کیفیات کے کی زیادتی کی وجہ سے مزاج میں تبدیلی واقع ہو جائے جیسے اخلاط کی بیشی۔  
۲۔ مرض ترکیب کے اقسام:۔ مرض ترکیب کے چار اقسام ہیں۔  
(۱) مرض خلقت (۲) مرض مقدار (۳) مرض عدد (۴) مرض وضع۔

(۱) مرض خلقت:۔ مرض خلقت ایسا مرض ہے جس میں کسی عضو یا اعضا کی شکل و صورت اپنی حالت پر قائم رہے مثلاً سیدھے عضو کا ٹیڑھا ہونا یا ٹیڑھے عضو کا سیدھا ہو جانا۔

اقسام مرض خلقت:۔ چار ہیں (۱) امراض شکل (۲) امراض مجاز (۳) امراض تجاولیف (۴) امراض سلج۔

(۱) امراض شکل:۔ ایسی حالت کا نام ہے کہ کسی عضو کی حالت میں اس طرح کا تغیر ہو کہ اس کی شکل میں خلل پیدا ہو جائے جیسے سر کا چپٹا ہو جانا وغیرہ۔

(۲) امراض مجازی:۔ یہ مرض کدھی حالت کا نام ہے جس میں اعضاء کے راستے خراب ہو جائیں مثلاً کسی مجازی کانگ ہو جانا وغیرہ۔

(۳) امراض مجاولیف:۔ مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں مجاولیف ارتح جوف، مزدات سے زیادہ بڑے یا وسیع ہوجائیں یا تنگ اور چھوٹے ہوجائیں۔

یا بالکل بند ہو جائیں دھبہ کر بند ہو جائے یا ایسے ہی بند ہو جائے،

۱۱) رذاز، امراض سطح :- مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کسی عضو یا تمام جسم کی سطح خراب ہو جائے۔

۱۲) امراض مقدار :- مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کوئی عضو یا تمام جسم اپنی مناسب مقدار سے زیادہ ہو جائے یا کم ہو جائے جیسے جسم کا ٹوٹا ہو جانا یا ڈبلا ہو جانا یا کسی ایک بازو کا ٹوٹا یا ڈبلا ہو جانا۔

۱۳) رنتم، امراض عدد :- مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کسی عضو میں عدد کے لحاظ سے اضافہ ہو جائے یا کمی واقع ہو جائے جیسے ہاتھ کی انگشتیں کم یا زیادتی ہو جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۱) طبعی جو پیدائشی ہو (۲) غیر طبعی جو بعد میں کسی مرض سے پیدا ہو جائے۔

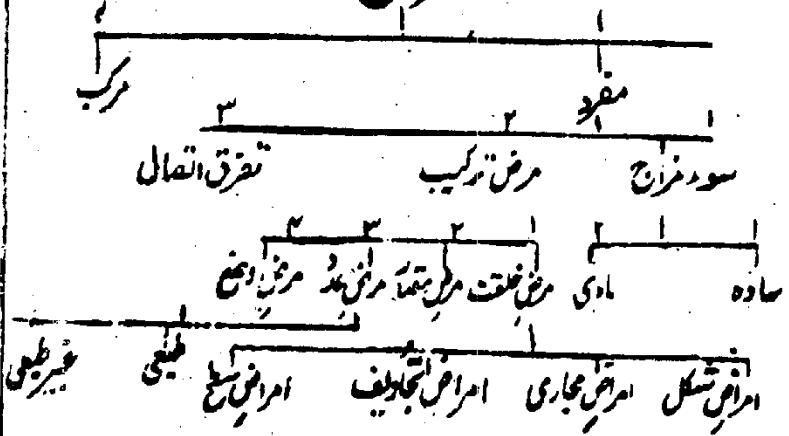
۱۴) رنتم، امراض وضع :- مرض کی ایسی حالت کا نام ہے جس میں کوئی عضو اپنے موضوع یا تمام سے دور ہو جائے یا اکٹھے چلے یا کسی ساکن عضو میں حرکت پیدا ہو جائے یا متحرک عضو ساکن ہو جائے۔

۱۵) امراض مرکب :- مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کسی ایک عضو کے امراض اکٹھے ہو جائیں جیسے سل یا ورم۔

۱۶) حاسیہ صغیرہ (مجار کی راستہ) عضو کے ان رتوں کو کہتے ہیں جس میں سے کوئی چیز نکلتی ہے جیسے وریں، شریانیں اور امعاء وغیرہ۔

۱۷) حوف :- عضو کی اس اندرونی دست کو کہتے ہیں جس کے اندر کوئی چیز ٹھہرے جیسے خیمے یا اورم کے جوتے

# مرض



و جب تسمیہ بہ: امراض کے نام عام طور پر کسی حالت یا سبب یا علامت یا ان کے مجموعوں کو مد نظر رکھ کر رکھے جاتے ہیں مثلاً صرع جس کے معنی ہیں گرنا فالج جس کے معنی ہیں نصف نصف ہونا۔

اوقات مرض اور اوقات مرض میں اس امر کا خیال کرنا چاہئے کہ مرض جس زمانے میں ہو اس کے مطابق علاج کو مد نظر رکھیں مثلاً اگر مرض ابتدائی حالت میں ہو تو رادع روٹمانے والی ادویہ استعمال کریں اگر مرض درمیانی حالت میں ہو تو رادع اور محلل ادویہ سے علاج کریں اور اگر انتہائی حالت میں ہو تو اس میں محلات اور مقویات کا استعمال کریں۔

(نوٹ) مقویات کا استعمال ہمیشہ مرض کے اختتام پر کرنا چاہئے اگر مرض کے دوران میں مقویات کا استعمال کیا گیا تو وہ ادویہ مرض کو تقویت دیں گی اور مرض بچائے گھٹنے کے زیادہ ہو جائے گا۔

## منافع الاعضاء

حالات بدن کا عنوان پڑھنے کے بعد معاذہن میں یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ اس باب کے تحت جسم کے حالات اس طرح لکھے جائیں گے جن سے جسم انسان کے اعضاء کے افعال کا علم ہو گا۔ مگر اس حصہ میں صرف امراض کی تحقیقت، پیدائش اور اقسام کا ذکر ہے۔ تاہم اس بیان کو پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو خالی الذہن محسوس کرتا ہے۔ اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ اس باب کے تحت انسانی اعضاء کے کچھ افعال اور منافع بیان کر دیئے جائیں تاکہ پڑھنے والے کے ذہن کو تسلی ملے ساتھ ساتھ اس کی معلومات میں بھی کچھ اضافہ ہو سکے۔ اس کے بعد امراض کے ساتھ انسان کا ذہن یہ بھی محسوس کرتا ہے کہ اس امر کا بھی علم ہو جائے کہ تندرستی کی حالت میں انسان کے اعضاء جو کم اور اس کی مشینری کس طرح کام کرتی ہے تاکہ اس کا ایک تصور حاصل کرنے کے بعد جب جسم میں کسی مرض کو دیکھے تو اس کا فرق کر سکے کہ تندرستی اور بیماری کی حالت میں کتنا تضاد پایا جاتا ہے۔

جانتا چلیے کہ انسان کی پیدائش مرد اور عورت کے نطفے سے ہوتی ہے ان نطفوں کا جب امتزاج ہوتا ہے تو ایک جان بننے کے بعد وہ بڑھا کر بچہ ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اس کی شکل شبتوت کی طرح اور پھر جو کم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اس کے بعد وہ تین تھنوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ (۱) ایک حصہ بڑھی کرتی۔ دِل اور کورشت بن جاتا ہے (۲) دوسرے حصے سے

جگر گردے اور دیگر غدداں اور خشاہ اور نالیوں کے استرو وغیرہ بنتے ہیں۔ ۳۔  
 تیسرے حصے سے دماغ، اعصاب اور جلد کا کچھ حصہ تیار ہوتا ہے۔ پھر  
 نوے دس مہینے تک عورت کے رحم میں تکمیل پا کر عدم سے وجود میں آتا ہے  
 اس جسم کے اندر قدرت نے چار نظام قائم کئے ہیں جن سے اس کے  
 لئے بدل یا متحمل (یعنی خون) تیار ہوتا ہے۔ دوسرے خون صاف ہوتا ہے  
 اور تیسرے اس میں حرارت قائم رہتی ہے اور وہ نشوونما پاتا ہے وہ چار نظام  
 حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نظام غذائیہ ۲۔ نظام ہوائیہ ۳۔ نظام دمویہ ۴۔ نظام بوجیہ  
 ۱۔ نظام غذائیہ یہ نظام نہ سے شروع ہوتا ہے اور متعدد کچلا جاتا  
 ہے۔ اس میں منہ مری معدہ معالجہ طحال اور بلبلیہ شریک ہیں۔ اس نظام  
 کا فعل یہ ہے کہ جو غذا کھائی جاتی ہے وہ پہلے منہ میں دانتوں کے ذریعہ چبائی  
 جاتی ہے جس میں منہ کا لعاب دہن بھی شریک ہوتا ہے اس کے بعد مری کے ذریعہ  
 معدے میں پہنچتی ہے جہاں پر معدے کی رطوبت سے ہضم ہوتی ہے۔ اس کے  
 بعد اس کا ایک حصہ مجری الصبر کے ذریعے خون میں شریک ہو جاتا ہے اور  
 باقی پھلا معاد کی طرف چلا جاتا ہے۔ جہاں پر اس کو جگر کی طرف سے صفرا اور  
 بلیے کی رطوبات اور طعنا کی دیگر رطوبات ہضم کرتی ہیں پھر بلساریقا کے ذریعے  
 اس کا جوہر کھینچ کر جگر میں چلا جاتا ہے جیسا کہ اخلاط کے بیان میں ذکر کیا جا چکا  
 ہے اور باقی فضلہ معدے کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ نظام اپنے  
 افعال انجام دیتا ہے۔

ریا دوا شستہ :- جب مریض کے لائیمہ میں خلل واقع ہو جس کی خاص علامات بخیرک کا زنگنایا بھوک زیادہ نکتہ قبض ہو جانا یا اسہال آنا ہیں۔ یا اس نظام میں کسی جگہ زور دیا ورم پیدا ہو جائے تو مریض کے اس تمام نظام کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ کس منظام پر خرابی واقع ہوئی ہے اور کونسا عضو اپنے فعال صحیح طور پر انجام نہیں دے رہا تاکہ علاج کر سکتے ہیں سہولت ہو۔

(۲۱) نظام موایمہ :- اس نظام میں تھکے ہوئی مال پھیپھڑے اور اس کی نالیوں شریک ہیں۔ اس نظام کے افعال یہ ہیں کہ وہ سانس کے ذریعہ ہوا میں سے قسیم آکسیجن حاصل کرتا ہے اور دماغ کار باہک ایسڈ گیس) خارج کرتا ہے۔ اور یہ لیمہ کا حصول اور دماغ کا اخراج پھیپھڑوں کے اندر عمل میں آتا ہے جبکہ جسم کا خون پھیپھڑوں میں سات ہونے کے لئے جسم سے بھیجا جاتا ہے۔ اس نظام میں جب خرابی پیدا ہوتی ہے۔ تماس میں عام طور پر کھانسی۔ سانس کی تنگی۔ نزلہ و کام اور بلغم وغیرہ کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں ان امراض کے علاج میں اس تمام نظام کو خود سے دیکھنا چاہئے کہ تکلیف کس مقام پر ہے

(۲۲) نظام دمویہ :- اس نظام میں دل۔ خراش۔ اور وہ اور جلد شریک ہے۔ اس نظام کا فعل یہ ہے کہ یہ تمام جسم میں خون خراش کے ذریعہ پہنچاتا ہے۔ اور اور وہ کے ذریعہ واپس دل کی طرف صاف ہونے کے لئے لاتا ہے۔ جہاں سے وہ پھیپھڑوں میں صاف ہونے کے لئے جاتا ہے اور وہاں سے واپس دل میں آجاتا ہے۔ اس نظام کا فضلہ



جلد کے راستے خارج ہوتا ہے۔ اس نظام کا فائدہ یہ ہے کہ یہ جسم میں حرارت  
عزیز می کو قائم رکھتا ہے اور خوں کے تصفیہ میں اس کو بہت زیادہ  
داخل ہے۔ جب یہ نظام بگڑ جاتا ہے تو جسم میں بخار۔ خون کی خرابی اور تمام  
جسم میں درد وغیرہ پیدا ہو جلتے ہیں۔

(۴) نظام کولینہ :- اس نظام میں گردے۔ ہالہین۔ مثانہ اور پیشاب  
کی نالی شریک ہے۔ اس نظام کا حصہ خوں سے خاص قسم کے فضلات  
کو پیشاب کی شکل میں خارج کرنا ہے۔ اس نظام کی خرابی میں پیشاب  
میں گمی بیشمی یا کسی مقام پر پھتری اور ریگ کا پیدا ہو جانا یا مدد کا ظاہر  
ہونا ہے۔ اس نظام میں اگر کوئی تکلیف ہو تو اس میں جس تمام نظام پر غور کرنا  
چاہیے کہ خرابی کہاں واقع ہے جس کے دفع کرنے سے نظام اپنی صحیح حالت  
پر کام کرنا شروع کر دے۔

یہ چار نظام بقائے حیات انسانی۔ اس کی نشو و ارتقا اور تصفیہ  
و تغذیہ کے لحاظ میں۔ ان پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اگر ان میں  
سے ایک نظام بھی باطل ہو جائے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ ان کے  
علاوہ ایک نظام اور بھی ہے۔ جس کا انسان کی زندگی میں تو دخل نہیں مگر  
اس کا تعلق بقائے نسل انسانی کے ساتھ ہے اس نظام کو نظام  
بقائے نسل انسانی کہتے ہیں۔

نظام بقائے نسل انسانی : ملا، اس میں عضو مخصوص خبیصہ  
اور منی کی نالیاں شریک ہیں۔ اس کے افعال یہ ہیں کہ یہاں پر

خون سے منی تیار ہوتی ہے۔ اور ضرورت کے وقت عورت کے رحم میں ڈال دی جاتی ہے جب اس نظام میں خرابی پیدا ہوتی ہے تو اس سے بہت بُری خرابی انتشار میں نعر رقت منی یا غلظت منی اور اخراج کی بے قاعدگی واقع ہو جاتی ہے اس کے علاج میں بھی تمام نظام کے ایک ایک عضو کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(۲) جس طرح بٹائے نسل کا نظام مردوں کے لئے ہے اسی طرح بالکل ایک نظام عورتوں کے لئے بھی ہے جس میں رحمِ خصیۃ الرحم۔ قاذبین اور بنظر شریکے میں اس نظام میں دو صورتیں قائم رہتی ہیں اول یہ کہ تمام بالغ عورتوں کو ہر ماہ خون کا اخراج ہوتا ہے اور جب وہ حاملہ ہو جاتی ہیں تو یہی خون بچے کی غذا میں صرف ہوتا ہے۔ دُوم اس نظام کے تحت عورت کا رحم مرد کا لفظ قبول کرتا ہے اور اس کو رحم میں اسی خون سے پرورش کرتا ہے۔ اس نظام میں جب خرابی واقع ہوتی ہے تو باہواری میں بے قاعدگی واقع ہو جاتی ہے کبھی ماہواری زیادہ۔ کبھی بترا۔ اور کبھی تکلیف سے آتی ہے اس کے علاوہ کبھی میلان الرحم کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ان امراض کے علاج کے لئے لازمی ہے کہ عورت کے اس تمام نظام کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

(۳) عورتوں میں نظام تناسل کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا نظام بھی کام کر رہا ہے جو دراصل اس نظام کی مدد کرتا ہے یہ نظام نظام لبن ہے یعنی عورت کے وہ اعضا جنہوں میں سے دودھ کو تیار کرتے ہیں جو نوزاد کی غذا بنتا ہے۔ اس نظام میں پستان اور اس کی نالیوں شریکے ہیں۔ یہ نظام اس وقت اپنا کام شروع کرتا ہے جب بچے کی پیدائش عمل میں آتی ہے اور تقریباً دو

تین سال تک یہ نظام دودھ پیدا کرتا رہتا ہے طبعی نکتہ نگاہ سے بچے کو دو سال دودھ ضرور پلانا چاہئے۔ اس نظام میں جو خرابی عام طور پر واقع ہوتی ہے۔ وہ دودھ میں انتہائی قلت یا اس میں زیادتی کا واقعہ ہو جاتا ہے اور گاہے گاہے بچے کا سر شدت کے ساتھ پستانوں کے ساتھ لگ جلتے پروٹان پرورم کی صورت میں پیدا ہو جاتی ہے بعض اوقات یہی ورم پک کر زخم کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے ان تمام چیزوں کے علاج میں بڑی احتیاط کے ساتھ ان تمام اعضا کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔

## پیدائش امراض

مندرجہ بالا نظام کے مطالعہ کے بعد یہ جان لینا ضروری ہے کہ ان کے صحیح افعال کے بعد امراض کس طرح پیدا ہوتے ہیں تاکہ تشخیص اور علاج میں سہولت ہو۔

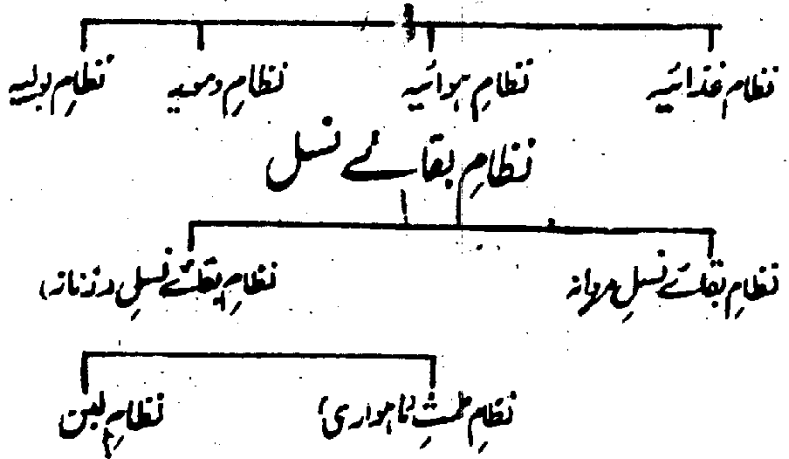
سب سے پہلے یہ بات مدنظر رکھیں کہ جس قدر بھی نظام اد پر بیان کیا گیا ہے ان میں سے بعض آزاد میں بعض نیم آزاد اور بعض بعض کے ماتحت ان میں نظام غذا ایسے بالکل آزاد نظام ہے جو جسم سے خود غذا لیتا ہے اور اس کے فضلات کو خود خارج کر دیتا ہے اس پر دیگر تمام نظامات کا بہت کم اثر پڑتا ہے نظام ہوا ایسے نیم آزاد ہے یہ ایک طرف سے سانس کے ساتھ ہوا اندر جذب کرتا ہے اور گندی ہوا کو باہر خارج کرتا ہے لیکن اس پر نظام غذا ایسے

کاسیت گہرا اثر ہے جب نظام غذائیہ بگاڑا جاتا ہے تو اس کو بھی متاثر کرتا ہے نظام دمویہ اور بولیہ اور نظام بقائے نسل انسانی یہ سب نظام غذائیہ اور ہوائیہ کے ماتحت ہیں کیونکہ یہ خود باہر سے کوئی چیز حاصل نہیں کرتے بلکہ نظام غذائیہ اور ہوائیہ جو کچھ غذا اور ہوا سے حاصل کرتے ہیں یہ ان کی صفائی اور تقویت جسم میں مصروف رہتے ہیں۔

پیدائش امراض کی صورت پیدائشی امراض کی صورت اس طرح عمل میں آتی ہے کہ جب متذکرہ بالا نظامات میں سے کوئی ایک اپنا فعل انجام دینے میں کسی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے تو قوت تدبیرہ بدن ان فضلات کو جو پورے طور پر اس نظام کے تحت اخراج نہیں پاسکتے ان کو پھر خون میں شریک کر کے دوسرے اعضاء کی طرف خارج کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ چونکہ یہ فضلات اپنے طبعی راستے کی بجائے غیر طبعی راستوں پر چلے جاتے ہیں اس لئے وہاں پر باعث مرض بن جاتے ہیں جیسے قبض کی صورت میں طبیعت ان فضلات اور مواد کو جو پائخانے کے راستے خارج ہوتا رہتا ہے کبھی گردوں کی طرف روانہ کر دیتی ہے کبھی پھیپھڑوں کی طرف اور کبھی جلد کی طرف وغیرہ وغیرہ جب وہ گردوں کی طرف اپنے مواد اور فضلات کا اخراج کرے گی تو نظام بولیہ میں غیر طبعی مواد کی وجہ سے خرابی واقع ہوگی اور وہاں پر وہ امراض پیدا ہو جائیں گے جن کا ذکر اس نظام کے تحت کیا گیا ہے۔ اسی طرح جب یہ مواد نظام ہوائیہ اور دمویہ کی طرف رجوع کرے گا تو وہاں بھی امراض کا باعث ہو گا۔ اس لئے علاج کے دوران میں اول یہ ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ جو نظام خراب ہے یہ اس کی

اپنی خاتی خرابی ہے یا کسی دوسرے نظام کی خرابی کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ اگر وہ نظام بذاتِ خود خراب ہے تو مرض اسی کی اصلاح کر دی جائے اور اگر کسی دوسرے نظام کی خرابی کا اثر پڑتا ہے تو اول اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور پھر اس کے بعد اس نظام میں خرابی باقی رہ جائے تو اس کی اصلاح کر دی جائے۔ اس طرح ہم امراض کی صحیح حقیقت اور ان کے علاج میں صحیح طور پر کامیاب ہو سکیں گے۔

## نظام بقائے حیات



# جزو سوم

## علم الاسباب

تعریف اسباب: ایسے قوانین اور صورتیں جن سے زندگی اور کائنات کی تعمیر و تخریب کی صورتوں پر روشنی پڑتی ہے اور ان کی وجہ سے حوالہ بدن انسان میں کوئی نئی حالت رحمت یا مرض نمودار ہو یا پیدا ہو جائے یہ پیسے پائے جاتے ہیں۔

اقسام: سبب کے دو قسم ہیں اول وہ اسباب جو زندگی اور کائنات کی تعمیر و ترقی میں عمد و معلول ہوتے ہیں اور دوسرے ایسے اسباب جو ان کی تخریب کا باعث بنتے ہیں اول اسباب ضروریہ اور دوسرے اسباب محضہ کہلاتے ہیں

اقسام اسباب ضروریہ: اسباب ضروریہ کے چھ اقسام ہیں اس لئے ان کو اسباب ستمہ ضروریہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایسے اسباب ہیں کہ اگر ان میں سے ایک کی بھی نفی فرض کر لیں تو زندگی اور کائنات دونوں میں خلل واقع ہو جاتا ہے گو یا یہ بدن انسان کے حالات میں تغیر پیدا کرنے والے یا ان حالات کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (۱) ہوا (۲) مائیکٹا و مشروبات (۳) حرکت و سکون بدنی (۴) حرکت و سکون نفسانی

رہا نیتد اور بیداری (۶) استفرغ و احتباس۔

(۱) ہوا :- ہوا ہمارے اجسام کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے کیونکہ جسم انسان کو اس کی ضرورت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہے یہ ہر لمحہ سانس کے ذریعہ جسم کے اندر جاتی ہے اور باہر آتی ہے جب اندر جاتی ہے تو روح کو معتدل بناتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اپنے ساتھ نسیملے جاتی ہے یعنی لطیف اور صاف ہوا جب باہر آتی ہے تو روح کے فضائل خارج کرتی ہے جس کی شکل مثل دخان کے ہے یعنی تیز اور گندھی ہوا۔

صحت کے لئے لطیف اور صاف ہوا کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس لطیف اور صاف ہوا کو نستان کی زمین۔ گڑھوں کا گنداپانی۔ ردی ترکاریاں۔ مہنر درختوں کے بخارات۔ مردوں کی بدبو متواتر گر دو بخار یا دھواں وغیرہ خراب کر دیتے ہیں لیکن جب ہوا کا مزاج اپنے اعتدال سے منحرف ہو جائے تو اس کے متعلق حکم متذکرہ بھی متغیر ہو جاتا ہے ہوا کے تغیرات کی دو صورتیں ہیں (۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔

طبعی تغیرات :- ایسے تغیرات جو طبعی طور پر ظہور پذیر ہوتے ہیں جیسے (۱) موسمی تغیرات (۲) مختلف سمتوں کی ہوا میں (۳) سیاروں اور ستاروں کا قرب (۴) زمین کا تغیر۔

موسموں کے تغیرات اور ان کا مزاج :- کل چار موسم ہیں (۱) ریح یعنی موسم بہار جو سردیوں کے بعد آتا ہے اس کا مزاج معتدل ہے (۲) صیف یا موسم گرما اگر خشک ہے (۳) خریف یا موسم خزاں جو گرمیوں کے

بعد اور سردیوں سے پہلے آتا ہے اس کا مزاج سرد خشک ہے۔ شتاء  
موسم سرما اس کا مزاج سرد تر ہے۔

موسموں کے امراض: تمام موسم اپنے مزاج کے مناسب امراض  
پیدا کرتے ہیں اور مزاج کے خلاف امراض دور کرتے ہیں یا دور کرنے میں  
مدد کرتے ہیں اور اکثر دور کر دیتے ہیں۔

۱) موسم گرما کے امراض: موسم گرما کا مزاج گرم خشک ہے۔ اس سے  
جسم میں صفراء زیادہ پیدا ہوتا ہے اور اس میں تیزی آجاتی ہے جس سے سبب  
میں بے چینی اور حدت بڑھ جاتی ہے دل گھبراتا ہے صفراوی بخار اور  
سوزشی امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور خشکی جسم میں نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس  
سے البتہ موسم سرما کے امراض مثلاً نزلہ، زکام، ٹونیس اور ہر قسم کی بلغم خشک  
ہو جاتی ہے۔

۲) موسم خریف کے امراض: یہ چونکہ یہ موسم گرمی کے بعد آتا ہے  
اس لئے اس موسم میں گرمی تو ختم ہو جاتی ہے البتہ خشکی قائم رہتی ہے اور

۱) قانونِ فطرت یہی ہے کہ درجہ حرارتِ انسانی کو بدلتی چلتی مگر باری باری  
بتا، ایک کیفیت کو دور کیا جائے تو اس کی جگہ دوسری کیفیت کو دور کیا  
جاتی ہے۔ اور بعد میں خشک کیفیت کو رفع کیا جائے مای طرح سرد خشک کیفیت  
میں پہلے خشک کیفیت کو دور کیا جائے اور پھر سردی کو رفع کیا جائے۔ سردی تری کے  
علاج میں پہلے سردی کو رفع کیا جائے اور اس کے بعد تری کا علاج کیا جائے۔ اسی طرح  
گرمی تری میں اول تری اور بعد میں گرمی کو رفع کیا جائے جس طرح فطرت موسموں کے

ذات سے سن و سنی ہے۔



اس طرح اس موسم کا مزاج سرد و خشک بن جاتا ہے اس موسم میں جسم کے اندر  
سودا بڑھ جاتا ہے جس سے لاشعے کی خرابی۔ ریاحی امراض کی زیادتی۔  
بدن میں دزد و غیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ البتہ بھوک کی زیادتی اور صفراء  
کی حدت میں کمی اور خون میں غلظت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔  
۳۱، موسم سرما کے امراض :- اس موسم میں گزشتہ موسم (سردی) کے  
کی سردی کے ساتھ رطوبات کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اس موسم کا مزاج  
سرد تر بن جاتا ہے۔ اس موسم میں بدن میں بلغم کی زیادتی ہو جاتی ہے جس  
کے ساتھ طبعی امراض مثلاً نزلہ۔ زکام۔ سردی کا ٹک جانا اور نمونیہ وغیرہ اکثر  
پایا جاتا ہے۔ البتہ اس سے صفراء و امراض دور ہو جاتے ہیں۔ خون کی حدت رفع  
ہو جاتی ہے۔

۳۲، ربيع دوم موسم بہار کے امراض اس موسم میں گزشتہ موسم کی رطوبت  
قوت پاتی رہتی ہے۔ البتہ اس میں گرمی کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اس موسم کا مزاج گرم تر بن  
جاتا ہے اس موسم میں سردی کا وجہ سے رُکے ہوئے مواد گرمی کی وجہ سے تحلیل ہو  
کر بہ نکلتے ہیں یا حدت اُن پر اثر کر کے ہن کو پکا کر پھٹنے پھینسیوں کی شکل میں خارج  
کر دیتی ہے اس لئے اس موسم میں عام طویلہ اسہال تھے اور صیفہ کے امراض  
زیادہ ہوتے ہیں۔

۳۳، مختلف سمتوں کی ہوائیں :- جنوب اور جنوبی ہوا گرمی تر ہی پیدا کرتی  
ہے۔ شمال اور شمالی ہوا سردی خشک پیدا کرتی ہے۔ مشرق اور مغرب کی سمتوں کی  
ہوائیں اعتدال کے قریب ہیں۔

۳، بہارِ دل اور سمندرِ دل کا قریب باگہر بہارِ شہر سے دکن کی طرف ہونگاتو اس شہر کی ہوا نسبتاً سرد ہوگی اور اگر شمال کی طرف ہوگا تو اس شہر کی ہوا نسبتاً گرم ہوگی۔ اگر سمندرِ شہر سے دکن کی طرف ہوگا تو شہر کی ہوا نسبتاً گرم ہوگی اور اگر شمال کی طرف ہوگا تو نسبتاً سرد ہوگی ان کی وجوہات یہ ہیں کہ بہارِ سورج کی شعاعوں کو شہر کی طرف آنے میں رکاوٹ کرتا ہے اسی طرح سمندر کی مٹوب ہوا میں بھی گرمی اور سردی کے اثر میں رکاوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔

۴، زمین کا تغیر زمین کے تغیر سے عام طور پر پتھریلی زمین خشکی پیدا کرتی ہے لیکن جسم کو مضبوط بناتی ہے۔ خاکی اور تیز زمین ہوا کو مرطوب کرتی اور رنگتانی زمین گرمی خشکی پیدا کرتی ہے۔ میدانی زمین گرمی اور تری پیدا کرتی ہے۔ عام طور پر چٹنڈی ہوا بدن کو مضبوط اور قوائے مضہم کو تیز اور رنگ کو صاف کرتی ہے۔ گرم ہوا جسم کو ڈھیلا اور قوائے مضہم کو ضعیف اور رنگ کو سیاہ کر دیتی ہے۔

و باء۔ مسموم ہوا فاسد ہو کر زہریلی ہو جاتی ہے اور اکثر شہادت کا موجب ہوتی ہے۔

ہوا کے غیر طبعی تغیرات :- اس کے دو قسم ہیں۔ اول وہ جو طبیعت کے مخالف نہیں ہوتے جیسے اسبابِ سماوی اور ارضی۔ اسبابِ سماوی انوکھے سے متعلق ہیں چنانچہ کبھی آفتاب کے ساتھ بہت سے روشن ستارے جمع ہو جاتے ہیں اور موسم سرما میں گرمی پیدا کر دیتے ہیں یا سونچاؤ

کے وقت موسم گرما میں یکایک سردی پیدا ہو جاتی ہے ماضی کا تعلق زمین سے ہوتا ہے جسے مختلف مقامات کی وجہ سے ہوا مختلف ہو جاتی ہے۔ دوسرے ایسے غیر طبعی تغیرات جو طبیعت کے مخالف ہوتے ہیں جیسے وید جو عام طور پر بڑی بڑی جگہوں کے دوران میں لاشوں کے مستحق ہونے سے ہوا میں زہریلے اثرات نفوذ کر جاتے ہیں جس سے وہ مسموم ہو جاتی ہے اور دہائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

(۲) ماکولات و مشروبات :- ماکول و مشروب میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو کھانے پینے میں آتی ہیں اور منہ کے ذریعہ جسم میں پہنچائی جاسکتی ہیں ان کی چھ صورتیں ہیں (۱) غذائے مطلق (۲) دوائے مطلق (۳) گرم مطلق (۴) غذائے دوائی (۵) دوائے غذائی (۶) دوائے سمی۔

(۱) غذائے مطلق :- غذائے مطلق وہ خالص غذا ہے کہ جب بدن میں وارد ہوتی ہے تو بدن سے متاثر ہو کر تغیر ہو جاتی ہے لیکن بدن میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتی بلکہ خود جزو بدن ہو کر بدن کے متابہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً روٹی۔ گوشت اور ودھ وغیرہ۔

(۲) دوائے مطلق :- دوائے مطلق وہ ہے جب بدن سے متاثر ہو کر بدن میں تغیر پیدا کرے اور اثر کار جزو بدن ہوئے بغیر بدن سے خارج ہو جائے (۳) گرم مطلق :- ماضی زہریلے وہ جو خود بدن سے تغیر و متاثر نہ ہو سکیں جن میں اپنا اثر و تغیر پیدا کر کے فساد کا باعث ہو مثلاً سکیا اور سانبیا وغیرہ کا زہر ہے (۴) غذائے دوائی :- غذائے دوائی وہ ہے جب بدن سے متاثر ہو کر تلف ہو جاتا

اور اس کے بعد خود بدن کو متاثر و متغیر کرے اور اس کا زیادہ حصہ جو بدن بنے اور کچھ حصہ بغیر جنم و بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے مثلاً پھل وغیرہ

۵) دو اے غذائی مادہ ہے جو بدن سے متاثر ہو کر متغیر ہو جائے اور اس کے بعد بدن کو متاثر و متغیر کرے اور اس کا کچھ حصہ جو بدن بنے اور زیادہ حصہ بغیر جنم و بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے مثلاً میوہ جات اور مٹی وغیرہ۔

۶) دو اے سمعی وہ ہے جو بدن سے متاثر کم ہو اور بدن کو زیادہ متغیر کرے اور نقصان پہنچائے

ماکول و مشروب کے اثر کرنے کی صورتیں :- ماکول و مشروب کے اثر کرنے کی صورتیں یہ ہیں کہ اگر فقط مادے سے اثر انداز ہو تو اُسے غذا کہتے ہیں اور اگر صرف کیفیت سے اثر کرے تو دوا مانا کر اس کا اثر مادہ اور کیفیت دونوں کے لحاظ سے ہو تو اگر مادہ زیادہ ہے تو غذائے دوائی اگر کیفیت زیادہ ہے تو دوائے غذائی کہتے ہیں۔ اگر صرف اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے تو اُسے ذوا الخاصہ کہتے ہیں جس کی دو صورتیں ہیں اول ذوا الخاصہ موافقہ (تربیاق) اور دوسرے ذوا الخاصہ مخالفہ جیسے زہر اگر ملائے اور صورت نوعیہ سے اثر کرے تو غذائے ذوا الخاصہ اور اگر کیفیت اور صورت نوعیہ سے اثر کرے تو اس کو دوائے ذوا الخاصہ کہتے ہیں

غذا کے اقسام۔ غذا کے دو قسم ہیں ۱) لطیف (۲) کثیف

غذائے لطیف :- ایسی غذا جس سے رقیق خون پیدا ہو جیسے

آب انار

غذائے کثیف :- ایسی جعدی غذا جس سے غلیظ رگڑھا خون پیدا

ہو مثلاً گائے کا گوشت پھر ہر ایک کی دو صورتیں ہیں دن صالح لکیموس یا فاسد لکیموس  
۲۲ کثیر الغذا یا قلیل الغذا

صالح لکیموس ایسی غذا جس سے جسم کے لئے بہترین غلط پیدا ہو۔  
جیسے بھڑکا گوشت۔ ابلہ مراد ڈھ وغیرہ۔

فاسد لکیموس بہ وہ غذا جس سے ایسی غلط پیدا ہو جو بدن کے لئے  
منفید نہ ہو جیسے ٹوٹی یا ٹھکن سوکھی گھلی لکیموس کے معنی غلط کہیں ہیں۔  
کثیر الغذا بہ کثیر الغذا وہ غذا ہے جس کا اکثر حصہ خون بن جائے جیسے  
نیم برشت اڈے کی زردی۔

قلیل الغذا یا قلیل الغذا وہ غذا ہے جس کا بہت تھوڑا حصہ خون بنتا  
جیسے پالک کاسک۔

غذائے لطیف کثیر الغذا اور صالح لکیموس کی مثال زردی بیغیر نیم برشت  
انڈہ اور مالٹا لحم زرخنی ہے۔ غذائے کثیف قلیل الغذا اور فاسد لکیموس کی مثال خشک  
گوشت بیگن مسورا اور بوقلا ہیں۔

## پانی

پانی چونکہ ایک بسیہ رکن ہے اس لئے بدن کی غذا نہیں بنا بلکہ غذا کا

سہ یہ پانی ہے کہ جو بعد پانی جو ہمارے گرد و پیش ہے یہ وہ بیسٹ پانی نہیں ہے جیسا کہ  
ارکان کے بیان میں لکھا جا چکا ہے بلکہ ہر کب پانی ہے اور کچھ چیزوں سے مرکب ہے یہ  
پیسے یا کربھٹ جاتا ہے اور اس میں سے خالص پانی جسم میں اپنے ذریعہ فرسٹن  
دینے سے جھکنا کہہ دیا گیا ہے

بدقت تباہ یعنی غذا کو تباہ کرنا کہ باریک تنگ راستوں میں پہچانے کا کام کرتا ہے۔  
 بہترین پانی: چشموں کا پانی سب سے بہتر ہوتا ہے اور چشموں میں سے بہترین  
 چشمہ وہ ہے جس کی زمین طینی رخا کی ہو اور اس کی صفت یہ ہو کہ اس کا پانی شیریں  
 ہو مشرق کی طرف بہتا ہو اس کا سرچشمہ دور ہو بلندی سے پستی کی طرف آئے اور  
 اس پر آفتاب کی روشنی پوری طرح پڑتی رہے۔

دوسرے درجہ کا پانی: چشموں کے پانی کے بعد بارش کے پانی  
 کا درجہ ہے لیکن اس میں بھی بہترین پانی وہ ہے جو چھریے گڑھے میں جمع ہو گیا  
 ہو۔ اور اس پر خوب دھوپ پڑتی ہو۔ اور اس کے ساتھ شمال اور مشرق کی  
 سواؤں کے ٹھنڈے ٹھنڈے ہموں مان پانیوں کے علاوہ دوسرے پانی سب میرے  
 درجہ کے ہیں جیسے دریاؤں، نہروں اور ندی نالوں کا پانی وغیرہ۔

رسم، نیند اور بیداری: سونا جاگنا ضروریات زندگی کے لئے نہایت  
 اہم ہے اس میں کمی بیشی صحت کے بگاڑ کا موجب بن جاتی ہے نیند ظاہر بدن کو  
 سرد اور اندرونی بدن کو گرم کرتی ہے۔ اگر نیند کسی کے ساتھ ہو تو تری پیدا کرتی  
 ہے اور زیادتی کے ساتھ سردی و خشکی پیدا کرتی ہے نیند کو سکون سے زیادہ  
 مشابہت ہے نیند میں روح اند کو دھنس جاتی ہے اور اسی وجہ سے بیرونی

نہ آج کل شہروں کے اندر پیگ راور دسزنگ کا استعمال ہے یعنی پانی کو شیشوں  
 کے ذریعہ کھینچ کر اس کی تغلیر کی جاتی ہے جو انسانی ضرورت کے لئے ایک اچھی  
 قسم کا پانی بن جاتا ہے لیکن یہ پانی بھی چشموں اور بارش کے پانی جو اپنی معاشیں  
 پورے ہوں مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اکثر کپڑا اور مٹھے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ زیادہ سونا بدن میں بہت زیادہ رطوبت پیدا کرتا ہے اور پھر اس میں سردی کی زیادتی سردی خشکی پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے خون میں غلظت اور سودا ویت دگاڑھا اور سیما خون پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا خون اور دماغ دونوں پر برا اثر کرتا ہے۔ میند غذا کو ہضم کرتی ہے جس سے بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور جب بدن میں غذا نہیں ہوتی تو روح اور جسم کو تحلیل کر کے ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ دن کے وقت سونا نہایت بُرا ہے۔ اس سے جسم کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ تپتی دھمال میں نفیس پڑ جاتا ہے جس سے وہ خون کو بھی طرح صاف نہیں کر سکتی۔ منہ میں بد بو پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام جسمانی قوتیں سُست ہو جاتی ہیں۔ ذہن گند ہو جاتا ہے۔ اس لئے دن کے وقت سونے کی عادت کو اہستہ اہستہ چھوڑ دینا چاہئے البتہ جو لوگ رات کو جاگتے ہیں یا عبادت گزار ہیں یا دماغی محنت کرتے ہیں ان کے لئے قیلوہ کرنا سیت ضروری اور مفید ہے۔ کیونکہ رات کی تھوڑی میند سے ان کی غذا پوری طرح ہضم نہیں ہوتی اس لئے قیلوہ یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

بیداری کا اثر تمام باتوں میں میند کے برعکس ہوتا ہے یعنی بیداری کی بہت حرکت سے ہے اور اس سے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ بد خوابی یعنی ایسی حالت جس میں پوری طرح میند نہ آئے بلکہ کبھی میند اور کبھی بیداری کبھی دنوں کی درمیانی حالت میں میند چونکہ حرارت کو بدن کے اندر کی طرف لے جاتی اور بیداری باہر کی طرف تو اس کشمکش میں طبیعت گھبرا جاتی ہے اور ساتھ ہی کونک

وہ پوری طرح اندر کی طرف متوجہ ہو کر غذا کو مضغ کر سکتی ہے اور نرمی باہر کی طرف پوری طرح رجوع کر کے فضولت کا اخراج کر سکتی ہے اس لئے غذا فاسد ہو جاتی ہے اور شکم میں نفخ، ریاح اور قراقر پیدا ہو جاتے ہیں۔

بہند کے متعلق صحیح صورت یہ ہے کہ جوانی میں دن رات کی جو تھائی یعنی چھ گھنٹے کافی ہے البتہ بچوں، بوڑھوں اور مریضوں کو زیادہ سونا چاہئے۔

رہم، حرکت و سکون بدنی :- حرکت ایسی صورت کا نام ہے جب کوئی شے جسم کسی خاص وضع سکون یا قیام کے فعل میں آئے درحقیقت اس دنیا میں سکون مطلق کا وجود نہیں ہے۔ البتہ جب اس کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد حرکت و سکون نسبتی ہوتی ہے یعنی جب کوئی جسم بلحاظ دوسرے

جسم کے کسی خاص وضع یا خاص حالت پر قائم رہتا ہے تو اس کو ساکن ہونا کہتے ہیں اور جب اس کی وضع یا حالت فعل میں آجاتی ہے تو اس کو حرکت کہتے ہیں

حرکت جسم میں گرمی پیدا کرتی ہے اور اس کی زیادتی جسم کو تحلیل کرتی ہے سکون سردی پیدا کرتا ہے۔ اور جسم میں رطوبت کو زیادہ کرتا ہے۔ البتہ حرکت و سکون دونوں کی انتہائی زیادتی جسم میں خشکی پیدا کرتی ہے معتدل حرکت و سکون

غذا کو مضغ کرنے اور جسم کو صحت مند رکھنے میں مدد و معاون ہے حرکت و سکون دونوں کی انتہائی زیادتی جسم میں سردی پیدا کر دیتی ہے کیونکہ زیادتی حرکت اور زیادتی سکون میں اول الذکر جسم کو تحلیل کر کے سردی کا باعث ہوتی ہے۔

۵ حرکت و سکون نفسانی :- حرکت و سکون نفسانی نفس کی حرکت کا نام ہے جو ضرورت کے وقت کبھی جسم کے اندر کبھی جسم کے باہر حرکت



کرتا ہے جس کے ساتھ حرارت جسم بھی گھمی لہذا کی طرف چلی جاتی ہے اور کبھی باہر کی طرف نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر من کی دو صورتیں ہیں ۱۱، حرکت کا دفعہ اور سکینخت اندر یا باہر کی طرف جانا ۱۲، آہستہ آہستہ اندر اور باہر کی طرف رجوع کرنا۔ اسی طرح ایک تیسری صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس میں نفس بیک وقت کبھی اندر کبھی باہر حرکت کرتا ہے۔ جانا چاہتے کہ نفس جس طرف حرکت کرتا ہے وہاں دوران خون تیز ہو کر حرارت پیدا کر دیتا ہے اور جس مقام سے حرکت کر کے جاتا ہے وہاں دوران خون کی کمی ہو کر سردی پیدا ہو جاتی ہے۔

## جسم انسان پر نفسیاتی اثرات

جسم انسانی پر نفسیاتی اثرات کی مین بالمقابل صورتوں کے چھ جذبات یہ ہیں۔

- ۱۱، مسرت (۲)، غم (۳)، خوف (۴)، غصہ (۵)، لذت (۶) شرمندگی۔
- ۱۲، غصہ: غصہ کی حالت میں جذبے کا اظہار باہر کی طرف کیا رگی ہوتا ہے۔
- ۱۳، خوف: خوف کی حالت میں جذبے کا رجوع کیا رگی اندر کی طرف ہوتا ہے۔
- ۱۴، خوشی: خوشی کی حالت میں کسی جذبے کا رجوع رفتہ رفتہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔
- ۱۵، غم: غم کی صورت میں کسی جذبے کا رجوع رفتہ رفتہ اندر کی طرف ہوتا ہے۔
- ۱۶، شرمندگی: شرمندگی کی حالت میں نفس بیک بالا رگی کبھی اندر اور کبھی باہر جاتا ہے (۶) لذت۔ لذت کی حالت میں نفس آہستہ آہستہ کبھی اندر کبھی باہر جاتا ہے۔

سے حاشیہ کے صفحہ پر ملاحظہ ہو

یہ طے چلے جذبات دراصل دو جذبوں سے مرکب ہوتے ہیں جیسے شہدگی خوف اور غصے سے مرکب ہے اس لئے خوف کی حالت میں نفس یکبارگی اندر کی طرف رجوع کرتا ہے اور غصے میں یکبارگی باہر کی طرف یعنی اس شخص کو جسے شہدگی ہوتی ہے اُسے بیک وقت خوف کے ساتھ غصہ بھی آتا رہتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۱، حرکت و سکون نفسانی دراصل نفس کی حرکت و سکون نہیں بلکہ نفس اپنا مقام نہیں بدلتا، ایسا مجازاً کیا جاتا ہے۔ البتہ نفس کے انفعالات اور اثرات خون اور روح میں مزور حرکت پیدا کرتے ہیں بالفاظ دیگر یہ انفعالات و اثرات و اس باعث حرکت میں ان کا عدم باعث سکون روح اور خون ہے یہ حرکت و سکون نفسانی بدن کے لئے ویسا ہی ضروری ہے جیسا حرکت و سکون بدنی کیونکہ بدنی حرکات کا دار و مدار خوابشات و جذبات نفسانیہ پر بھی ہے مثلاً شوق کے وقت طلب حرکت، نفرت کے وقت فرار کی صورت، غصے کے وقت مقابلے کی حالت اور کسی طرح خوف کے وقت چہرے کا سفید ہو جانا اور غصے کے وقت چہرے کا سرخ ہو جانا یہ سب کچھ خون اور روح کے زیر اثر ہے، اس کے برعکس نفسانی سکون کی مزورت اس لئے ہے کہ روح اور خون کو نسبتاً آرام حاصل ہوتا کہ وہ زیادہ تھکس نہ ہو جائے۔

جاننا چاہئے کہ نفس جب کسی مناسب یا مخالف شے کا ادراک اور احساس کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مناسب کو حاصل کرنا اور مخالف سے بچنا چاہتا ہے تو اس وقت اپنی نفسانی قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے اور میلہ لہرے کر کے نفسانی (باقی، اگلے صفحہ پر)

یعنہ درمہل خوف کے جذبے کو دور کرنے کی جدوجہد ہوتی ہے یا رومل ہوتا ہے۔ ایسے ہی لذت بھی مسرت اور غم سے مرکب ہے۔ ان کی حقیقت یہ ہے کہ خوشی اور غصہ کی حالت میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے جس سے اس کی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور خون زیادہ مقدار میں شریانوں کی طرف روانہ ہو جاتا ہے اور تمام اعضاء میں زیادہ پہنچتا ہے اس لئے بیرونی اعضاء میں خون کی گرمی اور جوش معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس خوف اور غم کی حالت میں

ربیعہ حاشیہ<sup>۴۲</sup> اوقیم ارواح کے تابع ہیں جن کا حامل خون ہے گویا ارواح خون کی حرکت کے بغیر اور خون نفسانی قوتوں کے بغیر عمل نہیں کر سکتا۔ اسی عمل کا نام نفسانی حرکت و سکون ہے۔

نفسانی جذبات کو سمجھانے کے لئے اور سہولت کی خاطر ہم نے ان کو اعضاءے ریشہ کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر عضو کے لئے دو جذبہ مخصوص کر دیئے ہیں ان دو جذبوں میں ایک اس عضو میں انبساط پیدا کرتا ہے اور دوسرا انقباض۔ ان کی ترتیب درج ذیل ہے۔

۱، اول: بول پر مسرت سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور غم سے انقباض

۲، داغ: داغ میں لذت سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور خوف سے انقباض  
۳، جگر جگر میں منت سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور غصے میں انقباض

لیکن یہ جانتا بھی اتہائی ضروری ہے کہ جب بول، داغ، جگر کسی ایک میں کسی خاص قسم کی تحریک ہوگی تو باقی دو اعضاء میں بھی کوئی نہ کوئی حالت پائی جائے گی۔ مثلاً جگر اعضاء میں تحریک ہوگی تو یہ ضروری بات ہے کہ جگر میں تحلیل و انبساط، اور دل میں

قلب پر لیا اثر پڑتا ہے کہ اس کی حرکت سُست ہوتی شروع ہو جاتی ہے اور خون بیرونی جسم کی طرف مقدار میں کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے تمام اعضاء میں کم پہنچتا ہے۔ جس سے جسم ٹھنڈا اور سُست ہو جاتا ہے (۶) احتیاس و استفرغ: استفرغ کے معنی ہیں مولا اور فضلات کا بدن سے اخراج پانا اور احتیاس کے معنی ہیں غذائی اجزاء اور فضلات کا جسم میں رکنا۔ فضلات و رائل اضافی لفظ ہے حقیقت میں فضلات کوئی شے نہیں ہیں۔ کیوں کہ جن مواد کی کسی جسم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی وہ اُس کے لئے فضلات بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم کے اندر غیر ضروری غذائی اجزاء یا مفید مواد جب ان کو طبیعت قبول نہیں کرتی یا طبیعت کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ سب فضلات میں شامل ہیں۔ فضلات سے مراد ہے فاضل چیز یا فالتو شے۔

(بقیہ حاشیہ ۱۷) سکون و سردی اپائی جائے گی۔ گویا اس امر کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ جب کسی جذبے کے ماتحت کسی عضو کا مطالبہ مقصود ہو تو باقی اعضا کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔

لے غذا کھائی جاتی ہے تندرستی کی حالت میں جسم اس کا ایک خاص حصہ جذب کر کے جذبہ بدن بنا دیتا ہے اور باقی کو فضلات کی شکل میں خارج کر دیتا ہے لیکن اس کے معنی میں کہ فضلات میں جسم انسان کے لئے غذائیت باقی نہیں رہتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس تندرستی ابھی ہوتی ہے اور اعضا مضبوط ہوتے ہیں اس کا قدر زیادہ غذائی اجزاء جذب اور جذبہ بدن بنتے ہیں اور فضلات کم خارج ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مریض اور کمزور اعضا و سبب جسمی زیادہ سے زیادہ غذا کھائیں ان کے اندر اتنی طاقت اور خون کی مقدار پیدا نہیں ہوتی

**اسباب احتباس :-** احتباس مندرجہ ذیل اسباب سے ہوتا ہے  
 (۱) قوت ماسک کی سختی (۲) قوت ہاضمہ (۳) قوت دفعہ کی کمزوری اور ہجاری کی تشنگی  
 اور سہول کا پڑ جانا، مادے کی غفلت یا لغو وجیت دلیس اور طبیعت کا کسی  
 دوسری طرف متوجہ ہو جانا اور دفعہ کرنے کی حاجت کا احساس زائل ہو جانا۔

**استفراغ :-** بدن کا وجود اور اس کا دار و مدار غذا پر ہے۔ غذا کوئی  
 بھی ایسی نہیں جو ساری کی ساری جزو بدن ہو جائے اور اس کا فضلہ بننے پھر یہ  
 فضلہ اگر باقی رہے اور اس کا اخراج نہ ہو تو بدن میں ناسد مادے اکٹھے ہو جاتے  
 ہیں اس کے لئے استفراغ کی انتہائی ضرورت ہے اور احتباس کی ضرورت اس  
 لئے ہے کہ غذا کچھ عرصہ جسم میں رہے تاکہ اس کا جوہر طبیعت حاصل کر لے۔

استفراغ اور احتباس کام عدل صحت اور طاقت کے لئے نہایت ضروری  
 اور مفید ہے استفراغ کی زیادتی بدن میں خشکی اور سردی پیدا کرتی ہے۔ البتہ اگر  
 جسم میں سردی یا خشک مواد کی زیادتی ہو تو گرمی خشکی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ احتباس کی  
 زیادتی سے جسم بوجھل ہو جاتا ہے بھوک کم ہو جاتی یا رک جاتی ہے۔ اکثر سذ سے

رہیقہ حاشیہ ملک، سوال غذا کی قلت و کثرت اور اسلی و ادنیٰ کا نہیں بلکہ اسلی و درجہ کثرت  
 اور مضبوط اعضاء کے اگر یہ ہے تو خود بخود زیادہ غذا ہضم ہوتی اور جزو بدن بنتی ہے اور زیادہ  
 سے زیادہ طاقت اور خون پیدا ہوتا ہے

لہ جب مادے کا اخراج پینے کے ذریعہ زیادہ ہوتا ہے تو شیب اور پاخانہ کم ہو جاتے ہیں۔  
 یا بصر ہو جاتے ہیں یا کسی طرح جب مادے کا اخراج بذلیعہ قارورہ و شیب زیادہ ہوتا ہے تو سینہ اور  
 پاخانہ میں کمی ہوتی ہے یا بند ہو جاتا ہے اور اس طرح جب پاخانے میں زیادتی ہو تو قارورہ اور پینے پر اثر ہوتا ہے

پیدا ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں عفونت دستر اندھ کا ہونا لازمی ہے۔

## ۱۲) اسباب ممرضہ

تعریف:۔ ایسے اسباب و صورتیں اور حالتیں جن کے عمل میں آنے سے جسم انسانی کسی نہ کسی مرض میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جب تک رفع نہ ہوں۔  
مرض قائم رہتا ہے۔

اقسام:۔ اسباب ممرضہ کی تین اقسام ہیں اول اسباب باویہ دوسرا اسباب  
سابقہ (۳) اسباب داخلہ۔

۱) اسباب باویہ:۔ ایسے اسباب جو ظاہری صورت میں ہمارے  
گرد و نواح میں پائے جاتے ہیں جن کے اثرات میں مادی چیزوں کا داخل نہ ہو بلکہ وہ کیفیاتی  
و گرمی سردی خشکی تری، ہوں یا نفسیاتی جیسے غم اور غصہ وغیرہ تفسیل ان کی یہ  
ہے کہ وہ اسباب خارجی ہوں اور ترکیبی بلکہ ان کا تعلق خارجی چیزوں سے ہو مثلاً  
گرم ہوا یا سرد ہوا اور نفسیاتی کی صورت میں غصہ اور خوف وغیرہ۔

۲) اسباب سابقہ:۔ ایسے اسباب جن کا اثر ہمارے جسم پر ان کے  
لوہے کی وجہ سے ظاہر ہو یعنی کسی شے کے کھانے پینے کے بعد جو اثرات پائے  
جاتے ہیں وہ اسی کا نتیجہ ہوں گے۔

۳) اسباب باویہ اور اسباب سابقہ ایسے اسباب ہیں کہ ان کے اثرات کے درمیان واسطہ ہوتا  
ہے یعنی وہ براہ راست مرض پیدا نہیں کرتے بلکہ ایسی حالت پیدا کرتے ہیں جو مرض کا موجب بنتی  
ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ بعض اوقات اسباب سابقہ ہی کی واسطہ مرض کا موجب تسلیم  
ہوتا ہے۔

دوسرا اسباب واصلہ ہے۔ ایسے اسباب جن کے بعد معارض نمودا ہوتا ہے یعنی مرض اور سبب میں کوئی فرق یا دوری نہیں پائی جاتی۔ یا دوسرے الفاظ میں ان کے اور مرض کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست مرض پیدا کرتے ہیں کسی دوسری حالت کا ان کو انتظار نہیں ہوتا۔ جس کی بہترین مثال املاء و مواد کا اجتماع ہے جو بخار کا موجب ہوتا ہے گویا املاء بلا واسطہ بخار پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے اور بخار کے درمیان عفونت واسطہ بنتی ہے۔ املاء سے ابتدا عفونت لاحق ہوتی ہے اور پھر عفونت سے بخار ہوتا ہے اس صورت میں عفونت سبب واصلہ ہے جس کے ہوتے ہی بخار آجاتا ہے اور املاء سبب سابقہ کہلاتے گا۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ ۷۶) کیا ہے اور بادیہ کو اس سے خارج کر دیا لیکن ہم نے دونوں کو ترکیب کر دیا کیونکہ اسباب بادیہ اور سابقہ دونوں اقسام واحد نہیں ہوتے۔

۱۰۔ دراصل اسباب حاصلہ اسباب بادیہ اور اسباب سابقہ سے ملکر نہیں ہیں بلکہ ان دونوں میں سے جو بھی مرض کا باعث ہو جاتا ہے اسے اسباب واحد کہہ دیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہاں سمجھئے کہ جب یہی دونوں اسباب بادیہ اور سابقہ اپنی شدت اختیار کر لیتے ہیں اور جس کے بعد مرض پیدا ہو جاتا ہے تو یہی اسباب واحد کہلاتے ہیں۔ گویا ہم ان کو واحد کا نام اس وقت دیں گے جب ان کے بعد معارض پیدا ہو۔ ان اسباب واصلہ کو اسباب شرکی بھی کہا جاسکتا ہے یعنی جن کی شرکت مرض کے ساتھ پائی جائے۔

مختلف طبوں کے اسباب کا علم (روا علیہ) چاہتا ہے کہ طب یونانی کا سبب فاعلہ و احد مزاج اور ملاء کی خرابی ان کی کمی بیشی، دماغ کا رانی اگلے صفحہ پر)

رہیقہ حاشیہ صفحہ ۷۷) بل جانا ہے آیور ویدک میں دوشوں کا خراب ہو جانا۔ ان کی کمی بیشی یا ان کا مقام بدل لینا ہے۔ ایلوپیتھی میں جو ایشیم اور زبریلے مواد کا پایا جانا اور کمزوری کا پایا جانا ہے جو سیمپتومی میں روح (دو ائل فون) کا بیمار ہو جانا ہے۔ بالیو کیمیک میں جسم میں نیکیات کی کمی یا خرابی کا پیدا ہو جانا ہے۔ کیرومپتومی میں خون کے اندر رنگوں میں کمی بیشی یا خرابی واقع ہو جانا ہے۔ سائیکوپتھی میں انسانی جذبات میں خرابی واقع ہو جاتا اور ان میں کمی بیشی کا ہو جانا یا ان کا غلط تربیت پا جانا ہے فریو پتھی میں اعضاء میں اس قسم کی خرابیاں واقع ہو جانا ہے کہ جن سے ان کے افعال میں انحراف و تقرب واقع ہو جائے۔

دماغ رہے کہ فریو پتھی کے علاوہ باقی جملہ طریقہ لئے علاج جن اسباب و اسد کو تسلیم کرتے ہیں وہ سب تمام اسباب با دیر یا سابقہ ہیں۔ وہ "وہ اصل" اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک کسی عضو کے فعل میں تغیر واقع نہ ہو۔ مثلاً اگر جسم جسم کے اندر اثر انازا ہوں تو وہ کسی عضو کے فعل کو ہی خراب کریں گے یا اگر جسم کے اندر جراثیم کی پیدائش بڑھ جائے تو بھی اس وقت تک مرض ناممکن ہے۔ جب تک جسم کے کسی عضو میں خرابی واقع نہ ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح طریقہ علاج میں اعضاء کے افعال کا جانا بہت ضروری ہے اور یہی بات او ماسول شیخ الیس نے تعریف مرض میں بیان کیا ہے لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اعضا کی خرابی کے ساتھ ساتھ خون کے اندر جو کمی یا وی خرابی اور تغیر پیدا ہوتا ہے اس کا علاج بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر اعضاء کی خرابی بڑھ جائے تو خون کے اندر کمی یا وی تغیرات سبب با دیر یا سابقہ کی صورت میں برہوتے ہیں اس لئے تشخیص میں عضاء کی خرابی اور خون کی کمی یا وی خرابی دونوں علم ضروری



# اسباب جزوی

تعریف۔ ایسی صورتوں اور حالات کا اظہار جن سے گزشتہ تینوں اسباب ممرضہ ظہور میں آتے ہیں۔ جزوی اسباب دراصل کوئی جدا گانہ اسباب نہیں بلکہ ان صورتوں اور حالتوں کی تشریح ہے جن سے اسباب ممرضہ پیدا ہوتے ہیں یہ تین قسم کے ہیں (۱) سوہ مزاج (۲) مرض ترکیب (۳) تفرق اتصال۔

اسباب سوہ مزاج۔ ان میں کیفیات۔ قوی اور عذونت کی تفسیر سے (۱) سوہ مزاج گرم کے اسباب۔ دراصل حرکت جو اعتدال سے تجاوز کر جائے یہ حرکت یا تو بدنی ہوتی ہے جیسے ریاضت کی کثرت یا نفسانی جیسے غصہ (۲) حرارت بالفعل کی ملاقات جیسے دھوپ یا آگ کی گرمی سے جسم میں گرمی پیدا ہو جائے (۳) حرارت بالقوة کی ملاقات مثلاً گرم دواؤں یا مقلدوں کا کھانا یا گرم ضدوں کا لگانا حرارت بالقوة کا مقصد وہ گرمی ہے تو بالفعل گرم تو محسوس نہ ہو لیکن اس کی تاثیر سے بدن گرم ہو جائے جیکہ حرارت بالفعل سے مقصد یہ ہے کہ وہ بحالت موجودہ گرم محسوس ہو (۴) مسامات بدن کا کشیف ہو جانا۔ مسامات بدن کے کشیف ہو جانے سے حرارت کا اخراج نہیں ہوتا بلکہ اندرونی بدن میں جمع ہو کر گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور مسامات بدن کو کشیف کرنے والی چیزیں بالفعل سرد ہوں جیسے برف اور یخ یا بالقوة ہوں جیسے ٹپکری اور بازو وغیرہ۔ عذونت یعنی مواد کا سڑ جانا جس سے بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی

کی صورت یہ ہے کہ بہتر معین مقام پر گرم بخارات اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں جو جسم یا ماحول میں حرارت کا باعث بنتے ہیں۔

(ب) اسباب سود مزاج سردہ :- (۱) برودت سردی، بانفعل کی ملاقات (۲) برودت بالقوة کی ملاقات (۳) کھانے کی بے حد کمی۔ کم کھانے سے خون کم پیدا ہوگا اور حرارت غریزی کو کم تقویت ملے گی (۴) کھانے کی بے حد زیادتی۔ بے حد زیادہ کھانے سے اخلاط نامکمل رکھے رہ جاتے ہیں جس سے تھک و جبہ بھی پیدا ہوتی ہے جو بدن کی حرارت کم کر دیتی ہے (۵) مسات کا بہت زیادہ کثیف رہنا جو جاندار ۱۶ حرکت کی زیادتی۔ حرکت کی زیادتی سے تحلیل کی زیادتی ہو جاتی ہے جو بالآخر سردی پیدا کر دیتی ہے (۶) سکون کی زیادتی۔ جس سے رطوبت کا اخراج رک جاتا ہے اور حرارت غریزی سرد پڑ جاتی ہے (۷) مسات کا کشادہ ہونا۔ اس سے حرارت غریزی کے بکثرت تحلیل ہونے سے سردی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ج) سود مزاج خشک کے اسباب :- (۱) بانفعل خشک چیز کی ملاقات اس سے مراد گرم خشک اور سرد خشک کیفیات کی زیادتی اور تقیاتی طور پر غصہ اور خوف کا پیدا ہونا ہے (۲) بالقوة خشک چیزوں کی ملاقات (۳) کھانے پینے کی کمی جس سے کم رطوبت پیدا ہوتی ہے جو بدل یا تحلیل کے لئے کافی نہیں ہوتی (۴) حرکت کی زیادتی جس سے رطوبت بکثرت تحلیل ہوتی اور خشکی کا باعث ہوتی ہے۔

(د) سود مزاج رطب کے اسباب :- (۱) بانفعل تر چیزوں کی ملاقات

جیسے تر ہو اور شیریں پانی سے کام کرنا (۲) بالقوہ تر چیزوں کی ملاقات (۳) کھانے کی کثرت جس جسم میں بکثرت رطوبات اور چربی پیدا ہوتی ہے (۴) سکون کی زیادتی جس سے رطوبات کم سمیٹ جاتی ہیں یا بالکل نہیں ہوتیں۔

(۲) اسباب مرض ترکیبہ ان میں فساد شکل تغیر بدن اور مجاری کی خرابیوں کی تفسیر ہے۔

(۱) اسباب فساد شکل: (۱) قوت مستورہ کا تصور جس سے مراد اس کے فعل کا ناقص ہونا ہے جس سے اعضا کی مخصوص شکل نہیں بن سکتی (۲) قوت مغیرہ دیکھانے والی کا تصور۔ اس سے مراد اس قوت کا مادہ تولید سے پوری طرح کام نہ لینا اور تیار نہ کرنا ہے (۳) ولادت غیر طبعی۔ اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو جسم سے کچھ کے نکلتے وقت واقع ہوں جب کہ بوجوہ طبعی طور پر نہ نکل سکے (۴) تھم، یکمید، پٹی باندھنا، پٹی کے شدت سے باندھنے یا دیر تک قائم رکھنے میں اعضا کی شکل عام طور پر بگڑ جاتی ہے رہا سکتے دھڑبڑ اور حرکت غیر طبعی وہ اسباب جو عام طور پر فارغ سے واقع ہوتے ہیں مثلاً سکتے دھڑبڑ دگر پٹنا اور جوت لگانا یا اعضا کے سخت ہونے سے قبل پٹنا پھر نایا ان پر دباؤ ڈالنا یا کھینچنا۔

(۳) اسباب اتساع رکشا دگی، مجاری (۱) قوت ماسک کی کمزوری جس سے مجاری کے ریشے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (۲) قوت دافعہ کی شدید حرکت جس کے دباؤ سے راستے زیادہ کھل جائیں (۳) ادویات منفعہ رراستوں کو کھول دینے والی دوائیں مثلاً گرم تر اندرونی اور بیرونی ادویہ (۴) ادویات مزجیہ رڈھیلا کر دینے والی دوائیں جن سے مجاری کے ریشے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں

۷. اسباب ضیق مجاری اور ایسے اسباب جن سے مجاری تنگ ہو جاتی ہیں جو اکثر اس قسم کے اسباب ہوتے ہیں جو اسباب اتساع مجاری کے برعکس ہوں۔

(۵) اسباب سدہ :- (۱) کوئی بیرونی چیز مجاری میں پھنس جائے (۲) مجاری کا منفرد رسوراخ کسی زخم کے بھرنے کے باعث بند ہو جائے (۳) کسی مجری زنالی کے قریب کوئی ایسا اورم پیدا ہو جائے جس کے وباد سے وہ مجری بند ہو جائے (۴) زیادہ سردی کے باعث سپٹریا پیدا ہو جائے (۵) قوت لاکھ کا نسل زیادہ سختی کے ساتھ عمل کرے۔

(۶) اسباب خشونت :- ایسے اسباب جن سے اعصاب کی سطح کھڑکی ہو جائے اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں داخلی اور خارجی داخلی صورت میں کسی مادے کا گزرا اور خارجی صورت میں گرد و غبار اور دھوئیں کا اثر انداز ہونا۔

(۷) اسباب ملائت :- ایسے اسباب جن سے اعضاء کی سطح چکنی ہو جائے اس کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ داخلی اور خارجی۔ داخلی صورت میں کوئی ایسا رخلط عضو پر گر کر اس کی سطح کو چکنا کر دیتی ہے اور خارجی طور پر جیسے موسم روغن کسی عضو کی سطح پر لگا یا جائے۔

(۸) مقدار اور عدد کی زیادتی کے اسباب (۱) مادے کی کثرت خواہ مادہ اچھا ہو یا خراب (۲) قوت جاذبہ کی شدت جس سے خنثا کے اندر کثرت مواد جذب ہو جاتا ہے

(۳) مقدار اور عدد کی کمی کے اسباب :- (۱) مادے کی

کی (۱۲) قوتِ جاذبہ کی کمزوری (۱۳) قوتِ منبہرہ کی غلطی۔

(ط) اسبابِ فساد و وضع :- ایسے اسباب جن سے کوئی عضو ضرورت کے خلاف دوسرے عضو سے قریب یا دور ہو جائے۔ یہ دو جن ذیل میں (۱) کوئی مادہ تشنج رکھنے والا (۲) کوئی مادہ مخیمہ ڈھیلے کرنے والا (۳) قرح رزخم، کافر (۴) کسی خلط کی خشکی (۵) شجر خلط کسی خلط کا سخت ہو جانا (۶) حرکت (غیر طبعی) کی زیادتی۔

(س) تفریقِ اتصال :- یہ ایسے اسباب ہیں جن سے جسم کے اندر ٹوٹ پھوٹ واقع ہو۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں داخلی اور خارجی۔ داخلی صورت میں کوئی اگال رکھا جانے والا، خلط اس کو گھلا سزا کر کھا جائے یا کوئی مخرق خلط عضو کو جلا دے یا کوئی ماذخ رکائے والی یا ماذخ رچھاڑنے والی جسم پر اثر انداز ہو کر نقصان پہنچائے۔ خارجی صورت میں تلوار سے کٹ جانا یا رسی سے باندھ کر جھکا دے دینا یا آگ سے جلا وغیرہ۔

(نقشہ اسبابِ سفوف ۱۴ پر ملاحظہ ہو)

# اسباب

اسباب مرض

اسباب مزوریہ

ہوا، کولت و مشروبات حرکت و سکون بدن خند و بیداری سحر و جادو میں شامل آداب کا سبب بنتے ہیں اور

قوت ماسک کی سختی قوت امانہ قوت دانہ کی کمزوری بیماری کی کسی شے سے غفلت اور وجہ اور  
 تو یہ طبیعت مخالف دیکھو

غذائے مطلق      دوڑے مطلق      سہم مطلق      غذائے دوڑائی      دوڑے غذائی      دوڑے طبی

کثیف

لطیف

صالح یا ناسد کیوس      کثیر یا طویل غذا      صریح یا ناسد کیوس      کثیر یا طویل غذا

ہوا کے تغیرات

طبی

طبی

غیر مخالف طبیعت

سوسکی غیرت ہو میں      پیازوں اور سبزیوں کا قرب زمین کا تغیر

گرم      سرد      خریف      ریح

دانش ۲ آگے

# اسباب جزوی

سوہ مزاج      مرض ترکیب      تفرق اتصال

سوہ مزاج گرم سوہ مزاج سرد سوہ مزاج خشک سوہ مزاج تر      داخل      خارجی

فساد شکل      اتساع مجاری      مینق مجازی      سدہ خشونت      لا شتم  
زیادتی تعداد عدد      کمی تعداد عدد      نساؤ وضع

## دستور علاج بالمفرد اعضاء

ترمیم و اضافہ شدہ پوٹھیا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔

یہ کتاب ہندوستان کے مایہ ناز طبیب جناب حکیم و ڈاکٹر اہنس راج

شرما صاحب کی تحریر کردہ ہے۔ میں نے اسے قانون مفرد اعضاء کے

تحت ترتیب دے کر شائع کیا ہے۔ قانون مفرد اعضاء کے تحت شخص

امراض اور علم العلاج کے لئے قابل ترین استاد کا درجہ رکھتی ہے۔

قیمت: ۴۵/- روپے حکیم محمد حسین دینا پوری

# جزوہ چہارم

## علم علامات

تعریف :- علامات ایسے نشانات کو کہتے ہیں جن سے حالت صحت یا حالت مرض کا پتہ چلتا ہے۔ یہ علامات گاہے مرض ہوتی ہیں اور گاہے عرض  
اقسام :- علامات کی تین اقسام ہیں جو تین زمانوں کے مطابق پائی  
جاتی ہیں۔ (۱) ماضی (۲) حال (۳) مستقبل

۱۔ علامات ماضی :- یہ عام طور پر اسباب باویر یا سابقہ پر روشنی  
ڈالتی ہیں جن سے اکثر ایک معالجہ ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ جب وہ ان کا  
اظہار کرتا ہے تو یہ اس کی فحشیت اور قابلیت پر دلالت کرتا ہے۔ معالج کے  
لئے ان کا ہمیشہ ذہن میں رکھنا باعثِ عزت سے۔ ایسے علامات کو مذکورہ  
کہتے ہیں۔

۲۔ علامات حال ان کی دو صورتیں ہیں اول وہ جو مریض بیان  
کرتا ہے دوسرے وہ جن کا اظہار معالج کرتا ہے۔ مریض ان کو بیان نہیں  
کر سکتا لیکن ان کے اثرات سمجھنا ضرور ہے۔ یہ علامات جو مریض بیان کرتا  
ہے۔ بشر کی ہوتی ہیں اور جو معالج بیان کرتا ہے سبب و اصلہ ہوتی ہیں۔  
ادریبی تشخیص اور حقیقت مرض پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کو وال کہتے ہیں۔



۳) علامات مستقبل :- ایسی علامات جن سے مرض کے نیک و بد کا پتہ چلتا ہے کہ مرض خیر و خونی سے انجام پائے گا یا مریض ختم ہو جائے گا۔ ایسی علامات کے بیان سے معالج کی حذاقت اور حدت کا سلسلہ مریض پر پھینکا ہے۔ ان سے مریض بھی مستفید ہوتا ہے اور معالج کی شہرت اور عزت بڑھتی ہے۔ ان علامات کو تقدم معرفت کہتے ہیں۔ علاج کے دوران میں ان تینوں قسم کے علامات کا ذہن نشین رکھنا حاذق طبیب کے لئے نہایت اہم ہے۔ یہ تینوں قسم کی علامتیں یا تو مزاجوں پر دلالت کرتی ہیں یا ترکیبِ مثنوی یا تکیا و دی اجناس علامات :- یہ تمام علامات دس جنسوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ ملس (جھوکر معلوم کرنا) اگر ملس چھو کر گھنی محسوس کرے تو یہ حرارت کی علامت ہوگی اگر سردی محسوس کرے تو بڑھت پر دلالت کرے گا اگر نرمی محسوس ہو تو رطوبت پر اور سخت محسوس کرے تو خشکی کو ظاہر کرے گا لیکن یہ یاد رہے کہ جھونے والے شخص کا مزاج معتدل ہونا چاہئے۔ اگر نہیں کے مزاج میں اعتدال نہ ہو گا تو نتیجہ تسلی بخش نہیں آئے گا۔

۴) لحم و تخم رگوشت و چربی :- گوشت کی کثرت حرارت و رطوبت پر چربی کی زیادتی کثرت برودت و رطوبت پر اور اس کی کمی رطوبت کی کمی پر دلالت کرتی ہیں۔ سرخ رنگ کا گوشت اگر کثرت ہو تو ایسا جسم محسوس ہوا کرتا ہے۔ اگر سرخ رنگ کا گوشت معتدل ہو اور اس کے ساتھ چربی کی کمی ہو تو گرمی خشکی کی علامت ہے۔ چربی و قسم کی ہوتی ہے شحم زخمی ہوئی سخت چربی اور سمیں سلی چربی) چربی کی زیادتی سے جسم ڈھیلا ہو جاتا ہے اور سردی تری غالب ہوتی ہے۔

(۳) بال :- بال اگر جلد لگیں تو خشکی کی علامت ہے۔ بالوں کی کثرت گرمی پر دلالت کرتی ہے اور قلت رطوبت پر ان کی غلظت (موٹاپا)، سحارات و دخانیہ کی کثرت پر اور باریک ہونا، سحارات و دخانیہ کی قلت پر دلالت کرتا ہے۔ بالوں کا گھنگھوہ یا ہونا گرمی خشکی پر اور سفید ہونا سردی تری پر دلالت کرتا ہے۔ رنگت :- کئے لحاظ سے بالوں کی سیاہی گرمی پر صہبت و پیازی رنگ، سردی پر اور شفت زردی یا ل سرخی، حرمت و سرخی، دونوں اعتدال کے قریب ہونے پر دلالت کرتے ہیں بالوں کی سفیدی سردی پر جس کے ساتھ کبھی تری کبھی خشکی ہوتی ہے

(۴) بدن کی رنگت :- رنگت کی سفیدی حرارت کی کمی پر سیاہی خشکی کی کثرت پر سرخی خون کی زیادتی پر۔ زردی اور سرخی حرارت کی کثرت پر یعنی رنگت سردی اور خشکی پر دلالت کرتی ہے۔ سفید رنگ لطعم کی علامت ہے اور سیاہی ریسے کی مانند، رنگ سردی اور تری پر دلالت کرتا ہے۔

(۵) اخلاط :- (۱) خون کی زیادتی کی علامات :- سزگی گرانی۔ انگریزی آئی۔ جاتی۔ اونچے حواس کی کدورت۔ ذہن کی کندی۔ فائے کی شیرینی بدن اور زبان کا سرخ ہونا۔ پھوڑے پھنسیوں کا نکلنا۔ آسانی پھٹ جانے والے مقامات سے خون کا نکلنا۔ خون کی زیادتی کی علامات ہیں۔

(۲) جسم کی زیادتی کی علامات :- بدن کی رنگت کا سفید ہونا بدن کا ڈھلا ہونا۔ بدن کا لٹا ہوا سرد محسوس ہونا۔ لعاب ذہن کا کثرت محسوس ہونا۔ پیاس کی کمی لیکن جب بلغم کے ساتھ صفرا ہوا ہوتا ہے تو پیاس زیادہ لگتی ہے

کھاری ٹھنسی، ڈوکاریں، نیند کی زیادتی، بے لگم کی زیادتی کی علامات ہیں۔  
 راز، صفراء کی زیادتی کی علامات ہیں۔ بدن اور آنکھ کی زردی،  
 ذائقہ کی تلخی، زبان کا کھردرا ہونا، منہ اور نٹھوں کی خشکی، پیاس کی زیادتی  
 ضعف، اشتہا، متلی اور پھیرے کی کمی، یہ سب صفراء کی زیادتی کی علامات  
 ہیں۔

دماغ، سودا کی زیادتی کی علامات: جسم کی باغری اور نیلا ہونا، خون کی  
 سیاہی اور گاڑھا ہونا، غور و فکر کی زیادتی، معدے کی جلن، ترش ڈوکاریں  
 اشتہائے کاؤب، قارورہ کا نیلا یا سیاہ ہونا اور اکثر سرخ و غلیظ رہنا، بدن  
 کی رنگت میں سیاہی اور بالوں کا زیادہ ہونا سودا کی زیادتی کی علامات ہیں۔  
 (۶) اعضا کی ساخت: ہڈی، تھپاؤں کا بڑا سینہ اور رگوں کا کشادہ  
 اور اجھرا ہونا، جوڑوں کا ظاہر ہونا، یہ سب حرارت کی علامات ہیں اور ان کے  
 برعکس سردی کی علامات ہوں گی۔

(۷) طبعی افعال: صحیح اور کامل افعال اعتدال کی علامات ہیں اور ناقص  
 اور باطل افعال سردی پر دلالت کرتے ہیں۔ کاموں میں حسرتی اور چالاکی گری اور  
 اس کے برعکس سستی اور غبی پن سردی کی علامات ہیں۔ پریشان، بے ترتیب  
 اور بے قاعدہ افعال حرارت کی زیادتی پر دلالت کرتے ہیں۔

(۸) نیند اور بیداری: معتدل نیند و بیداری اعتدال مزاج کی  
 دلیل ہے۔ بیداری کی کثرت گری خشکی کی علامت ہے اور نیند کی کثرت سردی کی  
 پردال ہے۔ نیند میں انسان جو خواب دیکھتا ہے۔ اس میں بھی بعض چیزیں مزاج

پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے خواب میں آگ اور شعلوں اور دیگر زرد سرخی مائل چیزوں کو دیکھنا صفر کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ بارش۔ اوسے۔ بادل۔ ہنر دریا۔ پانی وغیرہ اور سفید چیزوں کے خواب آنا۔ بغم کی علامت ہے۔ سرخ چیزوں۔ بہتا ہوا خون۔ جنگ و جدل کا دیکھنا غلبہ خون کی دلیل سے زیادہ خوفناک چیزوں مثلاً۔ مٹوان سیاہ گئے مٹھینس۔ ریچھڑیوں کا دیکھنا سیاہی کی علامت ہے (۹)۔ انفصالات انسانی: تیز مزاجی۔ کلام کی کثرت۔ سرعیت اور تسلسل سبب حرارت پر دلالت کرتے ہیں۔ بے حیائی۔ طیش۔ جرات۔ شدت حرارت کی علامت ہیں اور ان کی برقراری بوسستہ پر اور فوری زائل ہو جانا بطوبت پر دلالت کرتا ہے۔ بزدلی۔ خوف۔ سردی کی علامات ہیں۔ غم اور غصہ اور مسرت حرارت کی علامت ہیں۔ جیسا اور وقار کی زیادتی گرمی اور بطوبت پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱۰) فضلات: فضلات کی زیادتی۔ ان میں بو۔ زنگت میں بھٹی حرارت کی دلیل ہیں اور اس کے برعکس سردی کی علامت ہیں۔

اقسام علامات

ماضی	حال	مستقبل
------	-----	--------

اجناس علامات

میں غم و ترحم ہاں بدن کی زنگت اخلاط ساخت اعضا طبی افعال

فضلات

انفصالات انسانی

خیند و بیاری

# نبض

تعریف: نبض شریان کی اس حرکت کا نام ہے جو دل کے انقباض  
 دسکڑنا، اور انبساط دھیلنا کے ساتھ ان میں خون بھینکنے سے پیدا ہوتی  
 ہے۔ یہ حرکت جسم کی تمام شریان میں پیدا ہوتی ہے مگر یہاں پر مخصوص وہ شریان  
 ہیں جو بعض مقامات پر نمایاں ہوتی ہیں جن کو انگلیوں سے محسوس کیا جاسکتا  
 ہے جسے کلائی کی شریان کنڈی کی شریان اور سنے کی شریان نبض سے مراد  
 انہی شریان خصوصاً کلائی کی شریان کی حالت کو محسوس کرنا ہے جس سے اکثر  
 علامات جسم کا پتہ چلتا ہے۔

یادداشت: بعض لوگوں کا جن میں اکثریت یورپی طب و انوں کی  
 رڈ اکروں کی ہے کا خیال ہے کہ نبض سے سوائے حرکات قلب کے اور  
 کسی مرض کا پتہ نہیں چل سکتا مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ فن نبض شناسی سے  
 آگاہ نہیں۔ جو لوگ فن نبض شناسی سے آگاہ اور اس پر پوری دسترس  
 رکھتے ہیں ان کے لئے نبض دیکھ کر امراض کا بیان کر دینا بلکہ ان کی نفسیات  
 کا ظاہر کر دینا کوئی مشکل نہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ذیل میں  
 نبض کو اچھی طرح طالب علم کے ذہن نشین کرادیں کیونکہ ایک نبض شناس  
 معالج نہ صرف اس فن پر پوری طرح دسترس حاصل کر لیتا ہے بلکہ وہ بڑی  
 عزت اور وقار کلامک بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر معالج کا یہ فرض اولین ہے  
 کہ وہ پوری کوشش سے اس فن کو حاصل کرے۔

حرکت کی تعریف :- حرکت کی تعریف اور اس کے معمولات کا بیان علم طب سے وابستہ نہیں بلکہ اس کا تعلق فلسفہ طبعی سے ہے ہم یہاں اس کے فلسفہ سے بحث نہیں کریں گے کہ یہ حرکت ایسی ہے وضعی ہے یا اس کا تعلق کم اور کیف سے ہے۔ اس کی آسان تعریف جو سمجھ میں آسکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جسم کا قوت سے فعل میں بتدریج آنا حرکت کہلاتا ہے۔ بتدریج سے مراد یہ ہے کہ اس میں کچھ زمانہ صرف ہو خواہ ایک ثانیہ یا ایک دن۔ اس لحاظ سے حرکت خواہ کس قدر تیز ہو سب کو بتدریج کہنا پڑے گا۔

جاننا چاہئے کہ دوڑنا بھی حرکت ہے۔ چکی کا گھومنا بھی حرکت ہے۔ گرمی سے پارے کا پھیلنا بھی اور سردی سے سکڑنا بھی حرکت ہے بغض کی حرکت کس قسم کی ہے۔ اس میں اطبا کا اختلاف ہے۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ البتہ یہ ضرور واضح کریں گے کہ یہ حرکت اُس کی ذاتی ہے یا قلب کے سکڑنے اور پھیلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اطبا کا اس میں اختلاف ہے جانبداروں وغیرہ کا خیال ہے کہ شریان کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع نہیں ہے بلکہ شریان میں حرکت کوئی ذاتی قوت ہوتی ہے خواہ یہ قوت حیوانیہ ہو یا طبعیہ۔ دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ شریان کی حرکت قلب کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے حسب موجزہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قلب کے پھیلنے کے وقت شریان سکڑتی ہے اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریان پھیلتی ہے۔ اس کے برعکس بعض متقدمین کا یہ خیال ہے کہ قلب کے انقباض کے وقت شریان پھیلتی ہے اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریان سکڑتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شریان پھینے اور سکڑنے کا عمل اس کے عضلات کے سکڑنے اور پھیلنے پر منحصر ہے، اور قلب کا پھیلنا اور سکڑنا بھی اس کے عضلات کے ذریعہ عمل میں آتا ہے گویا سکڑنے اور پھیلنے کا عمل عضلات کا ذاتی ہے جو حرارت کے ساتھ پھیلتا ہے اور حرارت کی کمی کے باعث سکڑتا ہے۔ اس لئے جسم کے تمام عضلات اپنی اس حرکت کو خود حرارت کے تحت قائم رکھتے ہیں اور حرارت کی نفی کے ساتھ ختم کر دیتے ہیں۔

نبض دیکھنے کا طریق :- طبیب اپنی چاروں انگلیاں مریض کی کلائی کے اُس طرف رکھے جس طرف کلائی کا انگوٹھا ہوا اور شہادت کی انگلی پیچھے کی ہڈی کے ساتھ پیچھے کی طرف اور پھر شریان کی حرکت کا احساس کرے۔ یہ احساس مندرجہ ذیل جنسوں میں وضع ہوگا۔

۱۔ ماڈرن سائنس کا سلسلہ اصول ہے کہ قوت سے حرکت پیدا ہوتی ہے اور حرکت سے حرارت کی پیداوار عمل میں آتی ہے اور یہی نظام ہندگی میں رفاں دواں ہے نبض کے سلسلہ میں بھی ہم مریض کے جسم میں یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کے جسم میں اس وقت قوت کی زیادتی ہے یا حرکت کی زیادتی ہے یا حرارت کی زیادتی یا ان میں سے کس کس کی کمی ہے اور اس کے تحت نبض کی باقی جنسیں بھی قائم ہو سکتی ہیں۔ جن کی تفصیل کتاب میں درج ہے نبض کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس قدر جان لینا ضروری ہے کہ نبض رُوح کے ظروفِ رُوح و قلب و شریان کی حرکت کا نام ہے۔ جو باسقاط اور انقباض سے مرکب ہوتی ہے جس کا سبب ہم مقصد یہ ہے کہ نسیم کو جذب کر کے رُوح کو ٹھنڈک پہنچائی جاسے اور فضلات و خانیہ کو خارج کیا جائے اس کا ہر عنصر دھوکہ دہا کرے اور دو حرکتوں اور دو کونوں سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک عنصر

اجناس شخص: نبض کی دو اجناس ہیں۔ ۱۔ مقدار (۲) قرع نبض (۳) زمانہ حرکت (۴) توام آرد (۵) زمانہ سکون (۶) مقدار رطوبت (۷) مشریان کی کیفیت (۸) وزن حرکت (۹) استواء و اختلاف نبض (۱۰) نظم نبض۔

(۱) مقدار: مقدار کی تین قسمیں ہیں دن (۲) طول (۳) عرض (۴) مشرف اور پھران میں سے ہر ایک کی تین تین صورتیں ہیں گویا مثل نو صورتیں ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ طویل (طبی) وہ نبض ہے جس کے اجزاء معتدل شخص (تندرست) کی نبض کی نسبت لمبائی میں زیادہ محسوس ہوں۔ ایسی نبض حرارت کی زیادتی کو ظاہر کرتی ہے۔

۲۔ قصیر (رجحونی) نبض کی صورت طویل کے مقابل اس کی طوالت کی کمی کا اظہار کرتی ہے لیکن درحقیقت اس کا تعلق طویل نبض سے ہی ہے۔ صرف وہ اس کی طوالت کی قصور کی، کا اظہار کرتی ہے اور اس اظہار سے مراد حرارت کی کمی کو ظاہر کرنا ہے۔

۳۔ معتدل: سرد (میاتی) نبض کی یہ صورت طویل اور قصیر دونوں کے درمیان واقع ہوتی ہے یعنی یہ بھی وہی طویل نبض ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے۔ رنجش طوالت اور نصیر میں اعتدال پر ہے اس سے مراد حرارت کا اعتدال ہے۔

غیہ حاشیہ (۱) ابطاط اور انقباض سے مرکب ہوتا ہے یہ دونوں حرکتیں یک دوسرے سے متضاد ہیں اور ہر دو متضاد حرکتوں کے درمیان سکون کا ہونا ضروری ہے۔



زیادداشت: نبض طویل دراصل ایک ایسی صورت ہے جس سے  
 حرارت جسم کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن جب جسم میں حرارت کم ہو تو وہی نبض قصیر  
 بن جاتی ہے۔ اور جب حرارت اعتدال پر ہو تو اسی نبض کو ہم معتدل کہہ دیتے  
 ہیں۔ یہ تشریح صرف اس لئے کی گئی ہے کہ طالب علم ایک کی بجائے تین اقسام کے  
 کے حکم میں نہ پڑے بلکہ اس طویل کو ایک ہی کی تین سو تین سمجھے اور وہ تین  
 کرنے میں آسانی ہو۔

**طویل نبض جانچنے کا معیار:** چونکہ نبض انگلیوں سے دیکھی  
 جاتی ہے اس لئے طوالت قصور اور معتدل کو ماننے کے لئے انگلیاں ہی مہیا  
 مقرر کی گئی ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ نبض دیکھنے میں جو چار انگلیاں استعمال کی جاتی  
 ہیں جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا گیا ہے وہی اس مقصد کے لئے مہیا  
 بھی ہیں مثلاً اگر نبض کی لمبائی ان چار انگلیوں تک یا اس سے بھی گزرتی ہوئی  
 محسوس ہو تو ہم ایسی نبض کو طویل کہیں گے۔ اگر اس کی طوالت دو تین انگلیوں  
 کے درمیان رہے تو یہ معتدل ہوگی اور اگر دو سے کم ہو جائے تو یہ نبض قصیر  
 ہوگی۔

(۲) - **عیض:** - (چوڑی) وہ نبض ہے جس کی چوڑائی معتدل شخص کی  
 نسبت زیادہ محسوس ہو۔ نبض رطوبت کی زیادتی پر ولات کرتی ہے۔  
 (ب) **ضیق:** - (تنگ) یہ نبض عیض کی کمی کا اظہار کرتی ہے اور اس طرح  
 رطوبت کی کمی پر ولات کرتی ہے۔  
 (ج) **معتدل:** - وہ نبض ہے جو عیض اور ضیق کے درمیان ہو۔

ایسی نبضِ رطوبت اور عیوض کے لحاظ سے بدن کی اعتدالی حالت پر دلالت کرتی ہے۔

ریادداشت :- نبضِ عریض بھی نبضِ طویل کی طرح نبض کی ایسی حالت کا انہار کرتی ہے جس سے بدن کی رطوبات کی زیادتی کا پتہ چلتا ہے۔ اور رطوباتِ ضرورت سے کم ہو جائیں تو اس کا نام نبضِ ضعیف رکھ دیا گیا اور جب ضرورت کے مطابق اور اعتدال پر ہوں تو اس کو معتدل کہتے ہیں۔ دراصل یہ معتدل عریض اور ضعیف کے بالمقابل ہے۔ گویا جب نبضِ عریض کا ذکر آئے گا یا اس نبض کا علم ہوگا تو مراد رطوبت ہوگی۔ جیسے کہ نبضِ طویل سے مراد حرارت ہے۔ اور اس کا معتدل ہونا اس کا اعتدالی ہے۔

جاچکے کا معیار :- نبض پر چاروں انگلیاں اس طرح رکھیں کہ وہ اپنے سروں پر کھڑی ہو جائیں اور پھلانگ کے پوروں کے سروں سے نبض کا احساس کریں۔ اگر نبض کی چوڑائی نصف پورے کی چوڑائی سے زیادہ ہو تو نبضِ عریض ہے۔ اگر نصف پورے کے برابر ہے تو معتدل اور اگر نصف سے کم یا تقریباً چوتھائی کے برابر ہو تو ضعیف ہوگی۔

۳۔ ادا مشرفِ بلند :- وہ نبض ہے جس کے اجزا معتدل شخص کی نبض نسبت بلندی میں زیادہ محسوس ہوں ایسی نبض حرکت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے (ب) منخفض لیت :- وہ نبض ہے جو مشرف کی کمی کا انہار کرتی ہے اور حرکت کی کمی پر دلالت کرتی ہے۔

رجح معتدل :- وہ نبض ہے جو مشرف اور منخفض کے درمیان ہو اور یہ

اعتدال پر دلالت کرتی ہے۔

ریا دداشت (مندرجہ بالا دونوں نبضوں طویل اور جریض کی طرح شرف بھی ایک ہی نبض ہے جو حرکت پر دلالت کرتی ہے اور اُس کی باقی دو صورتیں اس کی کمی اور اعتدال پر دلالت کرتی ہیں۔ شرف نبض کا دیکھنا جاننا نبض کی حرکت کا جاننا ہے۔

جاپنچے کا معیار :- چاروں انگلیاں نبض کے مقام پر ایسی آہستگی سے رکھیں کہ انگلیوں کا نبض پر دباؤ نہ پڑے۔ اگر انگلیاں رکھنے کے ساتھ ہی نبض کا احساس ہو تو یہ نبض مشرف ہوگی۔ اگر نبض کا احساس نہ ہو تو پھر کلائی پر یہاں تک دباؤ ڈالا جائے کہ نبض کا احساس ہونے لگے۔ اگر احساس کلائی کی ہڈی کے پاس اخیر میں جا کر ہو تو یہ نبض منخفص ہوگی اور اگر مشرف اور منخفص کے درمیان ہو تو معتدل لیکن اتنا یاد رہے کہ بعض وقت نبض کا احساس معتدل اور مشرف کے درمیان اور منخفص کے درمیان بھی ہوتا ہے جن دو کے درمیان احساس ہو تو اس کی علامت غالب ہوگی بلکہ

۲۲ قرع رٹھو کر :- یہ نبض ٹھوکر کے لحاظ سے ہے جو انگلیوں کو محسوس ہوتی ہے اس اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) قوی (۲) ضعیف (۳)

۳۰ مقدار سے مراد کسی چیز کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی کے متعلق معلوم کرنا ہے نبض کی مقدار کا معتد اُس کی حالتِ اجسام کا متوازن قطروں میں جانا ہے تاکہ نبض کی حالت کا پورا پورا علم ہو جائے۔

معتدل۔

۱۱) قوی :- وہ جنس ہے جو انگی کے پوروں کے گوشت کو اس زور سے ٹھوکر لگائے کہ اس کا اثر پورے کی گہرائی تک پہنچتا محسوس ہو۔ ایسی جنس قوت حیوانی کے قوی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

۱۲) ضعیف :- وہ جنس ہے جو قوی کے بالمقابل پانی جائے اور یہ قوت حیوانی کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

۱۳) معتدل :- وہ جنس ہے جو قوی اور ضعیف کے درمیان ہو اور یہ قوت حیوانی کے معتدل ہونے کی علامت ہے۔

جانسنے کا معیار :- چاروں انگلیاں جنس پر رکھیں پھر ان کو آہستہ آہستہ دبائیں اس کے بعد معلوم کریں کہ انگلیاں جنس کو آسانی سے دبا رہی ہیں یا جنس ان کو سختی کے ساتھ دھکیل رہی ہے۔ یہاں یہ بھی چھنڑ بگھڑ لیں کہ جنس قرع سے مراد قوت حیوانی کا جانچنا ہے اور اس کا ضعف اور اعتدال اس کے بالمقابل اور درمیان مقام ہے۔

۱۴) زمانہ حرکت :- یہ جنس حرکت کے زمانے کے لحاظ سے ہے اور اس کی بھی تین قسمیں ہیں ۱) اسریع ۲) بطئی ۳) معتدل

۱) اسریع :- وہ جنس ہے جس کی حرکت تھوڑی سی مدت میں ختم ہو جاتی ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قلب کو ہوائے سرد و نسیم کی بہت

تک ہوائے بارور سرد سے یہاں مراد نسیم یعنی کسین سے زمانہ حرکت کا سریع ہونا ظاہر ہے کہ جسم میں دھن دکا ملک ایسے گیس کی زیادتی ہے۔

حاجت ہے۔

۲۲، بطلی :- وہ نبض ہے جو سر پہ کے مخالف ہو اور اس چیز کی علامت ہے کہ قلب کو ہوائے سرد کی حاجت نہیں۔

۲۳، معتدل :- جو سر پہ اور بطلی کے درمیان پائی جائے۔ یہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہوائے سرد کی کسی قدر ضرورت ہے۔

جانچنے کا معیار :- انگلیاں رکھنے کے بعد یہ محسوس کریں کہ نبض کی حرکت کتنے وقفے کے بعد پیدا ہوتی ہے یعنی اس کے انبساط اور انقباض کا درمیانی وقفہ کتنا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ تیزی کے ساتھ اپنی حرکات کو پورا کر رہی ہے یا سُستی کے ساتھ۔ اس امر کا بھی سابقہ نبض کی طرح خیال رکھیں کہ اس نبض میں قرع کی طرح حرکت ہی کو مد نظر رکھنا ہے اور اس میں سر پہ، بطلی اور معتدل اس کے صرف درجات ہیں

۲۴، قوام آلہ رشریان لی سخنی وزرمی :- یعنی شریان کی حالت جسم کا اظہار کرتی ہے اور اس اعتبار سے اس کی تین اقسام ہیں (۱) صلب (۲) لین (۳) معتدل۔

۱، صلب :- وہ نبض ہے جس کو انگلیوں سے دبائے پر اس میں سختی کا اظہار ہو یہ بدن کی خشکی پر دلالت کرتی ہے۔

۲، لین :- وہ نبض ہے جو صلب کے مخالف ہو یہ رطوبت پر دلالت کرتی ہے۔

۳، معتدل :- وہ نبض ہے جو سخت (صلب) اور نرم (لین) کے

درمیان ہو اور اس کی علامت ہے کہ جسم نبض تو وسط حالت میں ہے۔  
 جانچنے کا معیار: نبض پرائگیں رکھ کر جسم نبض کو محسوس کریں اور  
 جانچنے کی کوشش کریں کہ اس کا جسم آسانی سے ساتھ دیتا ہے یا نہیں  
 اس امر کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ نبض صرف جسم نبض کی سختی اور نرمی اور تعدل  
 کو جانچنے کے لئے ہے۔ گویا صرف آدھ نبض کو دیکھنا ہے۔ مثلاً کسی ربر  
 کے آدھ ریٹوب میں اگر پانی بھرا ہو تو اس میں صرف اس ربر کو محسوس کرنا  
 پڑے گا کہ وہ سخت ہے یا نرم۔ پانی کی زیادتی۔ کمی اور دباؤ کا محسوس  
 کرنا مد نظر نہیں۔

(۵) زمانہ سکون:۔ یہ نبض زمانہ سکون کے اعتبار سے ہے۔

اس کی تین اقسام ہیں ۱، متواتر ۲، متفاوت ۳، معتدل۔

۱، متواتر:۔ وہ نبض ہے جس میں وہ زمانہ تھوڑا ہو جو دو ٹھوکروں  
 کے درمیان محسوس ہوا کرتا ہے۔ یہ نبض قوت حیوانی کے ضعف کی دلیل  
 ۲، متفاوت:۔ یہ نبض متواتر کے مخالف ہوتی ہے اور قوت حیوانی کی  
 شدت اور قوت پردالت کرتی ہے۔

۳، معتدل:۔ وہ نبض جو متواتر اور متفاوت کے درمیان ہو اور قوت  
 حیوانی کی متوسط حالت کو ظاہر کرتی ہے۔

جانچنے کا معیار:۔ حسب دستور انگلیاں رکھیں اور غور کریں کہ  
 کتنی دیر کے بعد ٹھوکرا کر انگلیوں کو لگتی ہے اور پھر دوسری ٹھوکرا  
 کے بعد درمیانی وقفہ کو مد نظر رکھیں اس سے یہی زمانہ سکون ایسا زمانہ ہے

کہ جن میں شریان کی حرکت بہت کم محسوس ہو بلکہ بعض اوقات اس کی حرکت محسوس ہی نہیں ہوتی اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نبض انگلیوں کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے اس کا متواتر ہونا بھی اپنی معنوں میں ہے کہ اس کا سکن متواتر قائم ہے البتہ متواتر نبض متفاوت کی نسبت اپنی حرکت کا زیادہ اظہار کرتی ہے۔

۶) مقدارِ رطوبت: اینٹس کی یہ جنس رطوبت کے اعتبار سے ہے، جو رگوں کے جوف میں بھری ہوتی ہے اس اعتبار سے اس کی تین اقسام ہیں ۱) متسلی (۲) خالی (۳) معتدل۔

۱) متسلی: یہ بھری ہوئی خون اور رُوح کی کثرت پر دلالت کرتی ہے ۲) خالی: متسلی کے مخالف ہوتی ہے۔

۳) معتدل: یہ متسلی اور خالی کے درمیان اور خون اور رُوح کے اعتدال پر دلالت کرتی ہے۔

جانچنے کا معیار: حسب دستور انگلیاں رکھیں اور نبض کے جسم کا مطالعہ کریں۔ اس کی سورت ایسی ہوگی جیسے کسی پانی سے بھری ہوئی ٹیوب کے اندر پانی کی مقدار کا اندازہ لگایا جائے کہ ٹیوب میں پانی ٹیوب کے جوف کے اندازے سے زیادہ ہے یا کم۔ بالکل اسی طرح نبض ضرورت سے زیادہ پھولی ہوگی اور دبائے سے اس کا اندازہ پوری طرح سے ہو سکے گا۔ اگر متسلی ہوگی تو اس میں ضرورت سے زیادہ خون اور رُوح ہوگی جو صحت کے لئے مضر ہے۔ اسی طرح خالی نبض بھی جو خون اور رُوح کی کمی کی علامت

ہے۔ کمزوری کی دلیل ہے  
 (۷) شریان کی کیفیت، نبض کی جنس، شریان کی گرمی۔ سردی  
 پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا تین اقسام ہیں۔  
 (۱) حار :- وہ نبض جو روح اور خون کی گرمی پر دلالت کرتی ہے  
 جو اس کے اندر ہوتا ہے۔

(۲) بارو :- وہ نبض جو خون اور روح کی سردی پر دلالت کرتی  
 ہے۔ (۳) معتدل :- جو حار اور بارو کے لحاظ سے اعتدال پر ہو۔  
 جانچنے کا معیار :- اس نبض کا پہچاننا کوئی مشکل نہیں۔ بڑی  
 آسانی سے پتہ چل جاتا ہے

(۸) وزن حرکت :- نبض حرکت کے وزن کے اعتبار سے  
 ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ نبض کا زمانہ حرکت اور زمانہ سکون مساوی ہے  
 اگر یہ زمانہ صحیح صورت میں مساوی ہو تو نبض انقباض اور انبساط کے لحاظ  
 سے معتدل حالت میں ہوگی اس کی جگہ تین صورتیں ہیں۔

۱) جیدالوزن :- وہ نبض ہے جس کا انقباض اور انبساط معتدل  
 ہے نبض کے انقباض اور انبساط کو سمجھنے کے لئے ایک رطوبت کا کھڑا کسی دوسرے  
 آدمی کو پکڑا دیں اور وہ اس کے وہ نین سردی کو پکڑا کر کھینچے اور لہا کرے۔ پھر اس  
 کو دیکھ کر کہ وہ پس اپنی جگہ پر ہے کہ جب وہ بار بار ایسا کرے تو اپنی انگلیں  
 اس رتھ کے کمرے پر دکھ دیں اور اس کو محسوس کرنا شروع کریں کہ اس کے کھینچنے  
 پر انجلیں کیسا محسوس کرتی ہیں اور کھٹنے پر کیسا محسوس کرتی ہیں۔



حالت میں ہو۔۔

(۲) خارج الوزن :- وہ نبض ہے جس کا انقباض اور انبساط مساوی نہ ہو بلکہ دونوں میں کمی بیشی پائی جائے۔ یہ نبض صحت کی خرابی کا دلیل ہے۔  
 (۳) دوی الوزن :- یہ نبض عمر کے اعتبار سے اپنے وزن کو صحیح ظاہر نہیں کرے گی یعنی بچے، جوان اور بوڑھے کی نبض کے اوزان کی اپنی نبض کے مطابق نہ ہوں۔ بلکہ دوسری عمر کے مطابق ہوں۔

جانچنے کا معیار :- حسب دستور انگلیاں نبض پر رکھیں اور اس کی انقباضی اور انبساطی صورت کا مطالعہ کریں۔ نبض جب پھیلے تو اس کو حرکت نبض علی کہتے ہیں اور جب اپنے اندر کڑے تو اس کو حرکت انقباض کہتے ہیں تو ان دونوں کے زمانوں کا فرق ہی اس کا وزن ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ ہر عمر کے زمانہ میں نبض دوسری عمر سے مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر عمر کے انقباض اور انبساط کو ضرور مد نظر رکھیں۔ بچپن میں انبساط زیادہ ہوتا ہے اور بوڑھاپے میں انقباض بڑھ جاتا ہے اور جوانی میں تقریباً برابر ہوتی ہیں۔

(۹) استواء و اختلاف نبض :- یہ جس اجزائے نبض کے استواء و اختلاف کے اعتبار سے ہے۔ اس کی صرف دو صورتیں ہیں (۱) مستوی رہی مختلف (۲) نبض مستوی :- وہ نبض ہے جس کے تمام اجزاء تمام باتوں میں باقی نبض سے مشابہ ہوں۔ یہ نبض بدن کی اچھی حالت ہونے کی علامت ہے۔  
 (۳) نبض مختلف :- وہ نبض ہے جو مستوی کے مخالف ہو اور اس کے برعکس پر دلالت کرتی ہے۔

معیار: حسب دستور انگلیاں رکھیں اور جس قدر اجناس گزر چکی ہیں۔ ان کو پھر بغور دیکھیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ان میں کوئی ربط قائم ہے یا نہیں اگر ان میں ربط قائم ہے تو وہ مستوی ہے ورنہ مختلف ہوگا۔ یہیں یہ ظاہر کرتی ہے کہ تمام اجناس بنفس مقدار قرعہ زمانہ حرکت و قوام آد و عشرہ میں ایک ربط قائم ہے۔

(۱۰) نظم بنفس: یعنی مندرجہ بالا بنفس مختلف کے اعتبار سے منظم اور غیر منظم حالت کا اظہار کرتی ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں (۱) مختلف منظم۔ (۲) مختلف غیر منظم۔

۱. مختلف منظم: وہ بنفس ہے جس میں بنفس کی اختلافی حرکت ایک ہی نظام پر قائم ہو یعنی یہ ظاہر کرتی ہے کہ بنفس میں جو اختلاف پیدا ہو چکا ہے وہ اپنی حالت پر قائم ہے یعنی وہ ایک نظام کے تحت چل رہا ہے۔

(۲) مختلف غیر منظم: جو مختلف منظم کے مخالف ہوتی ہے گویا وہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ بنفس کے حالات بلا کسی خاص نظام کے بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک بنفشہ جس کی گنہی دوسری ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے کبھی پیری چوٹھی اور کبھی دوسری ٹھوکر کے بعد ایک ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے۔

یادداشت: حکمائے دسویں جنس کو بنفس کے اقسام میں شریک نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ دسویں جنس بھی نویں جنس کی طرح ہی ہے۔ نویں جنس بھی باقی جنسوں کا استواء و اختلاف ظاہر کرتی ہے جس کا مقصد بنفس کا صحت اور مرض کی طرف لوٹنے کا اظہار ہے ورنہ اس کا

اور کوئی مقصد نہیں۔ اس طرح دسویں جنس بھی نویں جنس کی مختلف نبض کے  
نظم کو ظاہر کرتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبض میں صحت کی طرف لوٹنے  
کی استعداد بے یا وہ موت کے قریب جا رہا ہے۔

## مرکب نبض کے اقسام

تعریف :- مرکب نبض اس نبض کو کہتے ہیں جس میں چند مفرد نبضیں ہوں  
کہ ایک حالت پیدا کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اظہار نے نبض کی چند مرکب  
صورتیں بیان کی ہیں جس سے جسم فسان کی بعض حالتوں پر خاص طور پر روشنی  
پڑتی ہے اور خاص خاص امراض میں نبض کی جو مرکب کیفیت پیدا ہوتی ہے  
ان کا اظہار ہے۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ایک معالج آسانی کے ساتھ متعین  
اطباء کے تجربات سے مستفید ہو سکتا ہے وہ چند مرکب نبضیں درج ذیل ہیں  
(۱) نبض عظیم :- وہ نبض ہے جو طول، عرض اور شرف میں زیادہ ہو  
یعنی اس کی تینوں حالتوں کی زیادتی کی طرف مائل ہوں ایسی نبض جسم میں قوت،  
حرارت اور رطوبت تینوں کی زیادتی کا اظہار ہے۔ اس کے مقابلہ میں  
نبض صغیر ہے جو اپنے اثرات میں اس کے مخالف ہے اور ان دونوں  
کے درمیان نبض معتدل ہے جس میں اس کی تینوں حالتیں معتدل  
کے ساتھ پائی جائیں گی۔

(۲) نبض غلیظ :- وہ نبض ہے جو صرف چوڑائی اور بلندی میں زیادہ  
ہو۔ سردی اور تری پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں

نبضِ دقیق ہے اور ان دونوں کی حالتِ اعتدالِ نبضِ معتدل سے ظاہر ہوتی ہے۔

۱۳) نبضِ غزالی مدوہ نبض ہے جو انجلی کے پوروں کو ایک ٹھوکہ لگانے کے بعد دوسری ٹھوکہ ایسی جلدی لگائے کہ اس کا ٹوٹا اور سکون کرنا محسوس نہ ہو۔ نبضِ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ترویجِ ریسیم ہلی جسم میں زیادہ ضرورت ہے۔ غزال کے معنی بچہ ہرن ہیں اس کی مشابہت چل کی تیزی کی وجہ سے دی گئی ہے۔

۱۴) نبضِ موجی :- ایسی نبض ہے جس میں شریانوں کے اجزا باوجود پُرمونے کے مختلف ہوتے ہیں کہیں سے عظیم کہیں سے صغیر کہیں سے بلند اور کہیں سے پست کہیں سے چوڑی اور کہیں سے تنگ گویا اس میں موجیں رہیں، پیدا ہو رہی ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے آرہی ہیں۔ ایسی نبض رطوبت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے جس سے استسقا، فالج اور سکڑ کے امراض کی طرف اشارہ ہے۔

۱۵) نبضِ ڈوڈی :- ریڑھے کی رقلہ کی مانند :- یہ نبض بندی میں نبضِ موجی کے مانند ہوتی ہے لیکن عریض اور متلی نہیں ہوتی۔ یہ نبضِ موجی کے مشابہ ہوتی ہے لیکن اس کی موجیں صغیر ہوتی ہیں۔ گویا یہ اس کے خلاف صغیر ہوتی ہے۔ ایسی نبض قوت کے ساقط ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن سقوط قوت پورے طور پر نہیں ہوتا۔ اس نبض کو ڈوڈی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حرکت میں اس ریڑھے کے مشابہ ہوتی ہے جس کے بہت سے پاؤں ہوتے ہیں۔

(۶) نبض متساوی چھوٹی کی رفتار کی مانند، یہ وہ نبض ہے جو نہایت ہی صغیر اور متواتر ہوتی ہے۔ ایسی نبض اکثر قوت کے کامل طور پر ساقط ہو جانے اور قریب الموت کے وقت ہوتی ہے۔ دراصل یہ نبض دو دو کی کے مشابہ ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ صغیر اور متواتر ہے۔

رگی نبض فشار کی مانند کے دندانوں کی مانند، یہ وہ نبض ہے جو بہت مشرف صلب متواتر اور سریع ہوتی ہے اس کی ٹھوکر اور بلندی میں اختلاف ہوتا ہے یعنی بعض اجزا سختی سے ٹھوکر لگاتے ہیں اور بعض نرمی سے بعض زیادہ بلند ہوتے ہیں اور بعض زیادہ پست۔ گویا ایسا ٹھوس ہوتا ہے کہ اس نبض کے بعض اجزاء نیچے اترتے وقت بعض نیگیوں کو ٹھوکر مار دیتے ہیں یعنی ایک پورے کو جس بلندی میں ٹھوکر لگاتے ہیں اُس سے کم دوسرے پورے کو۔ یہ نبض اس لہر کو ظاہر کرتی ہے کہ کسی عضو میں گرم ورم پیدا ہو گیا ہے خاص طور پر پھیپھڑوں اور عضلات میں۔

(۸) نبض ذنب الفار :- رچے کی دم کی مانند، یہ وہ نبض ہے جس کے اجزا کا اختلاف بتدریج کمی سے زیادتی کی طرف یا زیادتی سے کمی کی طرف ہوتا ہے جیسے چھبے کی دم ایک طرف سے موٹی اور دوسری طرف سے باریک ہوتی ہے۔ یہ نبض ایک مقدار سے شروع ہو کر عظیم یا صغیر کی مقدار کی طرف جاتی ہے اور پھر پہلی مقدار کی طرف لوٹ آتی ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور ضعف کے بعد لوٹ آتی ہے۔ اگر یہ درمیان سے منقطع ہو جائے تو یہ بُری علامت ہے

۱۰) نبض مطرفی (تھوڑے کی چوٹ کی طرح) :- وہ نبض ہے کہ جیسا انگلیوں پر تھوکر لگائے تو فوراً ہی دوبارہ ایک ٹھوکر لگائے۔ پھر ایک وقفہ کے بعد اسی طرح دو تھوکر اس جلد جلد لگائے۔ اس نبض کو مطرفی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی حرکت تھوڑے کی حرکت سے بہت متاثر ہے۔ جب تھوڑے کو سندان پر ڈھیلے ہاتھ سے مارا جاتا ہے تو وہ چوٹ لگا کر دوبارہ اوپر کی جانب فوراً آتا ہے اور پھر آہستگی سے دوبارہ سندان پر گرتا ہے۔ اس دوبارہ گرنے میں تھوڑا مارنے والے کے ارادے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہی حال اس نبض کا ہوتا ہے۔ یہ نبض منصف پر کثرت کرتی ہے۔

۱۱) نبض ذوالفقہہ (تھہرنے والی) :- وہ نبض ہے جو چلتے چلتے بیچ میں ایسی جگہ ٹھہرتی ہے جہاں اس کے چلنے کی توقع ہوتی ہے۔ یعنی ایسے وقت میں سکون پایا جاتا ہے جب کہ حرکت کی امید ہو نہیں سکتی۔

۱۲) نبض واقع فی الوسطہ بیچ میں حرکت کرنے والی :- وہ نبض ہے جو اس جگہ حرکت کرتی ہے جہاں اس کے ساکن ہونے کی توقع ہو یہ نبض ذوالفقہہ کے مقابل ہے۔

۱۳) نبض مسلی (سولے کی مانند) :- یہ نبض درمیان سے موٹی اور دونوں طرف سے باریک ہوتی ہے گویا چوہے کی دو دموں کو ایک دوسری سے موٹائی کی جانب سے جوڑ دیا یعنی کبھی ریکی سے بتدریج

زیادتی کی حد تک جاتی ہے۔ اور پھر اسی ترتیب سے لوٹ آتی ہے۔ یہاں تک کہ کمی پہلی حد تک پہنچ جاتی ہے یعنی بھی ضعف کی علامت ہے۔

۱۳۱) مرتعش رکابنہ والی :- وہ نبض ہے جس میں رعشہ کی سی ایک حالت محسوس ہوتی ہے۔ یہ انتہائی ضعف کی حالت کا اظہار کرتی ہے

۱۳۲) ملتومی ریل کھٹنے والی :- وہ نبض ہے جس میں شران اس طرح محسوس ہوتی ہے گویا وہ ایک دھاگہ ہے جو بل کھا رہا ہے یعنی ضعف کے ساتھ حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی انتہائی کمی کا اظہار کرتی ہے

## نبض کی علمی التشریح

نبض ایک ایسی حرکت کا نام ہے جو شران میں پیدا ہوتی ہے اور شران کا تعلق کیونکہ دل کے ساتھ ہے اس لئے دل میں جس قسم کی حرکت اور حالات پیدا ہوتے ہیں وہی شران میں بھی ظاہر ہوتے ہیں بناوٹ کے لحاظ سے دل مفرد اعضاء سے بنا ہوا ہے شران بھی تقریباً انہی اعضاء سے بنی ہوئی ہیں۔ نبض کی تشریح کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اول دل اور نبض کی بناوٹ اور ان کے افعال کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

دل :- دل دوران خون کا مرکز ہے یہ ایک مخروطی شکل کا جو فہرہ عضلاتی عضو ہے یہ اپنے خلاف میں لطف سینے میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان رہتا ہے جوانی میں دل ۵ لبا اور ۴ آٹوٹا ہوتا ہے۔ مردوں میں اس کا وزن ۱/۲ پاؤں سے ۱/۳ پاؤں تک لیکن عورتوں میں ایک پاؤں سے ۱/۲ تک

ہوتا ہے۔ دل جسامت میں بڑھاپے تک بڑھتا رہتا ہے۔ اس کے اندر کی  
 برائے ایک جھلی لگی ہوتی ہے جو شرائین کی اندرونی جھلی کے ساتھ ملی ہوتی ہے  
 اس کو عربی میں غشاء مستطین قلب اور انگریزی میں انڈوکارڈیم کہتے ہیں۔ دل  
 کے دو حصے ہوتے ہیں ایک دایاں دوسرا بائیں۔ یہ دونوں حصے ایک ڈیمانی  
 دیوار کے ساتھ علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں۔ ہر حصے میں دو خانے ہوتے ہیں  
 اوپر والے چھوٹے خانے کو دل کا کان (اڈون قلب) اور انگریزی میں آریٹل  
 کہتے ہیں۔ پچھلے اور موٹے خانے کو عربی میں بطن قلب اور انگریزی میں ونٹریکل  
 کہتے ہیں۔ دائیں طرف کے دونوں بڑے اور چھوٹے خانے ایک سو راج کے  
 ذریعے ملے رہتے ہیں ان کے درمیان سیاہ خون ہوتا ہے۔ بائیں طرف  
 کے دونوں خانے بھی ایک سو راج کے ذریعے ملے رہتے ہیں ان کے درمیان  
 سرخ خون ہوتا ہے ان خانوں کے درمیان کو اڑی لگی ہوتی ہے جو ایک  
 طرف کھلتی ہے اور خون کو جانے دیتی ہے مگر خون کو واپس نہیں آنے دیتی  
 اگر خون میں دباؤ ہو تو وہ بند ہوتی ہیں۔

دل کا فعل یہ ہے کہ وہ اپنی انقباضی حرکت سے خون کو شرائین میں دھکیلتا  
 ہے جس سے وہ بدن کے ہر حصے میں دورہ کرتا ہے دل خون کو کس  
 طرح دھکیلتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی عضل دیواریں پے پیچھے  
 سکڑتی اور پھیلتی رہتی ہیں جس سے دل متواتر سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔  
 چنانچہ دل کے دونوں اڈون ایک ہی وقت میں پھیلتے اور دونوں بطن  
 ایک ہی وقت میں سکڑتے ہیں۔ جب دونوں اڈون پھیلتے ہیں تو دائیں



اذن میں اجوف صاعد اور نازل وریدوں کے ذریعے جسم کا کثیف سیاہی مائل خون آتا ہے اور بائیں اُذن میں پھیپھڑوں کی وریدوں کے ذریعے صاف شدہ خون آتا ہے پھر دائیں اُذن کا کثیف خون درمیانی سوراخوں کے راستے دائیں بطن میں اور بائیں اُذن کا لطیف خون بائیں بطن میں چلا جاتا ہے اور جب دونوں بطن سکڑتے ہیں تو دائیں بطن کا کثیف خون بذریعہ شریانِ رومی پھیپھڑوں میں صفائی کے لئے چلا جاتا ہے۔ اور بائیں بطن کا خون بذریعہ شریانِ عظیم راسے آرٹا، تمام بدن میں پرورش کے لئے چلا جاتا ہے۔ دل کے سکڑنے اور پھیلنے کی یہ حرکت ایک لمحہ سے بھی تھوڑے عرصہ میں ہو جاتی ہے۔ دل کے ہر ایک سکڑنے کی حرکت میں تقریباً  $\frac{1}{4}$  اچھٹانک خون شریان اور ورید شریانی میں چلا جاتا ہے۔

دل کی حرکات کی تعداد میں عمر کی مختلف حالتوں میں خلاف ہوتا ہے۔ اور اسی طرح مرض کی حالت میں بھی اس کی حرکات میں کمی بیشی واقع ہوتی ہے انسان کا دل تندرستی میں ایک منٹ میں ۷۰ سے ۷۵ دفعہ حرکت کرتا ہے مگر یہ حرکت ابتدائے زندگی سے آخر وقت تک روز بروز تعداد میں کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ جنین میں اس کی معمولی حرکت ایک منٹ میں ۱۵۰ پیدائش کے وقت ایک منٹ میں ۱۴۰ سے ۱۳۰ تک عمر کے پہلے سال میں ۱۲۰ اور دوسرے سال میں ۱۱۰ تیسرے سال میں ۹۵ ساتویں سال میں ۸۰ جوانی ۷۰ سے ۶۰ اور بڑھاپے میں ۶۰ سے ۶۰ تک منٹ

ہوتی ہے یعنی مزاجوں کی نسبت دھوی مزاجوں میں عورتوں کی نسبت مردوں میں دل اور ذہن کی حرکت تیز ہوتی ہے اور اسی طرح بعد از غذا اور ریاضت دہنی و دماغی میں بھی تیز ہو جاتی ہے عیند کی حالت میں کم ہو جاتی ہے۔ مرض کی حالت میں اس میں بہت سے تغیرات آجاتے ہیں لیکن بحالت صحت عام طور پر شام کی نسبت صبح کو لیٹنے کی نسبت بیٹھنے میں بیٹھنے کی نسبت کھڑے ہونے میں اور کھڑے ہونے کی نسبت چلنے میں اور چلنے کی نسبت دوڑنے میں حرکت دل و ذہن تیز ہو جاتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ دل کس طرح حرکت کرتا ہے اس کے جواب میں حکماء کے مختلف اقوال ہیں۔ جالینوس کا یہ خیال ہے کہ جب قلب میں روح حیوانی پیدا ہوتی ہے تو اس سے قلب متحرک ہوتا ہے عظیم و یسکورطیس کا یہ خیال ہے کہ حرارت قلب سے خون بھینتا ہے اور خون کے پھیلاؤ سے دل بھیتا اور حرکت کرتا ہے۔ چونکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی مادی شے اس وقت تک حالت سکون سے متحرک نہیں ہو سکتی جب تک اس پر کسی تحریک کا اثر نہ ہو۔ مثلاً حرارت یا برودت یا کوئی داخلی تحریک جیسے کوئی گیمیاوی تغیر یا رقی قوت وغیرہ۔ چنانچہ پہلے یہ گمان تھا کہ جس طرح خون دماغ رکار بانک ایسڈ گیس، آلات تنفس میں تحریک دیتا ہے، اسی طرح وہ قلب کی تحریک کا بھی باعث ہوتا ہے۔ یعنی جب خون دل کے خانوں میں جا کر اندرونی جھلی سے مس کرتا ہے۔ تو اس سے تحریک پیدا ہو کر دل سترتا ہے اور حرکت کرتا ہے لیکن تجربات

و مشاہدات نے اس قول کو غلط ثابت کیا ہے کیونکہ اگر کثیف خدن کی سوجھ بوجھ دل کے اندر خالص پانی کا دوران کیا جائے تب بھی دل برابر سکڑتا اور پھلپھلا رہتا ہے چونکہ انفعالات انسانیہ مثلاً غم و غصہ وغیرہ نیز دماغی اور روحانی امراض میں حرکات قلب پر بین اثر پڑتا ہے اس لئے بعض محققین کی رائے ہے کہ حرکت قلب کا سبب ان نظام عصبی سے یعنی دل متحرک بالذات نہیں بلکہ اس کی حرکت نظام عصبی کے تابع ہے بلکہ بعض حکماء کا تو یہ خیال ہے کہ موخر دماغ جسم کے تمام غیر ارادی افعال و حرکات کا محل ہے حرکت قلب بھی ایک غیر ارادی فعل ہے لہذا اس کا تعلق بھی موخر دماغ سے ہے بعض پتہ موخر دماغ کو اور اس کے بعد اعصاب شرمکیہ کو یکے بعد دیگرے حرکت قلب کا منبع قرار دیتے ہیں لیکن مندرجہ ذیل مشاہدات و تجربات سے ان دلائل کی قطعی تردید ہوتی ہے۔

۱) مریخی وغیرہ کے اندھے میں نظام عصبی کے پیدا ہونے سے پہلے پہلے نقطہ قلب پیدا ہو کر خود بخود حرکت کرنے لگتا ہے اسی طرح انسان جنین میں بھی دوسرے ہفتہ میں دماغ سے پہلے نقطہ قلب پیدا ہو جاتا ہے (۲) بعض حیوانات میں یہ مشاہدہ اور تجربہ کیا گیا ہے کہ ان کا دل جسم سے باہر نکال دینے پر بھی کچھ عرصہ خود بخود سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے اور بعض اونٹنی حیوانات میں یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ دل کو نکال کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں لیکن اگر ان ٹکڑوں کو گرم رکھا جائے اور ساتھ ساتھ غذا پہنچائی جائے تو دو گھنٹوں تک خود بخود حرکت کرتے رہتے ہیں اور

صورتوں میں جب کہ دل کو حلقوں (CIRCLES) کی صورت میں کھانا  
 جانا ہے تب بھی وہ حرکت کرتے رہتے ہیں بعض حکیموں کے یہ عینی  
 مشاہدات ہیں کہ بعض مقتولین میں ایک گھنٹہ بعد از قتل قلب متحرک رہا  
 بعض پرندوں میں موت کے ایک دو روز بعد بھی حرکت قلب محسوس  
 کی گئی اور جب کسی حیوان کے دل کو جسم سے نکال کر بعض خاص نمکیات  
 ریوٹاشم سوڈیم کیلسیم وغیرہ کے پانی میں رکھا جاتا ہے تو وہ گھنٹوں  
 تک حرکت کرتا رہتا ہے اور یہ ایک معجزہ ہے۔

پس مذکورہ بالا تجربات و مشاہدات کی بنا پر اب یہ امر مسلمہ طور پر پیمانہ  
 جاتا ہے کہ قلب متحرک بالذات ہے یعنی دل کی یہ دوامی اور باقاعدہ حرکت  
 ذاتی ہے۔ اور اس حرکت کا باعث خاص دل ہی میں ممکن اور مستقر ہے۔  
 چنانچہ جو قلب میں جو اعصاب شریک کی چھوٹی چھوٹی کانٹھیں پھیلی ہوئی  
 ہیں اور عصبی ریشوں کے ذریعہ آپس میں ملی رہتی ہیں وہی حرکت قلب کے  
 لیے بنیادی مبادی ہیں لیکن حرکت قلب کو کم و بیش یا سست چست کرنے  
 کا تنظیم نظام عصبی کے تابع ہے۔ چنانچہ عصب راجع (دیکنز) حرکت  
 قلب کو سست کرتا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ جب دونوں طرف کے یہ  
 اعصاب کاٹ دئے جاتے ہیں تو حرکات قلب تعداد اور قوت میں بڑھ  
 جاتی ہیں اور جب ان دونوں اعصاب میں تحریک پیدا کی جاتی ہے۔ یعنی  
 اس کے ذاتی فعل کو عارضی طور پر تیز کیا جاتا ہے تو حرکات قلب سست  
 اور کہیں بالکل باطل ہو جاتی ہیں اور بخلاف ازیں جب دونوں اعصاب

شرکیہ اسپینچک زوزہ میں تحریک پیدا کی جاتی ہے تو حرکات تذبذب اور قوی ہو جاتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ قلب کی حرکت ذاتی ہے لیکن اس کو سنت اور حسیت کرنا عصب راجح اور اعصاب شرکیہ کے تحت ہے۔

نتیجہ: حقیقت یہ ہے کہ دل کی ذاتی حرکت یعنی اس کا انقباض و انبساط تو اس کی ذاتی حرکت سے ہے لیکن دل کا چلنا یا دھڑکنے کا اعصاب کے ماتحت ہے جب اعصاب کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے تو اس کا انقباض و انبساط تو قائم رہتا ہے مگر اس کے چلنے اور دھڑکنے کی حرکت فوراً رک جاتی ہے اس ساری توضیح سے ثابت ہوا کہ عیناً میں جو حرکت پائی جاتی ہے وہ ان کی ذاتی ہے۔

مشرائن: ایک قسم کی لچکدار نالیوں ہیں جن کو عربی میں عروق صواریب اور انگریزی میں آرٹریز کہتے ہیں۔ ان کی بناوٹ بھی تقریباً دل کی بناوٹ کے مطابق ہوتی ہے۔ ہر ایک مشریان کی ساخت میں تین طبقات ہوتے ہیں اندرونی طبقہ باریک شفاف اور لچکدار ہوتا ہے اس کے دو پرت ہوتے ہیں اندرونی پرت راتھ و تھیدیم یعنی اس کا نازک جھلی کا بنا ہوا جو دل کے اندر لگی ہوتی ہے اور بیرونی پرت لیسٹھ ریشول کا بنا ہوا ہے درمیانی طبقہ جو دبیز اور زردی مائل اور نہایت چھلکا ہوتا ہے۔ طمی اور تری ریشول سے بنتا ہے اور بیرونی طبقہ جو زبردبیز ہوتا ہے رباطی ریشول کے دو پرتوں سے بنتا ہے جب دل سکڑتا

ہے خون کو شران میں دھکیلتا ہے اور اس کے دھڑکنے کی حرکت تمام شران میں ٹرپ پیدا کرتی ہے یہی سبب ہے کہ ہر شران اچھلتی اور تڑپتی ہے چنانچہ کلائی پر جو ٹرپنے والی رگ ہے عام طور پر اسی کو نبض کہتے ہیں اور نبض دیکھنے کے لئے عموماً اسی کی ٹرپ کو محسوس کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ جب دل سکرٹا ہے تو شران میں خون جاتا ہے اسی لئے شران پھلتی ہیں اور جب پھیلتا ہے تو اس میں خون واپس آتا ہے اور شران سکرٹتی ہے۔

اس تمہید کے بعد جاننا چاہئے کہ دل اور نبض کا گہرا تعلق ہے۔ نبض نبض دیکھی جاتی ہے تو اس میں نبض کی حرکت کے ساتھ ساتھ اس کا انقباض و انبساط بھی معلوم کیا جاتا ہے۔ مگر سترہ صفحات میں نبض کے معنی، اقسام بیان کئے گئے ہیں ہم ان کو نبض کی ذات کے علاوہ تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں یعنی نبض دیکھنے میں یہی تینوں چیزیں مد نظر ہوں گی اور باقی تمام اقسام ان کے تحت آجائیں گی۔ یہ اقسام حسب ذیل ہیں:-

۱، قوت (۲) حرکت (۳) حرارت۔ ان تینوں کی تفصیل دوران کے ماتحت باقی اقسام بیان کرنے سے قبل ہم نبض کی ذاتی حالت کا بیان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

نبض کی ذاتی حالت: نبض کی ذاتی حالت میں مقدار، قوام، آہ اور مقدار، رطوبت، شریک ہے۔ ان تینوں جنبسوں کے دیکھنے

سے ایک طرف نبض کی حالت کا علم ہوتا ہے اور دوسری طرف ان سے بعض امراض پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً

طویل نبض جسم کی حرارت۔ بخار کی حالت اور ورم کے ابتدا کا پتہ دیتی ہے۔ قصیر نبض تپ لرزہ۔ جریان خون۔ قلت دم اندرونی زخم اور وجع القلب کی طرف اشارہ کرتی ہے عریض اور ام شدید اور انتہائے تپ کی طرف اشارہ کرتی ہے ضیق تپ محرقہ، التهاب باریطون۔ ذات الحجب کی علامت ہے مشرف ریح شکم۔ ذات الریبہ۔ رعشہ۔ اور ام اور انتہائے تپ کا اظہار ہے منخفض اعصابی درد مہینہ تے۔ اسہل عشی محرقہ و ماخی کا اظہار کرتی ہے نبض صلب رعشہ۔ ذات الریبہ۔ امراض بڑے تغیر قلب۔ سچاس برس کی عمر کے بعد آتشک اور شراب خوری کے اثرات کا اظہار کرتی ہے لیکن کمی خون۔ اندرونی زخم ذیابیطس رشکری کی علامت ہے۔

مستلی :- ابتدائی امراض حادہ۔ وباد خون اور التهاب کا اظہار ہے۔  
خالی جریان خون۔ ذیابیطس۔ اندرونی زخم اور اواخر امراض حادہ کی علامت ہے۔

۱۔ قوت :- قوت کے تحت قرع نبض۔ استواء و اختلاف نبض اور انظم نبض شامل ہیں یہ حسب ذیل امراض پر روشنی ڈالتی ہیں۔  
قوی بخار کی شدت۔ ابتدائے اور ام۔ امراض حادہ و جریان خون کی پیش گوئی ہے۔ ضعیف ضعف قلب۔ کمی خون۔ بلغم کی زیادتی

ضمیمے کی خرابی کی دلیل ہے۔ مستوی طاقت اور مریض کے نیرت سے تندرست ہوجانے کی علامت ہے مختلف مستوی کے بالکل مخالف اثرات و حالات کا اظہار ہے مختلف منظم۔ اس امر کی دلیل ہے کہ مرض شایعیت کی طرف آجائے مختلف غیر منظم یا بعض اکثر نقصان پر ولات کرتی ہے اور مریض سے تندرست نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے ایسے مریض اکثر تباہ کوجائے کافی اور دیگر نشیات کی کثرت کے عادی ہوتے ہیں۔

(۲) حرکت: حرکت کے تحت زمانہ حرکت۔ زمانہ سکون اور وزن حرکت شامل ہیں۔ یہ اجناس ان امراض کا اظہار کرتی ہیں۔

سریع ریاح کی زیادتی۔ حرارت کی کمی۔ اختلاج قلب جگر کی خرابی اور ضعف اعصاب کی علامت ہے۔ بطبی ضعف قلب۔ سوزش جگر اور جسم میں تحلیل کی علامات کا اظہار ہے متواتر امراض قلب مزمن۔ سوزش قلب۔

ورم عضلات۔ ذات الریہ۔ سرسام اور دیگر اور ام کی علامت ہے متفاوت و مانع امراض شدید بخار، سوزش اعصاب کی دلیل ہے جبکہ لوزن جگر کے فعل میں تیزی۔ سوزش جگر حرارت کی زیادتی اور ضعف قلب کی علامت ہے خارج لوزن، ضعف قوت خصوصاً قوت باہ۔ شانے کی کمزوری۔

چھید حروں کی کمزوری اور بلغم کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے۔

(۳) حرارت اس میں صرف کیفیت شریان شامل ہے اور نبض حار خون اور روح کی گرمی۔ صفرا کی زیادتی۔ بخار اور سوزش جگر کی علامت ہے۔ نبض باروزن لرز کام۔ کھانسی ضعف معدہ۔ ضعف قوت اور مزمن



اور اس مخصوصاً فرمیں بخار کی علامت ہے۔

## نبض کا صحیح تصور

نبض کا صحیح تصور اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ ہر معالج اپنے ذہن میں ایک عضلہ رگوشت کی بونی کا تصور رکھے جس کی ساخت اسپنجی قسم کی ہے جس میں ہوا اور رطوبت بھری ہوئی ہوتی ہے اور اس کے درمیان میں خون کی شرائین اور ویدیں گزرتی ہیں۔ عضلہ جب اعتدال پر ہو تو اس میں ہوا اور رطوبت اپنے پورے اندازہ پر ہوتی ہیں اور شرائینوں اور ویدوں کے خون کی گرمی سے حرارت کا اس میں ایک خاص قسم کا اعتدال پایا جاتا ہے اور جب عضلہ کا اعتدال بگڑتا ہے تو اس میں ہوا رطوبت اور حرارت کے اندازے اور اعتدال میں فرق آجاتا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی گوشت کے ٹکڑے کو کچھ دیر پانی میں پڑا رہنے دیں تو اس میں پانی بھرا رہا وہ پھیل جاتا ہے اور اگر اس کو آگ کے انگاروں پر رکھیں تو اس میں سے رطوبات ٹپکنا شروع ہو جاتی ہیں اور وہ سکڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کو پانی میں ڈال کر اس پانی کو دیر تک آگ پر پکاتے رہیں تو اس کے اجزا تحلیل ہو کر پانی میں شامل ہو جائیں گے۔ ایسی ہی صورت جسم میں اس عضلہ کی ہوتی ہے کبھی وہ رطوبات کی زیادتی سے پھیل کر ٹھیکلا ہو جاتا ہے اور کبھی ہوا کی زیادتی سے سکڑ جاتا اور گاہے حرارت کی کثرت سے اس میں تحلیل شروع ہو جاتی ہے پس نبض بھی جس کا ایک بڑا حصہ عضلہ ہی ہے عضلات کی جن حالت کی مانند گرتی

پہنچنے کی زرمی عضلات میں رطوبات کی کثرت کی دلیل ہے اور اس سے اس کی حرکات میں کمی ہو جاتی ہے نبض کا تناؤ اور سیکڑ اور حرکات کی تیزی اس امر کی دلیل ہے کہ عضلات میں رطوبات خشک ہو رہی ہیں اور ریح بڑھ رہے ہیں اور اسی طرح جمعہ میں حرارت کی زیادتی اور حرکات قلب میں ضعف اس امر کی علامات سے کہ عضلات میں تحلیل شروع ہو گئی ہے۔ ان معلومات کو سامنے رکھے اور نبض کی گزشتہ تشریحات۔ اقسام اور علامات پر غور کرنے سے امراض کے سمجھنے میں بے حد آسانی ہو جائے گی۔

ایک اہم نکتہ یہ بھی یاد رکھیں کہ معلومات نبض حاصل کرتے کے دوران میں ہی اور کو جاننے کی انتہائی کوشش کریں کہ دل۔ دماغ اور جگر میں فرداً فرداً تیزی۔ سستی اور ضعف کی صورت میں نبض کی صورتیں کیا ہوں گی۔ اس بنیادی امر سے باقی امراض کے تعین میں بہت سہولت ہوگی اور اس کے ساتھ یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ جب کسی ایک عضو میں تیزی شدت یا سستی ہوگی تو باقی دو اعضا کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوگی۔ اسی طرح بار بار کے تجربات سے حقیقت حال روشن ہو جائے گی اور نبض کا علم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گا۔

نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

# نبض

مُفْرَد

مُرَكَّب

مقدار قرع نبض ناز حرکت قوام آل زمان سکون مقدار رطوبت کیفیت تپان  
وزن حرکت استواء اختلاف نبض نظم بعض

نبض عظیم نبض محیط نبض غزالی نبض نوحی نبض دودی نبض نلی

نبض تشدی ذنب انفار مطرق ذوالغتره واقع فی الوسط مُسئلی تعیش مدی

## قَارُورَة

قارورہ در اصل ایشیائی کو کہتے ہیں جس میں مریض اپنا پیشاب طیب  
کو دکھانے کے لئے لاتا ہے لیکن ادب اور محن کو بد نظر رکھتے ہوئے کہ  
پیشاب کا نام زلیا جائے مرق اس برتن کا نام ہے نیتے ہیں جس میں پیشاب ہوتا  
ہے اور اسی برتن یا ایشیائی کو قارورہ کہتے ہیں۔

قارورے کا تعلق چونکہ نظام بولید کے ساتھ ہے اس لئے سب  
معلوم ہوتا ہے کہ قارورے کا ذکر کرنے سے قبل کچھ اعضائے بولید کی

تشریح کر دی جائے۔

افعال اعضائے بولیبہ: نظام بولیبہ میں دونوں گروہے حسین  
مٹاز اور مٹاب کی نالی شریک ہے۔ گروہے مٹاب پیدا کرتے ہیں جس  
طرح دوسرے غدد سے خون کے مختلف مواد مخصوص رطوبات کی شکل  
میں خارج ہوتے ہیں اسی طرح اجزائے بول بھی گروہوں کی باریک نالیوں  
کے ذریعے خارج ہوتے ہیں۔ چونکہ گھٹنے میں تقریباً سیر سے ڈیڑھ سیر  
تک مٹاب خارج ہوتا ہے۔ چونکہ شریان گروہ اور وریڈ گروہ جگہ میں  
بڑی ہوتی ہیں۔ اس لئے گروہوں میں خون زیادہ مقدار میں تیزی سے گزرتا  
کرتا ہے اور سارے جسم کا خون گروہوں کے ذریعہ مٹاب ہو جاتا ہے۔  
مٹاب کا جو حصہ گروہوں کی نالیوں میں بنتا ہے۔ وہ اگلے حصہ کو حوض  
گروہ کی طرف دھکیلتا ہے جو آخر کار حالبین کے ذریعے مٹاز میں پہنچ جاتا  
ہے۔ جہاں سے مٹاب کی نالی کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے۔

صفات بول: بحالت صحت مٹاب عنبری یا گلے زرد رنگ  
کا صاف شفاف سیال ہوتا ہے جس کا وزن مخصوص آب خون کے برابر  
لیکن پانی سے کسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔ جس وقت بول خارج ہوتا ہے اس  
وقت کسی قدر ترش ہوتا ہے لیکن جب کچھ عرصہ ٹراہتا ہے تو کھاری ہو  
جاتا ہے کیونکہ اس میں تغیر اور فساد سے نوشادر پیدا ہو جاتا ہے جس کی  
وجہ سے اس کی بوتیز ہو جاتی ہے اور اس سے نوشادر کی وحاشی آنے  
لگتی ہے۔ مٹاب کی روزانہ مقدار میں قوت و موسم اور غذا کی کمی بیشی

اور نوعیت سے بہت فرق پڑ جاتا ہے چنانچہ موسم گرما میں جیسا پینہ زیادہ آتا ہے تو مٹیاب کم آتا ہے۔ اگر پانی شربت و دودھ یا تسی وغیرہ زیادہ پی جائے تو اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے بعض ادویہ اور اغذیر کے استعمال سے بھی اس کی رنگت میں فرق آ جاتا ہے مثلاً ہلدی اور ریوند چینی وغیرہ کے استعمال سے مٹیاب کی رنگت زرد ہو جاتی ہے۔

یادداشت: بعض اطبا کا یہ خیال ہے کہ قارورے سے صرف گروے اور جگر کے امراض تک پتہ چلتا ہے اور تازہ رہا قی، امراض اور عضا کی خرابی پر روشنی نہیں ڈال سکتا۔ لیکن یہ خیال غلط اور ناقصی پر مبنی ہے قارورے سے سر سے لے کر پاؤں تک تمام اعضاء کی حالت اور ہر قسم کے جسمانی و کیمیائی تغیرات کا پتہ چلتا ہے جس کے دلائل یہ ہیں ۱۔ چونکہ گروے تمام خون کو صاف کرتے ہیں اور اس میں خاص طور پر وہ اعضاء شامل ہوتے ہیں جو جسم انسان میں تکلیف کا باعث یا مرض پیدا کرتے ہیں ۲۔ مٹیاب میں صرف ایک ہی رنگ نہیں ہوتا بلکہ مختلف رنگ پائے جاتے ہیں جو مختلف امراض اور اعضاء کی حالت کا اظہار کرتے ہیں ۳۔ مٹیاب کے اندر صرف ایک ہی قسم کی کیفیت نہیں پائی جاتی بلکہ کبھی اس میں ترشی پائی جاتی ہے اور کبھی کھاری پن ۴۔ مٹیاب میں مختلف قسم کے مواد پائے جاتے ہیں جو اکثر مختلف اعضاء کی خرابی اور امراض پر دلالت کرتے ہیں۔ قارورہ دیکھنے کا طریق: قارورہ دیکھنے کے لئے یہ چیز نہایت اہم ہے کہ قارورہ صبح کا پہلا ہونا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ

قارورہ تمام لایا جائے۔ قارورہ سے میں میں چیزیں نہایت اہم ہیں رنگت

(۱) بواور قوام (۳) رسوب (مواد)

(۱) رنگت: رنگت میں سب سے اہم وہی رنگ ہے جو فطرت نے اس کائنات میں پیدا کئے ہیں یعنی نیلا۔ پیلا۔ اور سرخ۔ باقی رنگ ان کے پس میں ملنے سے پیدا ہو جاتے ہیں جیسے سبز رنگ نیلے اور پیلے کے ملنے سے بنتا ہے۔ نارنجی رنگ پیلے اور سرخ کے ملنے سے بنتا ہے اور اسی طرح ارغوانی رنگ پیلے اور سرخ رنگ کے ملنے سے بنتا ہے۔

(۲) حرمت (سرخ رنگ): اس رنگ کے چار درجے ہیں (۱) اہمب ریازی، وہ رنگ جس میں تھوڑی سی سُرخ سیفی مائل ہوتی ہے یہی قدر تلیہ خون پر دلالت کرتا ہے (۲) وروی (گلابی) (۳) احمرقانی وہ جو قدر سے سرخ سیاہی مائل ہو (۴) احمرقتم وہ جو سُرخ زیادہ سیاہی مائل ہو ان میں سے ہر ایک علی الترتیب پیلے کی نسبت خون کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔

نوٹ: سُرخ رنگ کا قارورہ سردی اور خشکی پر دلالت کرتا ہے۔

سہ جانا چاہئے کہ کل رنگ سات ہیں جو قینوں رنگوں کے امتزاج سے پیدا ہوتے ہیں لیکن اگر ان ساتوں رنگوں کے شیشوں کو آگے پیچھے رکھ کر ایک طرف سے روشنی ڈالی جائے تو دیوار پر سفید رنگ آئے گا لیکن اگر ایک شیشہ بھی نکال دیا جائے تو دیوار پر رنگدار سایہ ہوگا۔ گویا یہ ساتوں رنگ سفید رنگ کے مرکب ہیں اور جب ان ساتوں رنگوں کا امتزاج انداز سے کم و بیش ہو جائے تو سیاہ رنگ بن جائیگا گویا کل نوزنگ ہوئے سفید نوری رنگ اور سیاہ ظلت کا رنگ بنتا ہے۔

اکثر طبعاً غلطی سے اس کو گرمی کی علامت خیال کرتے ہیں البتہ اگر قارو سے  
میں خون شریک ہو تو پھر کسی قدر گرمی کی علامت کہی جاسکتی ہے لیکن  
اس میں بھی ریلح کی زیادتی شامل ہوگی۔

(۱۱) صفرت: (زرورنگ): اس کے چھ درجے ہیں  
یہ قارورہ سفید شفاف، قدرے زردی مائل ہوتا ہے یہ اس پانی سے نشا  
رکھتا ہے جس میں بھوسہ جھگو دیا گیا ہو۔ یہ رنگ خرابی مضمہ پر دلالت کرتا  
ہے (۲) آرجی یہ قارورہ ترنج کے پھلکے کی مانند ہوتا ہے اور طبیعت کی  
نسبت زیادہ زرد ہوتا ہے یہ کچھ اشعے کی عمدگی پر دلالت کرتا ہے (۳)  
اشقر زرد رنگ قدرے سرخی مائل حرارت کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔  
(۴) نارنجی (۵) نارسی (۶) زعفرانی بن میں سے ہر ایک علی الترتیب اپنے سے  
پہلے سے زیادہ حرارت پر دلالت کرتا ہے۔

(۷) ازانی مختصرت (سبز رنگ): اس کے پانچ درجے ہیں اول مستقریت  
کے رنگ کا یہ سردی پر دلالت کرتا ہے (۲) آسمان گونی یعنی خیف نیلا۔  
(۳) بیلنجی ان میں ہر ایک اپنے سے پہلے کی نسبت سردی پر دلالت کرتا  
ہے (۴) کرائی رنگدھنے کے رنگ کا قارورہ جو سبز ہوتا ہے یہ احتراق  
شدید پر دلالت کرتا ہے (۵) ازخاری (زنگار کی مانند) سفیدی مائل سبز  
بہت ہی زیادہ احتراق پر دلالت کرتا ہے۔

انہ خضرت دراصل مفرد رنگ نہیں ہے بلکہ یہ زردی اور نیلے سے مرکب ہے اس  
لئے خضرت کو دیکھتے ہیں دونوں رنگوں کو نظر رکھنا چاہئے۔

سودا اور بیاض :- یہ دونوں رنگ بھی منفرد نہیں ہیں بلکہ مرکب ہیں جیسا کہ ابتدا میں بیان کیا گیا ہے۔ البتہ سودا کی چار صورتیں پائی جاتی ہیں جن کا اظہار ضروری ہے۔ یہ یاد رہے کہ سودا ایسا مرکب ہے جو مختلف رنگوں کی بے اُصولی ترتیب سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں بعض رنگوں کی زیادتی اور بعض کی کمی کی صورت مختلف حالتوں پر دلالت کرتی ہے لیکن عام طور پر اس کا غلبہ سوداویت کی دلیل ہے۔

رنگ ایسا سیاہ قارورہ جو زعفرانی رنگ لئے ہوئے ہو یہ ایسے سودا پر دلالت کرتا ہے جو صفراء سے پیدا ہوا ہوتا ہے (۳) وہ سیاہ قارورہ جو تختہ لئے ہوئے ہے یعنی وہ پہلے احمر اقم اور اس کے بعد سیاہ ہو گیا ہو۔ یا الفاظ دیگر سیاہ سرخی مائل ہو گیا ہو۔ یہ ایسے سودا پر دلالت کرتا ہے جو خون سے پیدا ہوتا ہے (۳) وہ سیاہ قارورہ جو سبزی مائل ہو یا خالص سودا پر دلالت کرتا ہے (۴) سیاہ سفیدی مائل قارورہ یہ سودا کے لغوی پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح بیاض یعنی قارورہ سے کی سفیدی برودت یا مواد کے نفع نہ پانے پر دلالت کرتی ہے۔

زیادداشت :- یہ جانتا چلے کہ بیاض کی دو قسمیں ہیں (۱) بیاض حقیقی جیسے دودھ کا رنگ یہ دمک اگر مٹیاب میں پایا جائے تو بلغم و برودت کے غلبہ کے ساتھ چربی اور اعضا اصلہ کے چکنے پر دلالت کرتا ہے جیسے دق کے آخری درجے میں اعضائے اصلہ سے چکنے کی



وجہ سے قارورے کا یہی رنگ ہوتا ہے یا گڑے کی انتہائی سوزش میں  
اندھے کی سفیدی کی طرح رطوبت اخراج پاتی ہے (۲) بیاض غیر حقیقی  
جیسے پانی پر رنگ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت نے پانی میں تصرف  
ہی نہیں کیا اور اس صورت میں یہ قارورہ بہت بُرا اور مواد کے نفع اور خشکی  
سے بایوں کرنے والا ہے یہ سبوں پر دلالت کرتا ہے جو قارورے میں لگ  
جھٹنے والے اعضا کو نفع دکنے سے روک دیتے ہیں۔

(۲) قوام اور کدورت :- لحاظ قوام قارورے کی تین اقسام ہیں  
(۱) رقیق (۲) غلیظ (۳) دونوں کے درمیان معتدل  
رنا، رقیق :- رقیق سے مراد پانی کی طرح یعنی جس میں بائیت غالب ہو۔  
ایسا قارورہ عدم نفع سے بے منفی گڑہ بکثرت پانی پینا خشکی کے ساتھ  
سر دی کا غلبہ ہونا بائیت کے راستوں سے مادے کا کسی دوسری طرف متوجہ  
ہو جانا۔ رقیق رطوبتوں کا پیشاب کی طرف چلا جانا وغیرہ پر دلالت کرتا ہے  
رنا، غلیظ :- جس میں گاہے اخلاط کی کثرت سے اور گاہے عدم نفع  
کے باعث یہ علامت پیدا ہو جاتی ہے۔

کدورت :- کدورت کا سبب مادہ ارضیہ ہوتا ہے  
جس کے ساتھ ریح بھی ہوتی ہے جو بائیت سے مخلوط ہوتا ہے کدورت  
اور قوام میں یہ فرق ہے کہ قوام میں بول کے تمام اجزا میں یکسانیت پائی جاتی  
ہے یعنی وہ گھٹل کر بالکل ایک چیز معلوم ہوتے ہیں، اور کدورت کی  
صورت میں اجزا منتشر دکھائی دیتے ہیں۔ پیشاب میں کدورت نفع نہ

ہونے اور اخلاط کے حرکت کرنے کی دلیل ہے کبھی کدورت قوت کے زائل ہونے اور اندرونی ورم کی وجہ سے بھی ہوتی ہے اور اکثر صاحب قارورہ سے سر میں ورم ہونے کی علامت ظاہر کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جوش میں ہے جس سے بخارات اوپر کی طرف صعود پر چڑھ کر رہے ہیں۔

(۳) رسوب :- اس کے اصطلاحی معنی تلچھٹ کے ہیں لیکن قارورہ کا رسوب اس جسم کا نام ہے جو قارورے کی مائیت سے غلیظ اور اس سے مزید نظر آئے خواہ قارورے میں معلق ہو یا اس کے اوپر تیرا ہو۔ رسوب سے لے کر یہ فروری نہیں کہ قارورے کی تہ میں بیٹھا ہوا ہو اگرچہ رسوب سے اسل معنی تہ میں بیٹھنے کے ہی ہیں۔ رسوب کی دو قسمیں ہیں (۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔

(۱) طبعی :- رسوب طبعی وہ ہے جو مفید ہو۔ تہ نشین ہو اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوں متخلل اور لطیف ہو حرکت دیا جاتے تو جلد بھیل جائے اور پھر جلد تہ نشین ہو جائے سفید رسوب کے مخالف زہوبات میں سب سے ہنسرخ رسوب اور پھر زرد رسوب غیر طبعی :- رسوب غیر طبعی ایسا رسوب ہے جس میں طبعی رسوب کے اوصاف باقی نہ پائے جاتیں یا بہت کم پائے جاتیں۔ اس کی بارہ اقسام ہیں (۱) خراطی (۲) دشیشی (۳) لحمی (۴) دسمی (۵) مدی (۶) مخاطی (۷) شعری (۸) خمیری (۹) ملی (۱۰) مادی (۱۱) غلیظ (۱۲) دومی۔

رنا، خراطی، ربرطصی کے خراو کی مانند، دوسرے سب سے جو چھلکوں کے  
 مشابہ ہوتا ہے اور یہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں رنا، سفید طبقات جو مشابہ کے  
 پھلنے پر دلالت کرتے ہیں رنا احمی سرخ پھلنے کے جو گردوں کے پھلنے پر دلالت  
 کرتے ہیں رنا ایلے رنگ کے چھلکے جو اعضائے اعلیٰ کے پھلنے کی دلیل  
 ہیں رنا احمی سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے اجزائے جیسے جن کو کرسنی کہتے ہیں  
 ریکھا اور گردہ کے اجزائے احراق پر دلالت کرتے ہیں رنا سفیدی مائل  
 پھلنے ان کو نکال کہا جاتا ہے یہ مشابہ کی خارش پر دلالت کرتے ہیں رنخال  
 سب سے گنیم کو کہتے ہیں۔

رنا اذغشی ویش کو ماہر یا کچا ہوا گیموں پر رسوب ہرگز سرخ کے  
 مشابہ ہوتا ہے اور خون کے احراق یا اعضا کے پھلنے یا خارش مشابہ پر  
 دلالت کرتے ہیں۔

رنا احمی اس کا سبب بھی وہی ہے جو اوپر کرسنی کا بیان ہو چکا ہے  
 رنا اذغشی ویش کو ماہر یا کچا ہوا گیموں پر رسوب اعضاء کے پھلنے پر دلالت کرتا  
 ہے ردم: چکناٹی دھما، مدی رسیپ دار: ردم کے پھوٹنے پر دلالت  
 کرتا ہے رنا، مخاطی (ریمبہ کے مشابہ) غلط غلیظ یعنی کی دلیل ہے۔  
 رنا، شعری رباوں کے مشابہ: اس کا سبب رطوبت کا لہان یا ہنشق  
 اولبستہ ہو جانے سے رنا، اذغشی ویش (ریمبہ کے مشابہ) پر رسوب رگت  
 اور غلطت میں غمیر کے کڑوں کی مانند ہوتا ہے جو پانی میں بھگو گئے ہوتے  
 ہوں۔ یہ نصف معدہ اور بدہضمی پر دلالت کرتا ہے رنا، احمی ریکھا کے

مانند پتھری پر دلالت کرتا ہے جو مستحضر ہو چکی ہو یا ہونے والی ہو (مثلاً) ماوسی رخاکستر کے مشابہ یہ رسوب بغم یا پپ پر دلالت کرتا ہے جس کا رنگ زیادہ عمر کسی جگہ ٹھہرنے کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہو۔

(مثلاً) علقی ر خون کے لوٹھڑے کی مانند اور رسوب کی یہ قسم خون کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ اگر یہ مائیت کے ساتھ خوب مخلوط ہو تو ضعف جگر پر دلالت کرتا ہے اور اگر اس میں کم اخلاط ہوں تو مہتاب کی نالی کے زخم پر دلالت کرتا ہے اور اگر رسوب مائیت سے ممتاز ہو تو اکثر شازہ اور قصب کے زخم پر دلالت کرتا ہے۔ سو آئینہ دموی قد یہ شریان خون کے پھٹنے پر دلالت کرتا ہے

قارورہ کے مقام کے لحاظ سے رسوب کی تین اقسام ہیں درغمام  
یہ معلق رسوب، راسب -

غمام رابو کی مانند وہ رسوب ہے جو قارورہ کی سطح کے اوپر تیرتا رہتا ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے۔ نفع کی کمی ہوتی ہے۔ اور رباح اور کوجڑ صا دیتی ہے۔ معلق راسب ہوا، وہ رسوب ہے جو قارورہ کے بیچ میں ٹھہرا ہوا ہو اس کی وجہ مذکورہ بلا باتوں کی کمی ہوتی ہے راسب رتبہ نشین اور رسوب طبعی میں نفع پر دلالت کرتا ہے اور غیر طبعی میں خرابی کو ظاہر کرتا ہے یعنی اگر رسوب طبعی میں بیٹھا ہو تو ابھی علامت ہے اور اگر غیر طبعی رسوب تبہ میں بیٹھا ہو تو بڑی علامت ہے

# مقدار بُو اور جھاگ

قارورہ کو سہم نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اول اس کو صحت اور دوسرے اس کی اہلیت۔ ماہیت سے ہماری مراد اس کا تجزیہ ہے قارورہ دیکھنے کے لئے سب سے اول اس کی صورت پر غور کرنا چاہئے جس کی سہم نے تین صورتیں مقرر کی ہیں (۱) مقدار (۲) بودنی جھاگ (۳) مقدار۔ مقدار کی تین صورتیں ہیں (۱) کثیر المقدار (۲) قارورہ جو حالتِ صحت کے لحاظ سے مقدار میں زیادہ ہو یہ اعضا کے گھٹنے یا زائد فضلات کے خارج ہونے پر دلالت کرتا ہے (۳) قلیل المقدار جو بلحاظ حالتِ صحت کے تھوڑا ہو یہ قوت کے ضعف یا تحلیل کی کثرت یا امے کی کسی دوسری طرف متوجہ ہو جانے پر دلالت کرتا ہے۔

(۴) معتدل المقدار جو کثیر اور قلیل کے درمیان ہو اور حالتِ صحت کی دلیل ہے۔

(۲) بُو: بُو سے مراد دراصل ذائقہ ہوتا ہے چونکہ قارورہ سے کوٹھکا نہیں جاتا۔ اس لئے اس کا اس کی بو کے ذریعہ احساس کیا جاتا ہے قارورہ میں دو قسم کی بُو پائی جاتی ہے (۱) جامض الرائحہ (۲) بُو بوریکنے والا ایسا قارورہ سرد و اخلاط میں حرارتِ غریبہ کے اثر کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بُو ریح کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے (۳) حلو الرائحہ (شیرین) یہ خون کے غلبے کی وجہ سے ہوتا ہے اور

اس میں کماری پن پایا جاتا ہے۔ البتہ اس بات کو ضرور مد نظر رکھیں کہ علو الراسخ بھی اگر کافی عرصہ پڑا رہے تو حامض الراسخ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور دوسرے اس بات کا خیال رکھیں کہ بعض فاروروں میں بوزیادہ پانی جاتی ہے اور بعض میں کم۔ اگر بوزیادہ پانی جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حرارت کے مواد پر زیادہ اثر کیا ہے اور اگر بو کی کمی ہو تو یہ عام نسیج کی وجہ سے ہوتا ہے اور حرارت کے اثر نہ کرنے کی دلیل ہے بعض وقت بغیر بو کے فارورے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ضعف قوت پیدا ہو گیا ہے۔

## فارورہ کی تشریح مزید

فارورے کو دیکھنے میں سب سے پہلے اس کی مقدار، بولور، جھاگ دیکھنا چاہئے۔ بعد اس کی رنگت، قوام و کدورت اور اس کے بعد سب دیکھنا چاہئے ان سب علامات کے اثرات و نتائج فرشتہ صفحات میں تحریر ہو چکے ہیں اور ان کے ذہن نشین کرنے اور آپس میں تطبیق دینے سے صحیح تشخیص ہو سکتی ہے البتہ رنگوں کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ جن کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ رنگوں میں سرخ، پیلا اور سفید رنگ اپنے اندر خاص اثرات رکھتے ہیں اور خصوصی امراض پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً سرخ رنگ ساریاح کی زیادتی اور خون کے جوش پر دلالت کرتا ہے اور جس قدر زیادہ سرخ بڑھتی جلتے گی یا اس میں سیاہی غالب آتی جائے گی اس قدر ساریاح میں شدت پیدا ہوتی جائے گی اور اس کا اثر خاصی طور پر بعد

اور یہ۔ دل اور تانہ پر پٹے کے گانہ اور دردِ دوسری شدت ہوگی۔ اسی طرح دردِ رنگ کی زیادتی صفر کی زیادتی کی دلیل ہے۔ اس سے ایک طرف گرمی بڑھتی جاتی ہے تو دوسری طرف ریح کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جوں جوں زردی بڑھتی جاتی ہے جسم میں حرارت بڑھتی جاتی ہے اس لیے رنگ کی زیادتی سوزش جگر یا پھش۔ گرمی کا نزلہ سوزش سینه اور اکثر شدید بخار کا اظہار کرتی ہے اور یہ بعض وقت دردِ حقیقہ کے پیدا ہونے کا بھی اظہار کرتی ہے۔ عورتوں میں ماہواری کی زیادتی۔ مکر میں درد اور سوزشِ رحم کی دلیل ہے اس سے مردوں میں سرعتِ انزال کا اظہار ہوتا ہے۔ سفید رنگ حرارت کی کمی اور لطیفہ کی زیادتی کی دلیل ہے جوں جوں سفید رنگ قارورے میں بڑھتا جاتا ہے حرارت کی کمی کا اظہار ہوتا جاتا ہے اس سے لطیفہ امراض مثلاً سردی کا نزلہ کم نزلہ کھانسی۔ دردِ سر اسہال اور ضعف جگر۔ عورتوں میں سیدن الرحم اور مردوں میں جریان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان رنگوں میں جب دو رنگ آپس میں ملے ہوتے جوں مثلاً سرخی اور زردی۔ زردی اور سفیدی۔ سفیدی اور سرخی یا ان کی مرکب صورت میں مثلاً زنجی رنگ۔ سبز رنگ اور قہقی رنگ وغیرہ تو ان میں جس رنگ کا غلبہ ہو۔ اس کو خاص طور پر مد نظر رکھیں بعض دفعہ دونوں رنگوں کا مجموعہ کسی ایک مرض پر دلالت کرتا ہے جیسے زنجی رنگ یرقان کی علامت ہے وغیرہ۔

## براز

براز کے متعلق معلومات حاصل کرنے سے قبل گزشتہ صفحات میں نظام غذائیہ کا بغور مطالعہ کریں۔ اس کے بعد براز کے متعلق ذیل کی معلومات کی روشنی میں غور کریں براز کا معائنہ کرنے میں تقریباً وہی صورتیں اختیار کی جاتی ہیں جو قار و سہ میں بیان ہو چکی ہیں یعنی مقدار، قوام اور رنگ۔ اس کے ساتھ ہی ضرورت آدمی کے براز کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے جو عام طور معتدل قوام اور زیادہ رقیق نہ سخت، ایک مناسب مقدار اور اندازہ غذا کے مطابق، اور سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔

مقدار بہ مقدار کی کمی یا بیشی دونوں مرض پر دلالت کرتی ہیں کمی مقدار اعضاء غذائیہ کے ضعف، قوت دافعہ اور اضمح کی کمزوری یا قوت ماسکہ کی تیزی پر دلالت کرتی ہے۔ ایسے براز سے اکثر فوج کا خوف پیدا ہو جاتا ہے زیادتی مقدار قوت ماسکہ کی کمزوری اور قوت دافعہ کی شدت پر دلالت کرتی ہے اور اکثر جسم میں صفراء کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے اس سے جسم اکثر کمزور رہتا ہے اور خون کم پیدا ہوتا ہے۔

قوام قوام کی تین صورتیں ہیں در رقیق ۲، لیسڈ اور غلیظہ خشک اور سستے رقیق عام طور حرارت کی زیادتی اور اس کے ساتھ طو بات کی کثرت پر دلالت کرتا ہے لیسڈ براز میں کبھی سر لیس ہوتی ہے جو غذا کے لیسڈ ہونے یا خلط کے لیسڈ ہونے کی علامت ہے اور کبھی اعضاء جسم کی سوزش اور تحلیل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی لیسڈ کرنا اس کا بہت زیادہ



ہوتی ہے جو سقوط قوت کے اثرات پر دلالت کرتی ہے خشک اور سرد  
ایسا براز کبھی سردی کی زیادتی اور گاہے رطوبات کی کثرتِ تحلیل کی علامات  
ہوتا ہے اور کبھی اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ صفراء کا اخراج جگر سے امعاء کی طرف  
نہیں ہوں یا اس سے عام طور پر قبضِ ضعفِ معدہ و جگر کا پیدا ہونا ظاہر ہوتا  
ہے۔ ان علامات کے ساتھ بدبو بھی بد نظر رکھا جائے تو تشخیص میں کافی  
سہولت ہو جاتی ہے مثلاً بدبو کی تیزی حرارت کے مادے میں زیادہ اثر کرنے  
کو ظاہر کرتی ہے اور تپ چلتا ہے کہ مادہ اندر زیادہ متعفن ہو گیا ہے اسی طرح  
بدبو کی کمی یا فقدان اس امر کی دلیل ہے کہ حرارت جسم میں کم ہو گئی ہے یا  
مواد پر اثر انداز نہیں ہو رہی۔ یہ صورت ضعفِ بدن کی علامت ہے کبھی  
کبھی بونہ کا فقدان اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ تو میں ساقط ہو گئی ہیں اور میں  
زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکے گا۔

زنگِ براز کے رنگ بھی قارو سے کی طرح ہیں اور انہی اثرات کو ظاہر  
کرتے ہیں یعنی سرخ زنگ ریح کی زیادتی اور خون کے جوش کو ظاہر کرتا ہے  
زرد زنگ کا براز صفراء کے غلبے کی دلیل ہے اور جگر کے فعل کی تیزی کا پتہ  
دیتا ہے۔ برازی سفیدی غلبہِ بلغم کی دلیل ہے اور اس سے اس امر کا بھی پتہ چلتا  
ہے کہ صفراء کم ہو گیا ہے یا اس کا اخراج جگر سے نہیں ہو رہا۔ اسی طرح براند کے  
زنگ میں سیاہی اخلاط کے جل جانے یا توئی کے ساقط ہو جانے کو ظاہر کرتا  
ہے اور سینہ زنگ کا براز اکثر براز کے جسم میں کافی عرصہ تک رکھے رہنے کی  
دلیل ہے جس کا سبب جسم میں سردی کا غلبہ ہے بعض اوقات براز میں سیاہی

اور بخون بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں جو اندر کے زخموں اور پھوڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بعض وقت ایسا برا نہ ریاضت نہ کرنے والے شخص کا بھی ہوتا ہے اسی طرح براز کے ساتھ غیر معمولی قراقر اور جھانک بھی اخراج پاتے ہیں جو عام طور پر ریاح کی زیادتی کی دلیل ہوتے ہیں۔ نہایت ہی سزا ہوا اور نہایت ہی بدبودار سیاہی امل کے رنگ کا براز اکثر موت کی دلیل ہوا کرتا ہے۔

## چہرے سے امراض کی تشخیص

چہرے اور ظاہر جسم کو دیکھ کر امراض کی تشخیص کرنا اگرچہ مشکل امر ہے لیکن ذرا نکت سے یہ علم بھی پوری طرح حاصل ہو سکتا ہے اور اگر معالج اس پر دسترس حاصل کر لے تو اس کی عزت و وقار میں از حد اضافہ اور اس کی شہرت دور دور تک پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں اس علم کے متعلق چند اصولی باتیں بیان کی جاتی ہیں جن پر غور و فکر کرنے سے معالج کا ذہن کھل جاتا اور وہ ہر مرض کو چہرے اور ظاہر علامات سے معلوم کر سکتا ہے۔ اس علم کو حکم لگانا کہتے ہیں۔ حکم لگانے میں تین حالتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے (۱) چہرے اور جسم کی رنگ (۲) چہرے اور جسم کی ہیئت (۳) چہرے اور جسم کی ظاہر علامات۔ (۱) رنگت :- اس کا ذکر علامات کے بیان میں گزر چکا ہے اس میں جسم انسان کے اخلاط کے رنگوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے مثلاً سرخ رنگ عین کے جوش پر دلالت کرتا ہے۔ زرد رنگ ہفر کی زیادتی سفید رنگ بلغم کی کثرت اور اسی طرح سیاہ رنگ سودا ویت کا اظہار ہے۔ ساتھ ہی ان

رنگوں کو غور سے سمجھ لینے کے بعد ذہن فوراً ان اعضاء کی طرف لوٹ جانا چاہئے  
 چنانچہ یہ اعلاط پیدا ہونے کی قیام کرتے اور صاف ہوتے ہیں۔ ان رنگوں سے  
 ایک طرف خون کی کیمیاوی حالت کا علم ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ ان  
 اعضاء کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن کی حالت سے غیر طبعی ہونے سے ان اعلاط  
 میں کمی بیشی سے یہ رنگ پیدا ہو گئے ہیں ان دونوں صورتوں کو مدنظر رکھ کر  
 ذہن میں فوراً مرض کا ایک تصور یا بھراؤ آتا ہے اور باقی علامتوں کے دیکھنے کے ساتھ  
 یقین کی حد تک مرض یقین کیا جاسکتا ہے لیکن یاد رہے کہ جب کسی ایک رنگ  
 کے دیکھنے کے بعد اس کے متعلقہ عضو کی طرف توجہ کی جائے تو فوراً دیگر اعلاط  
 کے اعضاء کی طرف بھی دھیان کر لینا چاہئے کہ ان کی دلائل کیا حالت سے اور  
 اس کے بعد حکم لگانا چاہئے۔

(۲) ہیئت ہیئت سے مقصد چہرے اور جسم کا ڈبایا موٹاپا اور  
 اس میں رطوبات کی کمی و زیادتی وغیرہ سے جسم میں چربی کی زیادتی اعصاب  
 کے فصل کی تیزی کی علامت ہے اور اس میں عصبی امراض کو مدنظر رکھیں۔ اگر جسم  
 میں گوشت کی زیادتی ہو اور عضلات تنے ہوتے ہوں تو جگر کے فصل میں  
 تیزی ہے اور اس کے امراض پر نگاہ رکھیں۔ اسی طرح اگر جسم ڈبلا اور چہرہ  
 اندر کو کھینکا ہو تو معدے، سامعہ اور گردوں کے امراض کا تصور ذہن میں  
 لائیں اس کے ساتھ رنگوں کو دیکھنے سے اخذ کردہ نتائج کو ان کے ساتھ  
 تطبیق دیں اور پھر حکم لگائیں۔

(۳) ظاہر علامات :- یہ علامات زیادہ تر ہم کو بچوں۔ مدہوشوں، مسانوں

اور بے ہوش لوگوں پر کام دہتی ہیں لیکن ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں  
 بھی دیکھ کر حکم لگایا جاسکتا ہے۔ ان میں جسم کی غیر معمولی ساخت۔ بالوں کی قلت  
 و کثرت۔ سر۔ چہرہ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہونٹ۔ ہاتھ پاؤں کا تناسب اور اس  
 کے ساتھ چہرے کی لمبائی چوڑائی۔ خدو خال۔ اس کے کسی عضو کا کشادہ  
 یا تنگ ہونا اور خاص طور پر چہرے پر داغ۔ مسے اور بھنسی والے وغیرہ  
 قابلِ غور ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ باقی جسم کی بناوٹ لمبائی۔ چوڑائی۔  
 چال ڈھال۔ بدن کا کسی طرف جھکاؤ۔ جسم کا حرکات اور حال میں جھٹکنے اور  
 اسی قسم کی کوئی اور بے ترتیبی پر بھی نگاہ ڈالی جائے اور سب اسے بڑھ کر  
 چہرے کی ذہنی کیفیات اور ان میں مریض کے جذبات غم و غصہ۔ خوف و  
 ندامت اور مسرت و شادمانی کا مزور ذہن میں تجزیہ کرنا چاہئے۔ اور ان  
 کے بالا اعضا اثرات کی طرف توجہ دینی چاہئے اور پھر رنگوں اور مہیت کی  
 علامات سے اخذ کردہ نتائج کے ساتھ تطبیق دے کر حکم لگانا چاہئے۔

ذیل کی علامتیں خاص طور پر قابلِ غور ہیں:

- I گال :- گالوں کی سرخی اور غیر معمولی تمازت رچمک، جس کے ساتھ  
 چہرے کا رنگ اڑا ہوا اور گھبراہٹ کے آثار ہوں۔ عام طور پر پھیپھڑوں  
 کے ورم اور اختلاج القلب کی علامت ہوتی ہے۔ مردوں کے گالوں پر  
 سیاہ نشان سوزش مشابہہ و گرمہ اور خضیوں کے امراض کی علامت ہے۔ عورتوں  
 کے گالوں پر چھائیوں کا پڑ جانا سوزش خصیتہ الرحم اور خرابی حیض کی نشانی ہے۔
- II ہونٹ :- ہونٹوں کا موٹا ہونا یا بدنہ جسم میں ریاح۔ سو جن سوزش جگر

اور ہونٹوں پر سُرخ سیلابی نائل پھنسی سوزشِ دماغ کی علامت ہے۔  
 ہونٹوں کی گہری چمک دار سُرخی، نسل سفیدی خون کی کمی اور بخار کی دلیل ہے  
 اسی طرح ہونٹوں کی سُرخی جسم کی اندرونی سوزش کی طرف اشارہ کرتی ہے۔  
 ہونٹوں کی زردی صفرا کی زیادتی اور اس کے امراضِ دماغی کی دلیل ہے۔  
 ہونٹوں کا خشک رہنا معدے میں سوزش اور مالخولیا سفید رنگ کی  
 تہہ جڑھ جانا جوڑوں کی خرابی، جلن بخار کی علامت ہے۔ لمبے کھاروں میں  
 ہونٹوں کی خشکی زمانہ ہو جاتی ہے، سرسام اور پھیپھڑوں کے اور ام میں ہونٹوں  
 پر خشک قسم کی پتھریاں جم جاتی ہیں، ہونٹوں کا پوری طرح بند نہ ہونا تقوہ کی  
 بہت بڑی علامت ہے۔ ہونٹوں کا تک جانا ضعفِ اعصاب اور نفاخ  
 کی علامت ہے۔

۱۲۷ مُنہ:- مُنہ کا کھلا رہنا ضعفِ قلب اور پھیپھڑوں کی کمزوری  
 کی علامت ہے۔ اس کے برعکس مُنہ کا سختی سے بند ہونا شخج، درمِ دماغ  
 اور غشی کی علامت ہے۔ مُنہ سے رُل نکینا، دماغی اور عصبی خرابی اور بعض  
 لوگوں میں اعصاب کے کیڑوں اور شدید نفعِ فکرم کی طرف اشارہ ہے۔

۱۲۸ آنکھ:- آنکھوں کی زردی صفراوی امراض مثلاً یتقان، یوالقینہ  
 استفقہ، سُرخی، درد، سوز، نزلہ اور سوزشِ اعصاب کی دلیل ہے، آنکھوں کے  
 پموٹوں پھنسیاں عصبی سوزش، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے امراضِ گردہ  
 و اعصاب، بوا سیر اور خون میں تیزابیت کی زیادتی کی علامت ہے، آنکھوں کے  
 گرد گڑھے پڑ جانا خصوصاً بچوں میں اعصاب اور آنکھوں کی سوزش کا اظہار

ہے اس میں پیاس اور اسپہال کی شدت ہوتی ہے آنکھوں میں داسی کا پانا جانا ضعفِ باہ اور جریان کی طرف اشارہ ہے۔

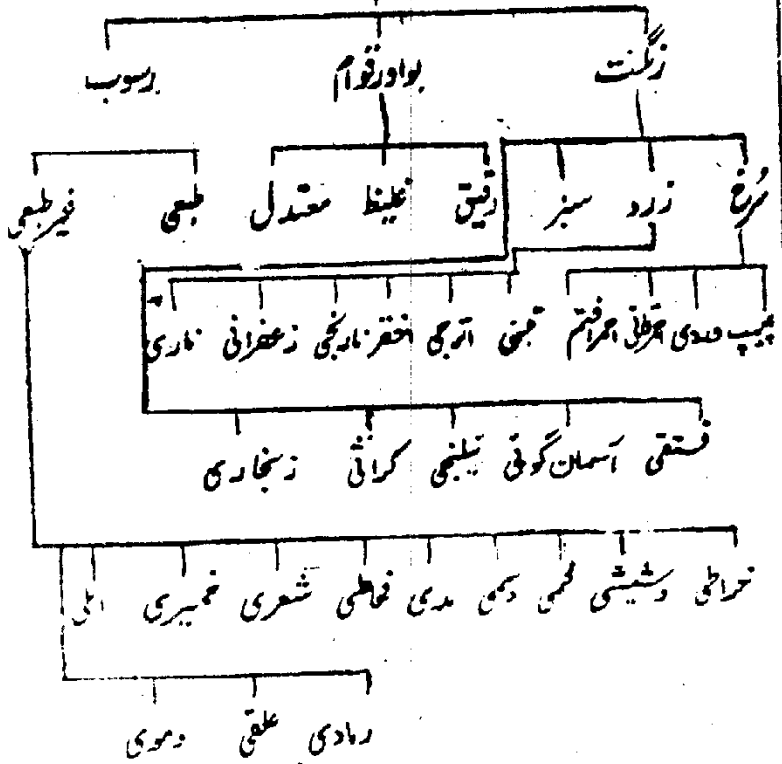
عام علامات :- چہرے پر کسی مقام مثلاً مونٹ، ناک، کان پر سوزش ناک سرخی سیاہی مائل پھنسی کا نمودار ہونا مریض کے حق میں خطرناک ہے اور جب تک مریض کا علاج خود و خود سے نہ کیا گیا اس کا بچنا اور مشکل سے اگر اس پھنسی کے ساتھ مریض میں چکی کی بھی صورت ہو تو ایسا مریض مشکل سے باہر ہوتا ہے۔ ایسے ہوئے مریض کے گھٹنے اگر پیٹ کی طرف اکٹھے ہوں تو توجیح اور دردِ گردہ کی علامت ہے اگر مریض اپنی حرکت اور چال میں اپنے پاؤں کو جھٹکائے تو مریض کے گردوں میں بھی خرابی ہے۔

موت کے قریب کی علامات :- منہ کا کھلا رہنا (۲) آنکھوں کا پتھر یا ہوا معلوم ہونا (۳) ناک کا مر جانا (۴) چہرے پر پریشانی کے آثار (۵) سینے پر بغم کی زیادتی اور اخراج زما (۶) مریض کا بے ربطا ہونا (۷) موت یا تھک پانوں میں کچاوت اور سخت کمانہ پانا جانا (۸) نبض عام طور پر نلی ہو جاتی اور تار ورے میں اکثر سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔

ان علامات کو جاننے کے بعد فوراً حکم نہیں لگانا چاہئے بلکہ اور برکی علامات جو زنگ اور مہیت میں بیان کی گئی ہیں ان کا بھی جائزہ لے کر حکم لگانا چاہئے۔ یہ علم کچھ مشکل نہیں اس پر مکمل دسترس حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مریض مطلب میں آئے تو پہلے اس کے چہرے اور ظاہر جسم کو دیکھ کر مرض کو اخذ کریں اور اس کے بعد بقیہ علامات مریض

اعد قارورہ سے تشخیص کر کے اندازہ لگائیں کہ آپ کس حد تک صحیح ہیں اس طرح رفتہ رفتہ ایک معالج مریض کو صرف دیکھنے کے ساتھ ہی اس کے امراض کو بیان کر سکتے گا۔

## قارورہ



# حصہ دوم

## طبِ عملی

### ۱۱۔ علمِ حفظانِ صحت

علمِ حفظانِ صحت ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے ہم اپنی صحت کو قائم رکھ سکتے ہیں اور امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ علم کی تین صورتیں ہیں ۱۱۔ جبلی ۱۲۔ اکتسابی ۱۳۔ وہبی

۱۱۔ جبلی علم وہ جبلی علم ہے جو حکیم مطلق ہر جانند کو جبلی طور پر عطا فرماتے ہیں۔ جیسے چوہا جب بلی کی آواز سنتا ہے تو ڈر کر بھاگ جاتا ہے اور اسی طرح بلی کتے کی شکل دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کر لیتی ہے۔ کیونکہ جبلی طور پر چوہا اور بلی ان کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح سبزی خور جانور پیدا ہونے کے بعد ہی اپنی غذا کے لئے سبزی کھانی شروع کر دیتے ہیں اور گوشت خور جانور بغیر گوشت کے کبھی رہ نہیں سکتے وہ ہزار جھوکے ہوں مگر کبھی سبزی کھا کر پیٹ نہیں بھریں گے۔ ایسے ہی ہر ذرہ پرند بعض دانے دیکھے پر گزارہ کرتے ہیں اور بعض پرندوں کا شکار



کر کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ قدرت نے انسان میں بھی اسی قسم کا ایک جتنی شعور پیدا کر دیا ہے۔ پھر میدان ہونے کے بعد خوردگاہوں کی پھلتیوں کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کو اس کی گود میں سکون حاصل ہوتا ہے بڑے ہونے تک تمام عمر اس کو جتنی علم یہ علم دیتا رہتا ہے کہ فلاح چیزیں کئے مفید ہے اور فلاح مُضر۔

(۲) اکتسابی علم :- اکتسابی علم وہ علم ہے جو انسان کو خالق دوجہاں نے تجربات و مشاہدات اور عقل کی روشنی سے عطا فرمایا ہے۔ یعنی جب وہ کسی چیز کو اپنے تجربات و مشاہدات کے بعد مفید یا مضر پاتا ہے۔ تو اس کو اختیار یا اس سے اجتناب کرتا ہے اسی طرح جب اس کو عقل لگ چیزوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کی شکل اس نے مفید یا مضر چیزوں سے تجربات و مشاہدہ کی ہوں تو ان کو بھی اپنے استعمال میں ضرورت کے مطابق لاتا یا پرہیز کرتا ہے۔

(۳) وہی :- وہی علم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ انسان کے ذہن میں اور لگ کے ذریعے پیدا کر دیتے ہیں کہ فلاح چیزیں ہمارے لئے مفید یا مضر اس علم کو وجداتی بھی کہتے ہیں کیونکہ قوت و اہمہ اس میں خاص طور پر کام کرتی ہے۔ یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قوت وجدانی قوت و اہمہ کی انتہائی ترقی یافتہ صورت کا نام ہے۔ یہ وہی علم کہیں تو ضرورت کے مطابق عام انسانوں کو حاصل ہوتا رہتا ہے لیکن اعلیٰ علم اور حکماء پر اس کا اتعار و انکشاف اور فیضان خصوصی طور پر ہوتا رہتا ہے اور وہ اپنی ضرورت

کے مطابق اس کو علم اور عقل کی روشنی میں پرکھتے رہتے ہیں اور جب وہ تجربہ و مشاہدہ میں اور عقل و صبح ثابت ہوتا ہے تو اس کو عوام کی خدمت کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ حکماء سے بھی بہت زیادہ اس علم کا تقاضا ہو گیا اور فیضانِ نبوت و رسالت پر ہوتا ہے۔ وہ اس سے اس زندگی اور کائنات کی ہر چیز کے خواص و فوائد قدرت سے حاصل کرتے ہیں اور دنیا کو مطلع کرتے ہیں کہ دنیا ان سے مستفیض ہو۔

جاننا چاہئے کہ یہاں پر ہم جس علم سے بحث کریں گے وہ اکتسابی ہوگا کیونکہ ہمارا جہلی اور وہی علم بھی تجربات و مشاہدات اور نتائج کے بعد اکتسابی ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم اکتسابی اس علم کو کہیں گے جو ہمارے تجربات و مشاہدات اور عقل کی روشنی میں صبح ثابت ہو۔ صبح ہونے کا معیار یہ ہے کہ ہم جب کبھی بھی تجربات و مشاہدات کے بعد توجہ دیکھیں تو وہی نکلتا چلتے یا جب کبھی اس کے متعلق دلائل دئیے جائیں تو وہی نتائج برآمد ہوں اور اسی کو آج کل کی زبان میں سائنس کہتے ہیں۔

حرارت غریزی و رطوبت غریزی: علم حفظانِ صحت کا  
جہاں تک انسان کے جسم سے تعلق ہے، اس کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ انسان کے اعضاء جسم اور ان کے افعال کا پوری طرح علم ہو۔ یہ علم اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب انسان کا نطفہ قرار پاتا ہے۔ کیونکہ اگر اس دوران میں بھی اس نطفے کی نگرانی نہ کی جائے تو اس کے ضائع ہونے کا احتمال ہے جس چیز کی انسان کے حفظانِ صحت میں نگرانی کی سب سے

زیادہ ضرورت ہے وہ اس کا مزاج طبیعت اور طاقت کا اعتدال ہے اور  
یہی چیز قرار نطفہ سے انسان کی موت تک بد نظر رہتی ہے۔ سوال پیدا ہو جاتا  
ہے کہ یہ مزاج طبیعت اور طاقت کیا شے ہے اور ان کی نگرانی کیجیے ہو  
سکتی ہے۔ یہ ایک ہدایت ایسے سوال ہے اور صحت کے قیام کے لئے اس  
کا ذہن نشین کرنا سب سے پہلی بات ہے۔

جاننا چاہئے کہ نطفہ قرار پاتے وقت گرم منی۔ حرارت غریزی اور  
رطوبت غریزی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یہ نطفہ ایک جسم ہے جس کی پرورش  
رطوبت غریزی اور حرارت غریزی سے عمل میں آتی ہے، انہی دونوں چیزوں  
سے اس کو غذا ملتی ہے اور اس میں نشو و نما اور تفسیف کا عمل جاری رہتا  
ہے۔ یہ دونوں چیزیں اگر اعتدال سے اپنا عمل جاری رکھیں تو نطفہ صحت  
کے ساتھ نشو و نما کے مراحل طے کر لیتا ہے اور اگر ان کا توازن قائم نہ  
رہے تو نطفہ کے ضائع ہونے میں کوئی شبہ نہیں جس کی صورت یہ ہے کہ  
اگر ان میں سے کوئی ایک بڑھ جائے تو دوسری کو فنا کر دے گی جس سے نطفہ  
کی خورشیدیت یا تفسیف و پرورش میں خلل واقع ہو جائے گا اور نطفہ ضائع  
ہو جائے گا مثلاً اگر حرارت بڑھ جائے تو رطوبت کو جلا دے گی اور رطوبت  
کی زیادتی حرارت کو ختم کر دے گی۔ اسی توازن سے جسم انسان زندہ رہتا  
ہے اور اگر اس میں نمایاں فرق واقع ہو جائے تو انسان کی صحت نہ صرف  
خراب بلکہ بعض اوقات تباہ ہو جاتی ہے۔

بدل یا تحلیل :- نطفے کی حرارت و رطوبت اس قدر تھیل ہوتی ہیں

کہ انہی سے انسان کے جسم کا کم و بیش ساٹھ ستر سال تک زندہ رہنا محال ہے اس لئے قدرت نے ان دونوں کے قیام و تقویت اور امداد کے لئے بیرونی طور پر بھی رطوبت و حرارت کا انتظام کر دیا ہے جو اس حرارت غریزی کا معاون ہوتا ہے اور اس تھوڑی بہت حرارت و رطوبت غریزی کو جو تصفہ قرار پانے کے بعد خرچ ہونا شروع ہو جاتی ہے پورا کرتا رہتا ہے اور انسان کی ضرورت کو پورا کرتا رہتا ہے اس رطوبت اور حرارت کو جو انسان کی ضروریات کو پورا کرتی رہتی ہے۔ بدلیا مائتھل کہتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدل یا تھیل حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی کمی کو پورا کرتا ہے یا خود دماغ پر خرچ ہو کر ان دونوں کا قائم نگہا بن جاتا ہے

اعتراض: یہاں پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر بدل یا تھیل خود حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی کمی کو پورا کرتا رہتا ہے یعنی خود سوز و رطوبت غریزی بن جاتا ہے تو پھر حرارت غریزی اور رطوبت غریزی جن کو حرارت اصلی اور رطوبت اصلیہ بھی کہتے ہیں اور جن سے اعضائے اصلیہ تیار ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی ماستی نہ لہی کیونکہ ہم ان کو مصنوعی طور پر تیار کر سکتے ہیں اور اگر وہ حرارت اور رطوبت جو ان کا بدل یا تھیل بنتی ہے وہی کام انجام دے سکتی ہے جو حرارت غریزی اور رطوبت غریزی انجام دیتی ہے تو پھر بڑھاپا کیوں آتا ہے اور موت کیوں واقع ہوتی ہے۔

جواب: ہاں کا جواب یہ ہے کہ حرارت غریزی اور یہ حرارت غریزی کا بدل یا تحلیل نہیں بن سکتا جو رطوبت اور حرارت بدل یا تحلیل کے طور پر خارج ہوتی ہے وہ صرف ایک ضرورت ہے جو پوری کی جاتی ہے اور اس سے رطوبت و حرارت غریزی کی مدد کی جاتی ہے تاکہ وہ جلدی تحلیل ہو کر ختم نہ ہو جائے اس کی مثل ایک چراغ کی ہے جس کی روشنی بستی اور تیل تینوں بیک وقت کام کرتی ہیں۔ چراغ کی روشنی حرارت غریزی میں رطوبت غریزی اور تیل بدل یا تحلیل ہے۔ یہ بدل یا تحلیل جہاں ایک طرف چراغ کی روشنی کو قائم رکھتا وہاں دوسری طرف اس کی بستی کو بھی جلتے نہیں دیتا۔

صحیح کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حرارت غریزی چراغ کی روشنی کی طرح اعتدال سے جلتی رہے اور اس کی رطوبت غریزی بھی ایک دم قائم ہو جائے۔ یہ وہ اعتدال ہے جو دونوں میں قائم رکھا جاتا ہے اگر رطوبت بڑھ جائے تو حرارت کا ختم ہونا اغلب ہے اور رطوبات کی زیادتی سے رطوبت کو جل جانا لازمی ہے۔

خون: نطفہ جب تک علقہ نہیں بنتا۔ اس وقت تک وہ اپنی غذا اپنے اندر کی رطوبت سے حاصل کرتا ہے اور جب تک علقہ بن جاتا ہے۔ اس کا تعلق رحم سے سدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی غذا ماں کے رس سے حاصل کرتا ہے۔ پیدائش کے بعد اس کو اول یہ غذا ماں کے دودھ سے اور پھر دنیاوی غذا پر اور بالآخر یہ سے حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس کا

بدل یا تحلیل پورا ہوتا رہتا ہے۔

یہ امور سے ثابت ہوا کہ طیب انسانی صحت کی حفاظت تو کر سکتا ہے لیکن اس پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ انسان کا شباب برقرار رکھے یا اس کو ایک طویل عمر تک زندگی دے سکے۔ موت کا روک دینا تو اس کے بس کا باطل روگ نہیں۔ کیونکہ نطفہ کے قرار پانے کے بعد حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کچھ نہ کچھ ضرور تخریب ہوتی رہتی ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ ان میں ایک خاص قسم کی کمی واقع ہوتی رہتی ہے جس طرح چراغ کے جلنے میں اس کی تیلی کے تھوڑا تھوڑا جلنے کے ساتھ ساتھ وہ کم ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتی ہے۔ یہی صورت انسانی زندگی کی بھی ہے کہ وہ آخر میں حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کے ختم ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہے ہمیشہ کے لئے شباب اور زندگی ناممکنات میں ہے۔

جس کے فرائض صرف حفظانِ صحت کے اصولوں کا ذہن نشین کرانا ہے تاکہ صحت قائم رہے۔ البتہ جب مرض پیدا ہو جائے تو اس کو صحت کی طرف لوٹانا اس کا کام ہے۔ صحت کے قیام کے لئے ہم چیز حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی پوری نگرانی اور ان کے بدل یا تحلیل کو صحیح طریقوں پر پورا کرنا ہے اور یہ کوشش بھی جاری رہے کہ رطوبات اہلیہ میں کوئی فساد یا تعفن پیدا ہونے دے گا تو وہ اپنے ان تقاضوں میں کامیاب رہا تو انسان اپنی طبیعت کو پیچھے گا اور اس کی قوت اور صحت ایک صحیح حالت پر قائم رہے گی۔

موت :- موت دو قسم کی ہے ۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔ طبعی وہ موت ہے جو عورت و رطوبت خیزی کے پورے طور پر خروج ہونے کے بعد واقع ہو جس کے متعلق ابقار کا خیال ہے کہ وہ سوا سو سال سے ڈیڑھ سو سال تک برتی جاتی ہے۔ کب تک ان کا اندازہ ہے کہ انسان پچیس سال تک اپنی جوانی کو پہنچتا ہے اور اس کو اس کے بعد پانچ گنا عرصے تک زندہ رہنا چاہئے اور اگر اس کے دوران میں وہ کسی مرض کا شکار ہو جاتا ہے یا ڈوب جاتا ہے یا پھانسی لگ جاتا ہے یا گھر گر جاتا ہے وغیرہ تو یہ اس کی غیر طبعی موت ہوگی

## حفظانِ صحت کے اہم عناصر

حفظانِ صحت کے اہم عناصر حسبِ ذیل تین ہیں۔

۱) صحت کے قیام کے لئے بدل یا تبدیل کی جو ضرورت ہے وہ ایک سالہ ہر چھ اور بدل یا تبدیل ہمیشہ اغذیہ و اشربہ سے حاصل کیا جاتا ہے اس لئے حفظانِ صحت میں سب سے اول چیز اغذیہ و اشربہ ہیں کہ ان کو اپنی ضرورت کے مطابق صحیح اصولوں پر استعمال کر کے اور ان سے بدل یا تبدیل حاصل کرے۔

۲) غذا کے بعد دوسری اہم چیز یہ ہے کہ انسان کے جسم میں غذا کھانے کے بعد جو فضلات کٹھے ہوتے ہیں ان کو باقاعدگی کے ساتھ اخراج کرنے کی کوشش کرتا رہے اس کی صورت جسم کو اعتدال کے ساتھ حرکت دینے اور کام میں لگانے سے عمل میں آتی ہے جس میں ورزش بھی شریک ہے۔

کیونکہ مکون بعض جسم میں فضلات کو روک دیتا ہے۔

۳۳۔ ہانسان اپنی قوتوں کو ضرورت سے زیادہ خرچ ہونے سے بچاتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ جسمانی اور ماعنی محنت اور حرکت سے یہ قوتیں ضائع ہونے لگتی ہیں۔

یہ عینل بائیں اگر اعتدال پر قائم میں تو صحت انسانی کی حفاظت اچھے طریق پر ہو سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اسباب سے ضروریہ جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا گیا ہے بہت حد تک کافی ہیں لیکن بعض اہم باتوں کا ذکر مندرجہ بالا میں معمولوں کے متعلق کیا جاتا ہے جو صحت کے لئے بہ حد خبیذ اور ضروری ہیں۔

(۱) اعتدیل و اتسار یہ۔ غذا کی مقدار میں اعتدال کو قائم رکھنا اور غذا کے استعمال کے بعد کچھ سکون کرنا ضروری ہے۔

یادداشت۔ غذا کھانے سے قبل یہ ضروری ہے کہ بھوک شربت سے لگ بھگ ہو۔ پھر بھوک کے کبھی غذا کی طرف مانتے نہیں بڑھانا چاہیے۔ بھوک میں جس میں ہار کو ملحوظ رکھا جائے کہ وہ دو قسم کے متفق ہے صادق۔ کاؤب اشتہائے صادق کی علامات یہ ہیں کہ جسم میں فرحت ہوگی اور وہ ہلکا ہوگا۔ اور گرم موم ہوگا۔ غذا کھانے وقت لذت محسوس ہوگی۔ اشتہائے کاؤب میں یہ باتیں نہیں ہوں گی بلکہ ضروری محسوس ہوگی۔ دل میں گھٹنے کی کسی حالت پائی جائے گی اور کمانے میں بے دلی کسی فائدہ ہے اور کھانے کے بعد جسم بے حس ست اور بے عمل رہے گا بلکہ بعض اوقات حرکت کرنے کو دل نہیں چاہتا۔



ہر غذا پہلی غذا کے ہضم ہونے کے بعد کھانی جانی چاہئے۔ اگرچہ بھوک بھی کیوں نہ لگی ہو اور مشتتائے سادق کی تمام علامات پائی جائیں مگر یہ کہ ہر غذا جو ہم کھاتے ہیں اس کے ہضم ہونے میں کم سے کم چھ سات گھنٹے خرچ ہوتے ہیں اور اس کے بعد وہ غذا معدے اور چھوٹی آنتوں سے اتر کر بڑی آنتوں میں چلی جاتی ہے۔ اگر چھ سات گھنٹے سے قبل کھالیا جائے تو طبیعت پہلی غذا کی طرف معروف ہوتی ہے اور اگر اس کو ہضم کے بغیر تھوڑے سے اور دوسری کی طرف معروف ہو جائے تو پہلی غذا میں تعفن اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ اگر دوسری کی طرف توجہ نہ دے تو اس میں بھی تعفن و فساد پیدا ہونا ضروری ہے۔ ایک وقت میں مختلف غذاؤں کا کھنا کوزہ درست نہیں۔

یادداشت: مختلف غذاؤں میں بعض لطیف اور بعض ثقیل ہوتی ہیں اور طبیعت لطیف غذاؤں کو جلدی ہضم کر لیتی ہے اور ثقیل غذاؤں کو دیر تک اندر رہی رہتی ہیں نیز بعض غذاؤں ایک دوسرے کی مخالف ہوتی ہیں۔ مثلاً کھجور اور دودھ۔ ترشی اور دودھ۔ سیر اور دودھ۔ انگوڑ اور سری کا گوشت۔ انار اور ہیرسیر۔ چاول اور سرکہ۔ ان کو ایک ساتھ کھنا کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اگر غذا چرب ہو تو اس سے ساتھ ٹیلیں یا چرپرہی چیزیں کھانی جائیں اور اسی طرح اس کے برعکس بہتر یہ ہے کہ ہمیشہ ایک ہی غذا کھانی جائے بلکہ تبدیلی کے ساتھ کھانی جائے بھوک کو روکنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے معدے کی طرف خراب

سواد گرتے ہیں۔ غذاؤں کے معتدل وقت میں کھانی چاہئے۔ موسم سردی میں دوپہر کے وقت اور موسم گرمی میں صبح و شام کھانا مناسب ہے۔ کھانے سے مراد یہاں پیٹ بھر کر کھانا اور پورا کھانا مراد نہیں بلکہ کھانے سے مراد ایک ہی قسم کے کھانے بار بار کھانے سے اور ایک ہی ذائقہ بار بار استعمال کرنے سے جسم میں نقصان پیدا ہوتا ہے مثلاً ترش غذاؤں کے بکثرت اور متواتر استعمال سے بڑھا ہوا جلد آجاتا ہے۔ نزلہ زکام اکثر رہتا ہے۔ اعصاب میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اسکی طرح نلکین جیزین بن کولاج اور دل میں ضعف پیدا کرتی ہیں۔ میٹھی چیزیں بھوک کو ضعیف اور بدن کو گرم کرتی ہیں۔ ان کی مضرت کو ترش غذا سے اور ترش غذا کی مضرت کو میٹھی غذا سے دفع کرنا چاہئے پھیکا اکثر کھانے سے بھوک جاتی رہتی ہے اور بدن میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کی مضرت کو نلکین اور چرب چیزوں کے استعمال سے دور کرنا چاہئے۔

مشروبات بہ مشروبات میں تین چیزیں خاص طور پر شریک ہیں (۱) پانی (۲) دودھ (۳) شراب۔

پانی بہ پانی اکثر پیاس کے وقت پیا جاتا ہے اور یہ پیاس کھانے کے دوران میں بھی لگتی ہے اور لچبھی اور نلکین کھانے کے بھی۔ پانی پینے کا وقت پیاس ہے خواہ غذا کے ساتھ یا اس کے بعد وغیرہ۔

یادداشت: یہ جاننا چاہئے کہ پیاس دو قسم کی ہوتی ہے۔  
 صادقہ کا ذب۔ صادقہ پیاس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ معدے میں  
 پڑی ہوئی غذا کو رقیق بنائے اور اس کو بارہ ایک شریانوں سے گزرنے  
 کے لئے ذریعہ بنے۔ غذا کے دوران میں بھی جب پیاس لگتی ہے  
 تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں ہول معدے میں تیز اور ریزویش پیدا کرنے  
 والی غذا کی سبب یعنی اور دوسری معدے میں انتہائی سختی کی جو غذا کھانے  
 کے ساتھ اکثر پڑھ جاتی ہے اور طبیعت اس کو رقیق کرنے کے لئے  
 پانی طلب کرتی ہے۔ پیاس کا ذب کی پہچان یہ ہے کہ اگر پیٹ بھر  
 کر تھکی کے ساتھ بھی پانی پی لیا جائے اور پھر بھی پیاس نہ لگے۔  
 اس کی وجہ عام طور پر شور بلغم یا لیسندار مواد کی معدے میں زیادتی ہوتی  
 ہے جس کو طبیعت رفع کرنا چاہتی ہے لیکن غذا پانی پینے سے بغیر  
 اور بھی جم جاتی اور مادہ شور میں زیادتی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح  
 تھرا اور تھینہ میں بھی پیاس کی شدت ہوتی ہے جس کی وجہ غذا کا کچا ہونا  
 اور معدے میں سوزش اور تھینہ کا اوکی وجود کی ہوتی ہے۔ اس کا علاج  
 یہ ہے کہ پانی سے لئے کچھ پیرتوقف کیا جائے اور اگر توقف ممکن نہ ہو  
 تو گرم پانی تھوڑا تھوڑا نیا جائے پانی وودھ کے چائے دی جائے  
 مرض میں شدت ہو تو مناسب علاج کیا جائے بعض دفعہ ماعنی اور  
 اعصابی سوزش میں بھی شدید پیاس لگتی ہے اس کا بھی مناسب علاج  
 کیا جائے بعض اوقات تریموں کے استعمال سخت ورزش اور

مختہ و حمام اور جماع کے بعد جب پیاس لگے تو پانی سے روکنا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو نہاؤ نہ پانی نہ پیو چاہئے۔

دودھ و دودھ نہ غذا میں شامل سے اور اس کو غذا کے طور پر یا غذا کے ہمراہ استعمال کرنا چاہئے۔ سیدہ زینبؓ نے فرمایا کہ اس کو پانی کے

قائم مقام اور غیر غذا کے استعمال کیا جائے دودھ استعمال کرنے کے ہفت روزہ وقت صبح کا ناشتہ ہے۔ ناشتے کے ہمراہ اس کو استعمال کرنے سے

صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ دودھ ہمیشہ نیم گرم ہو اور اس کو ہلکا شیریں بھی کر لینا چاہئے۔ اسی طرح بعض لوگ دودھ میں پانی ملا کر اس کی کمی

بھی پیاس کے وقت پیتے ہیں اس کے متعلق یہ جانتا ضروری ہے کہ اس کے اثرات اپنے اندر بالکل دودھ کی طرح غذائیت کے ہیں۔ البتہ اس

میں ببردوت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے اثر استعمال سے معدہ ٹھنڈا اور سسٹے مزاج بار د کے ہر فن پیدا ہو جاتے ہیں۔ اول تو اس

کا استعمال ہی نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن جب استعمال کی جائے تو غذا اور اس کے درمیان کافی وقفہ ہونا چاہئے۔

(۲) وہی کی لٹی :- وہی کی لٹی بھی غذا میں شریک ہے اور اس کو بھی ہمیشہ غذا کے مقام یا اس کے ہمراہ استعمال کرنا چاہئے۔ اس کے

بکثرت استعمال سے حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے اور نفع شکم کی شہ کیا ہے۔ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا استعمال دوسرے کو غذا کے ہمراہ کرنا چاہئے۔

۳۔ شرابِ سودہ :- شراب کا استعمال بغیر طبیب کی مرضی کے کبھی

نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں نقصان بہت زیادہ اور فوائد بہت ہی کم ہیں۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کے استعمال سے خواہشات نفسانی بھڑک اٹھتی ہیں جو کسی صورت بھی نہیں بجھتی جس سے طبیعت انتہائی منقبض ہو کر دل کے لئے بے حد نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے فوائد کا تعلق ہے اس کو اکثر اعتدال سے تلیل مقدار میں ضرورت کے مطابق طیب حافق کے مشورے سے استعمال کیا جائے تو یہاں جسم کے اعضا میں نشو و ارتقا اور قوت کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اور ساتھ ہی گندے فضلات کو جھانٹ دیتی ہے اور جسم میں مانع مواد کو جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ لیکن ان فوائد کے ساتھ ساتھ جب اس کے اثرات بڑھتے جاتے ہیں تو انہی چیزوں کے لئے سخت نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ اس کے اثرات بڑھنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد خواہ وہ دوا ہی کیوں نہ کیا جائے پھوٹنا شروع ہو جاتا ہے گویا یہ تصور ہے ہی عرصہ میں ایک ایسی عادت بن جاتی ہے جس کا چھوٹا تقریباً ناممکن ہے اس کو جھڑانا ہی بجائے فوائد کے باعث حد نقصان سے

(۲) حرکت و عمل :- حرکت و عمل میں چیزیں اہم ہیں (۱) ورزش (۲) مالش (۳) حمام۔

یا دراشت :- جانا چاہئے کہ یہ میں چیزیں اس لئے اہم ہیں کہ جسم انسان پر ان کے اثرات سے فضلات اندر نہیں رکتے اور اخراج پا

جاتے ہیں۔ ان کی ضرورت اس لئے اور بھی زیادہ ہے کہ دنیا میں کوئی  
غذائے بھی ایسی نہیں جس کا فضلہ نہ بنے اور اسی طرح کوئی دوا بھی ایسی  
نہیں جو ان فضیلت کو بخیر ہی طرح جسم سے خارج کر دے اور اس  
کا نقصان طبیعت کو نہ پہنچے۔ اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے  
ایک ہی صورت ہے کہ جسم کو حرکت و عمل کی عادت ڈالی جائے۔ اس میں  
ورزش ایک ایسی چیز ہے جس میں بغیر کسی اوتدبیر اور خرچ کے نسیان  
اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ مگر مالش اور حمام میں ایک خاص اہتمام  
کی ضرورت ہے۔ بہر حال ضرورت کے وقت ان کا استعمال لازمی اور  
مفید ہے کیونکہ اگر یہ فضیلت جسم کے اندر چھوڑ دئیے جائیں تو کھٹے  
ہو کر تین قسم کا نقصان پیدا کرتے ہیں: (۱) ان میں تعفن پیدا ہو کر جسم کی رطوبت  
برباد ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ (۲) رطوبت کی زیادتی حرارت غریزی  
کو ضائع کرنا شروع کر دیتی ہے (۳) مادے کی لڑکاوش رگوں یا آنتوں  
میں سدے پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ ان فضیلت کا اخراج جس  
حسن طریقہ پر ورزش۔ مالش اور حمام سے ہو سکتا ہے وہ کسی اور دوا  
و تدبیر سے ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ ورزش۔ مالش اور حمام کے بعد  
جسم اکثر ٹپکا اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ جسم  
مضبوط ہونا شروع ہو جاتا ہے اور روز بروز زیادہ ملاقا کا  
احساس ہونے لگتا ہے۔

درزش درزنی ایک ایسی حرکت اور ایسا عمل ہے جس میں بٹبٹ

سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ورزش مادی امراض کو رفع کرتی ہے۔ حرارت عزیز یہ کو برا سمجھتے کرتی ہے۔ جملہ دلوں کو سخت بناتی۔ فضلات کو نکالنے کرتی اور رسالت کو کھلتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، اول وہ جو عام جسم کے لئے عام ہو یعنی اس کا ارقام بدن پر پڑے مثلاً دوڑنا سیر کرنا گھوڑا دوڑانا کشتی کھینا کشتی لڑنا وغیرہ (۲) وہ جو صرف بعض اعضا کیساتھ مخصوص ہیں مثلاً اونچی آواز سے بڑھنا جس سے سر و سینہ اور آلات تنفس سے فضلات پاک اور غذا کو قبول کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہیں۔ بھاری پتھوٹھانا سخت کمان کا کھینچنا۔ گیند بلا کھیلنا۔ ان سے دونوں ہاتھوں۔ گردن۔ سینہ۔ دونوں شانوں اور پشت کا متغیہ ہوتا ہے نیز چلنے بھی خاص ورزش ہے اس سے دونوں رین۔ دونوں اولیٰ اور دونوں پنڈلیوں کا تقسیم ہونا ہے

یلو و اشت :- ورزش کا وقت وہ ہوتا ہے جب بدن فطری فضلات اور براز سے پاک ہو اور غذا مضام ہو چکی ہو اس کے لئے بہتر وقت صبح یا تیسرا ہے۔ ورزش عام طور پر معتدل ہونی چاہئے۔ زیادہ شدید قسم کی ورزش بعض اوقات نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ معتدل ورزش میں تھکن کم ہوتی ہے۔ دوڑان خون جلد کی طرف آکر اس کو سرخ کر دیتا اور پھلا دیتا ہے اور ہلکا ہلکا سینہ آتا ہے۔ جب پیٹے میں شدت اور جسم میں تھکن کی زیادتی محسوس ہو تو فوراً ورزش چھوڑ دینی چاہئے بعض ورزشیں جسمانی اثر کے ساتھ روحانی اثرات بھی رکھتی ہیں۔

مشدہ قلبیے کی دوڑ، گھوڑے دوڑ، گیند بلا وغیرہ جن میں دلنڈش کے ساتھ  
چلتے مارنے کی مسرت اور افسوس بھی شامل ہوتا ہے جس سے نفس میں  
حرکت پیدا ہوتی ہے۔

بعض ورزشوں کے فوائد کشتی کی سیرِ اخلاط میں تحرکیت و ہجان  
پیدا کرتی ہے اور اس سے جذام، استسقاء، کھنکھ کو بھی اکثر ناکندہ ہو  
جاتا ہے۔ مدت کے وقت کشتی کی سیر مفیدی قلب ہے لیکن اس میں چاند  
کی تیز روشنی لازمی ہے۔ تیرنے سے معدہ بہت زیادہ مقوی ہو جاتا ہے  
نیز تیز چلنا گردوں کو صاف کرتا اور ضعفِ جگر میں بہت مفید ہے۔ بافت  
کی سیر باعثِ فرحتِ قلب اور دماغ میں سرور لاتی ہے۔ شدید شرم کی  
ورزشیں جیسے کشتی کھین، پتھر اٹھانا جسم سے بطن کو تھکاتا ہے۔

رب، مالش :- مالش سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے  
شخص کے جسم کو تیل یا بنیہ تیل کے طے ہن کی کئی قسمیں ہیں مثلاً صلب  
جو اعضاء کو مضبوط بنا دیتی ہے۔ لیکن جو ڈھیلا کرتی ہے۔ کثیر جو متواتر  
کی جلتے یہ اعضاء کو ڈبلا کرتی ہے۔ معتدل یہ ہونا کرتی ہے۔ رطوبتی  
جو کھردرے کیڑے یا ہاتھ سے کی جائے، یہ خون کو ظاہر بدن کی  
طرف جذب کرتی ہے اور نرم مالش جو نرم پھلی یا نرم کپڑے سے کی  
جائے۔ خون کو بند کرتی ہے یعنی اس عضو کی طرف کھینچ کر وہاں جمع  
کر دیتی ہے۔

یادداشت :- مالش کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداء میں قوت کے



ساتھ شروع کی جائے اور پھر آہستہ آہستہ نرم کر دی جائے۔ اگر تیل لگانا ہو تو شروع میں ہی لگایا جائے۔

حمام: حمام: حمام سے مراد بند کمرے میں گرم پانی یا گرم بخارات سے غسل کرنا ہے یا اس میں اس وقت تک ٹھہرنا ہے کہ جس سے جسم کے فضولت پسینہ کے ذریعہ اخراج پاجائیں حمام کے اندر سرد پانی سے غسل کرنے کو حمام نہیں کہتے بلکہ حمام میں گرم پانی یا گرم بخارات کا استعمال لازمی ہے۔

حمام کئے میں کمرے ہونے چاہئیں۔ میلا کر معتدل و دوسرا گرم ہونے اور تیسرا گرم خشک اور ہر کمرے میں اس کے مطابق ہی ہوا استعمال کی جائے۔ گرم کمرے میں معتدل پانی یا معتدل کمرے میں بہت تیز گرم پانی نہ استعمال کیا جائے۔ کیونکہ یہ پھر بری پیدا کرتا ہے ساچھا حمام وہ ہے جو عمر و راز نکالنا ہو اور اس کے کمروں کی فضا کشادہ اور ہوا پاک صاف ہو۔ پانی شیریں ہو اور اس میں اس قسم کا ایندھن نہ بٹایا جائے جس میں کسی خاص قسم کی بو وغیرہ پانی جائے۔ حمام کو بہت زیادہ گرم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ زیادہ تحلیل کا باعث ہوتا ہے اور اعضا کو ڈھیس بنا دیتا ہے۔ اور نہ ہی پانی انگٹا ہونا چاہئے کیونکہ وہ پسینہ نہیں لاتا اور حمام کا ایسا ہونا ضروری ہے کہ جسم پر پسینہ آجائے اور ٹکی سی حرارت حاصل کرے۔

حمام کا طریقہ و فوائد:- ہمارے حمام کرنا بدن کو خشک کرتا ہے

اور سب بھرا ہونے کی حالت میں موٹا بناتا ہے اور نڈ کو ظاہر بدن کی طرف جذب کرتا ہے لیکن ایسا تمام سدا سے پیدا کرتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ حمام نہ تو نہار نہ کیا جائے اور نہ سیر شکم ہونے کی حالت میں۔ حمام میں کسویں چیز کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ سہم ہونے سے قبل ہی راستوں کے کشادہ ہونے کی وجہ سے دُور کے اعضا تک پہنچ جاتی ہے۔ حمام میں زیادہ دیر تک بیٹھنے سے ضعیف عینا کی طرف فصاحت کرنے لگتے ہیں جسم سست پڑ جاتا ہے اعصاب کو ضرر پہنچتا ہے حرارت غریزی تحلیل ہو جاتی ہے اور غذا کی خواہش اور قوت باہر قوت باہر قطع ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں اور مرضیں صرف حمام میں زیادہ نرم نہ بیٹھنے پر ہی وقوعی نہیں بلکہ خود حمام بھی ان تمام مرضوں کو پیدا کرتا ہے

یا دوا شست :- جب تک جسم اختلال پر نہ آجائے اس وقت تک حمام کے یہ کرہ میں رہنا چاہئے اور جب باہر نکلنے کا ارادہ ہو تو بدن کو خوب دھانا لینا چاہئے تاکہ معائنہ لگ جائے۔ جن لوگوں میں صفرا کی زیادتی ہوئی ہو یا گرم حمام نہیں کرنا چاہئے۔ عام طور پر خانی سکم و جب بھوکا لگی ہوئی ہو، حمام کرنے سے لاغر ہوئی اور خشکی پیدا ہوتی ہے۔ جو لڑکے ریاضت کم کرتے ہیں ان کو اکثر ایسا حمام کرنا چاہئے جس سے پسینہ آجائے۔ آب سرد سے غسل کرنا بدن کو قوی کرتا ہے۔ مگر سردی کے وقت سرد پانی سے غسل نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے مکرور کا

پیدا ہوتی ہے۔ بچوں۔ بوڑھوں اور بعضوں کو سرد پانی کے غسل سے روکنا چاہئے۔

## جسم و قوت کی کثرت تحلیل اور شدید محنت

اسکے ذیل میں تین صورتیں ہیں (۱) جسمانی اور دماغی محنت (۲) جذبات کی زیادتی (۳) مباشرت۔

(۱) جسمانی اور دماغی محنت: جسمانی اور دماغی محنت کی کثرت جسم میں بہت زیادہ تحلیل پیدا کرتی ہے جس کو بدل یا تحلیل پورا نہیں کر سکتا اور ضعف واقع ہو جاتا ہے عام طور پر جسمانی محنت زیادہ سے زیادہ ایک

وقت میں چار گھنٹے اور پھر ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد دو گھنٹہ سے زیادہ نہیں کرنی چاہئے جسمانی محنت کرنے والوں کے لئے لازمی ہے کہ غذا پختہ پھر کر کھائیں اور اس میں گوشت کی مقدار کافی ہونی چاہئے۔

دماغی محنت کرنے والوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں تین گھنٹے اور پھر ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد دیرھ گھنٹے سے زیادہ دماغی کام نہیں کرنا چاہئے اس سے زیادہ دماغی محنت اعصاب میں

تحلیل اور اعصاب ریشہ میں ضعف پیدا کرتی ہے۔ دماغی محنت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی غذا میں غلہ اور دودھ کا پھل

اور سیوہ جات کا استعمال بہت زیادہ کریں۔ گوشت کا استعمال ان کے دل کے چاٹنے کے مطابق کرنا چاہئے اور نہ چاہئے تو نہ بھی کریں۔ البتہ مچھلی کا استعمال ان کے لئے بہت مفید ہے جسمانی اور دماغی محنت کرنے والوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ کبھی کبھار اپنے کام سے چھٹی کریں اور وہ وقت تفریح میں خرچ کریں۔

جذبات کی زیادتی :- جذبات کی شدت نہ صرف جسم میں امراض پیدا کرتی ہے بلکہ جسم کو کثرت سے تحلیل کرتی ہے زیادہ کثرت زیادہ تحلیل کا باعث ہے زیادہ غصہ اور غم سے دل میں تحلیل پیدا ہوتی ہے غصے کی حالت میں فوراً ٹھنڈا پانی پینا چاہئے یا لیٹ جانا چاہئے غم کی حالت میں مسرت کے یام اور خدانے رحیم کی رحمت کا تصور ذہن میں تازہ کرنا چاہئے خوف کی حالت میں اعصاب تحلیل ہوتے ہیں اور بعض اوقات بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے ایسے وقت میں خوف زدہ آدمی میں غصہ پیدا کرنا چاہئے تاکہ خوف رفع ہو جائے۔ مسرت و لذت کے جذبات کی کثرت سے ضعف جگر پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات جگر اس قدر تحلیل ہو جاتا ہے کہ صحت خطرے میں پڑ جاتی ہے ماعتدال سے زیادہ لذت و مسرت میں گرفتار نہیں رہنا چاہئے اور زیادہ تعقے بھی نہیں مارے چاہئیں اس سے بھی اکثر جسم میں تحلیل کی صورت پیدا ہوتی ہے ۳، مباشرت :- مباشرت کی صورت میں ذیل کی باتوں پر شدت سے عمل کیا جائے :-

رنا، خالی سپٹ مباشرت نہ کی جائے اور شکم سیری کی حالت میں بھی نقصان  
 رسال ہے رنا، بیماری کی حالت میں مباشرت سے قطعاً پرہیز کیا جائے  
 رنا، جسم میں اگر کسی کیفیت کی زیادتی رگرمی، سردی، خشکی تری، کاشتہ پید  
 احساس ہو تو اس وقت بھی مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے (۷۷) غم  
 خوف اور غصہ کی حالت میں بھی اس سے دور رہنا چاہئے ونا جنس اور  
 نفاس کے ایام میں مباشرت سے بہت دور رہنا چاہئے رنا کم سن  
 لڑکیوں سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے عقد، مخصوص  
 میں تحلیل پیدا ہوتی ہے اور ہمیشہ کمزاری لڑکیوں کے پاس جانا ہی  
 یہی کیفیت پیدا کرتا ہے (۷۸) بڑھیا اور بد صورت عورتوں سے بھی  
 مباشرت نہ کی جائے (۷۹) اغلام بازی کے قریب بھی نہیں ٹھکانا چاہئے  
 اس سے اعضائے زینہ میں بے حد ضعف اور خرابی واقع ہوتی ہے  
 رنا، کثرتِ جملع سے پرہیز کیا جائے اس سے اعصاب کو سخت  
 نقصان پہنچتا ہے اور عام طور پر اس سے فالج، رعشہ اور تشنج کے  
 امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور قلب و عیانی میں ضعف واقع ہوتا ہے  
 ذیل کی صورتوں میں مباشرت مفید ثابت ہوتی ہے اور بہت  
 کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

رنا، جب اس کی شدید خودمیش پیدا ہو یعنی بغیر کسی بیرونی تحریک  
 کے شہوت کا غلبہ ہو (۲) مکمل تنہائی ہو کیونکہ دوسرے کا خوف  
 ضعفِ قلب پیدا کرتا ہے۔

۳، جب جسم میں فرحت و انبساط اور ایک خاص قسم کا سرور پایا جائے۔

مباشرت سے پرہیز کرنے سے دوران سرگرائی بدن تندرستی چشم، درم خصیہ اور درم تنج ران جیسے تکلیف دہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور عورتوں میں اختناق الرحم۔ دوران سرضعف قلب اور اکثر غشی کے دورے شروع ہو جاتے ہیں۔

ذیل کی چیزیں شہوت کو بڑھانے والی ہیں۔ (۱) پٹو کے بالوں کو موندنا (۲) لذیذ اغذیہ کا استعمال (۳) عشق و محبت کے قفسے اور افسانے بڑھانا (۴) سرٹلی آوازوں اور نعشوں کا سننا (۵) رقص و سرود کا دیکھنا وغیرہ۔

یادداشت: مباشرت کے روز نہانا دھونا، خوشبو لگانا، عمدہ کپڑے پہنا ضروری ہے۔ مستغن اور گندے مقام سے دوسرے نہا چاہئے۔ مباشرت کی تمام شکلوں میں بدترین صورت یہ ہے کہ عورت مرد کے اوپر آئے۔ اس طرح مرد کے اعصاب اور اخفاٹے مخصوصہ میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ صحیح صورت یہ ہے کہ مرد اوپر ہو۔ مباشرت سے قبل پہلے آپس میں خوشی و مسرت کی باتیں کرنی چاہئیں اور جسم کے مخصوص حصوں میں مساس کرنا چاہئے اور جب تک جسم میں جوش اور لذت کی شدت پیدا نہ ہو اس وقت تک مباشرت نہیں کرنا چاہئے اس سے مبالغہ بیوی دونوں کے انزال میں سہولت ہوتی ہے اور دونوں

کا انزال ضروری ہے اگر یہ صورت نہ ہو تو اعضائے رئیسہ میں نقصان واقع ہوتا ہے اور اوپر ذکر کردہ خراب امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ مباشرت اگر ضرورت کے مطابق کی جائے تو اس سے جسم ہلکا پھلکا محسوس ہوتا ہے تھکن دور ہو جاتی ہے اس کے بعد بہت آگہی تسلی بخش ٹیند آتی ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے اور جسمانی و دماغی منت کرنے کو جی چاہتا ہے اور اگر اس کے بعد تھکن سُستی اور کمزوری واقع ہو تو یہ جان لیں کہ مواصلت ضرورت کے مطابق نہیں کی جا رہی بلکہ لذت و مشوق کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔ یہ صورت نقصان رسال ہے اور اس سے ضعفِ اعضائے رئیسہ پیدا ہوتا اور بڑھاپا جلد آتا ہے۔

مباشرت کے بعد تھوڑی دیر سونا لازمی ہے بعض لوگ اس کے بعد دودھ حلوانہ یا کوئی اور مقوی غذا دوا استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں مگر مواصلت کا بدلہ مایع ہو جائے لیکن یہ عادت بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہے کیونکہ اس وقت دورانِ خون میں تیزی ہوتی ہے اور وہ دور دور سے اپنے فضلات کا اخراج کر رہا ہوتا ہے اور ایسے وقت پر کھانے سے اُن کا ایک طرف اخراج رُک جاتا ہے اور دوسری طرف طبیعت نئی کھائی ہوئی چیز کی طرف پوری طرح توجہ نہیں دیتی اور اس میں فساد پیدا ہو جاتا ہے کم از کم گھنٹہ ڈیرہ گھنٹہ کے بعد جب بدن اعتدال پر آجائے

تو اصل غسل کیا جائے اور بعد میں کچھ کھایا جائے۔ اور اگر ایسی عادت پڑ گئی ہو تو ایسے موقع پر جو چیز مفید ہو سکتی ہے وہ پان ہے اور اگر خوشبودار ہو تو اور زیادہ بہتر ہے۔

عورتوں کو ایام حمل اور زمانہِ رخصت میں جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑ دے۔ مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بچہ کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور اس کو اکثر اسپہالِ بچیش اور بخار کی شکایت رہتی ہے اور بعض اوقات دقِ الاطفال اور ام العیاض جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں جس سے بچہ سوکھ کر کاٹھا ہو جاتا ہے۔ بچہ کو دو سال تک دودھ پلانا ضروری ہے۔

تندست آدمی کو محض شوق کی بنا پر مقوی باہ یا مسک ادویہ کا استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کن اعضاء کیلئے مفید ہیں اور اکثر اوقات کسی عضو کو زیادہ تیز کرنے سے بھی اسپہالِ ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور اسی طرح ظاہر و غیرہ کا استعمال بھی بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہے۔ یہ سب چیزیں مریضوں کے لئے ہونی چاہئیں نہ کہ صحت مند۔ بعض لوگ حمل کی روک تھام کے لئے ایسی صورتیں مل میں لاتے ہیں جس سے قرارِ حمل میں رکاوٹ ہو مثلاً غزل (انزال) کے وقت عضو مخصوص کو باسر نکال دینا، عضو مخصوص پر باریک پردا یا ربلو کی قبلی ذفریج لپیٹنا یا عہدوں کے جسم میں مصلحت کے بعد ایسی ادویات کا رکھنا جن سے نطفہ ضائع ہو جائے یہ ساری صورتیں مردو



عورت دونوں کے لئے مفرت رساں ہیں ان سے دل و دماغ دونوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور سنی کے صحیح طور پر مزاج نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات مردوں کو جنون۔ مایوسی اور دورانِ سر کی شکایت پیدا ہو جاتی اور عورتوں میں اختناق الرحم اور سیان وغیرہ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ استقاطِ حمل بھی عورتوں کی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے ایک استقاطِ دس بچوں کی پیدائش کے برابر اثرات رکھتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش سے عورت کی صحت پر بُرا اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کے لئے توانائی کا اثر رکھتا ہے۔ ہر بچہ جو پیٹ میں پرورش و نشوونما پاتا ہے اور اس میں زندگی کے نئے آثار پیدا ہوتے ہیں تو اس کی اس نحو کا اثر ماں پر بھی پڑتا ہے اور اس میں نئی زندگی اور حرارت پیدا کر دیتا ہے۔

تدابیر موسم :- موسم بھی انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے غیر معمولی اثرات سے بچنے کی تدابیر کرنی چاہئیں خصوصاً ان لوگوں کو جن کے مزاج کے لئے تکلیف دہ ہوں۔ علاج کے دوران میں بھی موسم کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ بعض امراض بعض موسموں میں مشکل علاج ہوتے ہیں اور بعض موسموں میں تیز اور تندادویہ استعمال نہیں کی جاسکتی۔ چند ضروری باتیں درج ذیل ہیں۔

۱، موسمِ بہار کے اوائل میں جلدی نصد اور آسہال کرایا جائے اور تمام گرم تر چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

۲، موسم گرما میں غذا شراب اور ورزش میں کمی کر دی جائے۔ سایہ میں بیٹھنا۔ جسم کو دھوپ سے بچانا۔ آرام و آسائش سے رہنا۔ گرمی بچانے والی اشیاء کا استعمال اس موسم میں لازمی ہے۔ عادی لوگوں کو تے کرانے میں بھی تاخیر و تساہل نہ کریں۔

۳، خزاں میں خشکی پیدا کرنے والی باتوں، جماع، سرد پانی سرد مکان میں سوتے، دوپہر کی دھوپ صبح اور رات کی سردی، ترمیوں کے کھانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے نیز اس کے اوائل میں استفراغ کیا جائے۔ تمام ایسی چیزیں کھائی جائیں جو کسی قدر تہ اور گرم ہوں۔

۴، موسم سرما میں فصد اور تے سے پرہیز لازمی ہے مگر بقدر ضرورت اسہال کی اجازت ہے۔ اس موسم میں غذا کا بکثرت مگر بقدر ہضم استعمال کریں۔ کیونکہ اس موسم میں مضمم اچھا ہو جاتا ہے۔ یادداشت:۔ حاملہ عورت کو قصد سنگیاں، اسہال اور تے سے پرہیز کرنا چاہئے البتہ اشد ضرورت کے وقت اجازت ہے۔ اسی طرح حمل کے دوران میں شدید خوف، غصہ، ہولناک آوازوں نیز خوشبوؤں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

# طِبِّ عَمَلِ

## (۲) علمِ علاج

طریقہ علاج کا نام :- طب یونانی میں جس طریق سے علاج کرتے ہیں اس کا نام علاج بالصدجے یعنی ہر علامت بصورت اور کیفیت کا علاج اس کی ضد ادویات کے ساتھ مثلاً اگر اسہال اور قے آ رہے ہوں تو بند کر دیئے جائیں ورنہ اور ورم کی صورت ہو تو ان کو دور کر دیا جائے اور اگر گرمی ہو تو سرد ادویات استعمال کوئی جائیں اور اگر سردی ہو تو گرم ادویہ کا استعمال کیا جائے وغیرہ مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ علاج بالمثل پر عمل درآمد کرنے والے معالجین بھی کامیابی سے علاج کر رہے ہیں اور اگر ان کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو خود ہمارے اطباء جو علاج بالمثل کے قائل ہیں بار بار علاج بالمثل کے اصول سے کام لیتے ہیں مثلاً قویج کا علاج انیون سے کرتے ہیں حالانکہ دونوں سرد ہیں حتیٰ صفراوی کا علاج ستھونیا سے کرتے ہیں حالانکہ صفرا اور ستھونیا دونوں گرم ہیں اسی طرح بارہا قے کا علاج قے سے اور اسہال کا علاج اسہال سے کیا جاتا ہے پھر ہم اس طریقہ علاج کو علاج بالصدجیوں کہتے ہیں۔

اس کے جواب میں جاننا چاہئے کہ ہر طریقہ علاج عقل، تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے مثلاً تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ سردی گرمی سے دور ہو جاتی ہے اور گرمی سردی سے اسی طرح تشریحی کھاری پن سے لوٹ جاتی ہے اور کھاری پن تشریحی سے رفع ہو جاتا ہے اور جسم کا ضعف طاقت و رادویات سے دور ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارا روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ جو چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا یہ طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ دوسری کو توڑ کر اس کی جڈ لے لے اور اس جڈ و جہد میں جو غالب ہوتی ہے اسی کا اثر ہوتا ہے آگ پانی میں یہی قدرتی مشاہدہ نظر آتا ہے عقلاً بھی ہضم دیکھتے ہیں کہ اگر گرم امراض میں گرم ادویہ و اغذیہ سرد امراض میں سرد ادویہ و اغذیہ اور اسی طرح سرد اور گرم امراض میں سرد اور گرم اغذیہ و اشربہ کا استعمال کیا جائے تو مرض میں اضافہ ہوتا ہے ناکر کسی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم یہ علامت، صورت اور کیفیت کا بال ضد علاج نہ کریں۔

یہ تو بیخ علاج فیون سے تیز درہل قویخ کا علاج نہیں بلکہ قویخ کی حالت میں شدید قسم کے درد کو روکنے کی صورت ہے کیونکہ قویخ اس سدے کا نام ہے جو سردی کی وجہ سے آنکھوں میں پھنس جاتا ہے اور یہ فیون سے کبھی دور نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ سدے کے خراج پر اتنا وقت صرف ہوتا ہے کہ اس وقت تک مرضیں درد کی شدت میں مبتلا رہنا برداشت نہیں کر سکتا اس لئے وقتی طور پر فیون کا استعمال کیا جاتا

ہے وہ قویخ کا نہیں بلکہ ورد کے احساس کا علاج ہے اور اس کا علاج ایون سے کرنا صحیح معنوں میں علاج بالغضد ہے اسی طرح گھی صفراوی سقمونیا سے دور نہیں ہوتا بلکہ صفراء کی ضرورت کے مطابق کمی کی وجہ سے شمار کا قیام ہوتا ہے اور اس کمی کو سقمونیا کے استعمال سے پورا کیا جاتا ہے جس سے مادہ صفراوی اخراج پا جاتا ہے اسی لحاظ سے سقمونیا کا عمل بھی اس کا علاج بالغضد ہے ایسے ہی قے اور اسہال کا علاج قے اور اسہال سے ہی قے اور اسہال کا علاج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس قوت کا علاج ہوتا ہے جس کی کمی کی وجہ سے طبیعت قے اور اسہال کے ذریعہ فاسد مواد کو پوری طرح خارج نہیں کر سکتی اس لئے قے اور اسہال کی کمی کو قے و اسہال کی ادویات سے تیز کیا جاتا ہے تاکہ مواد فاسد کا اخراج ہو جائے اور اس کے بعد اکثر خود ہی قے و اسہال بند جاتے ہیں یا ان کو بالغضد ادویات سے بند کر دیا جاتا ہے۔

یادداشت :- علاج بالثلث بھی دراصل علاج بالغضد ہے اس کی تفصیل ہماری کتاب ہومیو پتھک ریسرچ میں ملاحظہ فرمائیں مجھذیر طبع ہے۔

طریقہ علاج :- طب یونانی میں علاج تین صورتوں سے کیا جاتا ہے

۱) علاج بالتدبیر ۲) علاج بالدار ۳) علاج بالید یا دستکاری۔

۱) علاج بالتدبیر :- طریقہ علاج استجاب ستہ ضروری یعنی غذا پانی وغیرہ میں مناسب تصرف کرنے سے کیا جاتا ہے جس کا ذکر علم الاسباب میں ہو چکا ہے

یادداشت :- اسباب ستہ ضروریہ کے ساتھ

ساتھ کیفیات کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے یعنی گرم کیفیات کے مریضوں کی گرم کیفیات کو سرد دواؤں اور سرد اغذیہ و ادویہ اور دیگر تداویہ سے بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسی طرح سرد خشک اور تر کیفیات کے مریضوں کی کیفیات کو بدلنے کے لئے ان کے برعکس تداویہ اختیار کی جاتی ہیں۔

رانا، علاج بالذواہب۔ علاج بالذواہب میں ہر قسم کی ادویہ و اغذیہ ندرت اور بیرونی طور پر استعمال کرائی جاتی ہیں اور ان میں بالذواہب کا خیال مد نظر رکھا جائے۔

یادداشت: بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جس ملک کا علاج ہر اس ملک کی ادویہ استعمال کرنی چاہئیں اور باہر سے نہ منگانی جائیں یہ اعتراض بہت حد تک صحیح ہے کیونکہ ہر ملک کی ادویات وہاں کے رہنے والوں کے زیادہ مناسب اور مزاج کے زیادہ قریب ہوتی ہیں لیکن جو ادویہ اپنے ملک میں دستیاب نہ ہوں ان کو باہر سے منگانا کوئی بُری بات نہیں لیکن ان ادویات کے مزاج کیفیات اور خواص و فوائد سے پوری آگاہی ہونی چاہئے۔ اس وقت بھی طب یونانی میں بے شمار دواؤں ایسی ہیں جو غیر ملک سے درآمد کی جاتی ہیں جیسے تاملی جو کہ شے آتی ہے اور دیگر اقسام سناہ سے بہتر ہے۔ طلبِ امری معر سے اور صبرِ نفوٹری جو تر کی کے علاوہ نفوٹری سے درآمد کی جاتی تھی۔

رانا، علاج بالذواہب دستکاری :- اس صورت علاج میں

اعضائے جسم کو ضرورت کے مطابق چیز یا پھار بنا جوڑوں کا درست کرنا اور بٹھانا بعض اہل اض میں حصہ جسم میں واغنا بقصد و حجامت۔  
 الامرض اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کا جوڑنا وغیرہ شامل ہیں۔

بادواشت :- دوا سے علاج کرنے میں اس امر کو ضرور ملحوظ رکھیں کہ اگر کیفیات اور مزاج کے مطابق دوا کی بجائے صرف غذا یا غذا سے دوا سے علاج ہو سکتا ہو تو زیادہ بہتر اور اہل سے بچھرا کر یہ ممکن نہ ہو۔ تو یہی ہلکے مزاج کی ادویات سے علاج شروع کیا جائے اور مرض کی تیزی اور شدید حالت میں تیز قسم کی شدید ادویات برتنی چاہئیں۔

علاج بالید

علاج بالدوا

علاج بالتدبیر

## علاج کلی

مندرجہ بالا طریقہ نامے علاج کا ہم ذیل میں صرف اس قدر ذکر کریں گے جس سے ان کے کلی اصول بیان ہو جائیں تاکہ دوران علاج میں یہ ضروری اہم باتیں مد نظر رہیں۔ کیونکہ جب تک علاج کے کلی اصول ذہن نشین نہ ہوں تو علاج صحیح طور پر نہیں ہو سکتا۔ علاج میں صرف یہ جانتنا کافی نہیں ہوتا کہ فلاں مرض کی فلاں دوا ہے بلکہ چند احکام بھی مد نظر رکھنے پڑتے ہیں۔ اور ان کے تحت بعض اوقات ادویات میں کمی بیشی کبھی غذا

میں تغیر و تبدل کیسے ماحول میں تبدیلی اور بعض وقت مریض کے نفسانی اور کیفیاتی اثرات کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے اس لئے صرف کسی مرض کی رو سے استعمال کر دینا علاج کے لئے کافی نہیں بلکہ علاج کے امور کلی کو ذہن نشین کرنا بہت اہم ہے بلکہ ہر مرض کے اصول کلی ذہن نشین رکھنے چاہئیں جن کا ذکر کچھ یہاں اور کچھ کتاب العلاج میں تفصیل سے بیان ہوگا۔

ذیل میں ہم علاج کے جن اصول کلی پر بحث کریں گے وہ یہ ہیں (۱) احکام غذا (۲) احکام دوا (۳) احکام استفراغ (۴) احکام لالہ (۵) احکام قصد و حجامت۔

احکام غذا۔ غذا کے متعلق سب سے اہم بات یہ ہے کہ بغیر شدید بھوک کے مریض کو غذا باطل نہ دیں اور جب وہ بھوک سے غذا کے لئے اصرار کرے تو اول اس کو لطیف اغذیہ مثلاً دودھ کا پانی، پھلوں کا رس، چائے کا پانی یا چائے، رقیق شوربا، انڈے کی سفیدی یا انڈے کی زردی کا شوربا وغیرہ استعمال کریں اور جب ان کے بار بار کھانے سے بھی بھوک نہ رہے تو نہ ہی لطیف اغذیہ میں گھی کا اضافہ کریں مثلاً دودھ یا گھی ملا کر دودھ یا گھی والی چائے اور شوربے میں گھی وغیرہ اور لا کر اس کے بعد بھی مریض بھوک کی شکایت کرے تو دلیا، چاول، خشک، ڈبل روٹی اور چائے کا چھلکا وغیرہ دیں مگر جس ترکیب کے ساتھ ان کو استعمال کرتے ہیں اور اس گھی بہت زیادہ ہونا چاہئے اس کے علاوہ یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ ہر



غذا کا وقفہ کم از کم چھ گھنٹے ضرور ہونا چاہئے تاکہ طبیب کو تسلی ہو جائے۔  
 کیلے کھائی ہوئی غذا ضرور ہضم ہو گئی ہے۔

یادداشت: بیاد سے کہ غذا کو ہضم کرنے کے لئے حرارت  
 کی ضرورت ہے اور جسم میں حرارت کی کمی کے وقت جو غذا مزین یا سرد  
 آدمی کھاتا ہے وہ ہضم نہ ہونے کی صورت میں اندر متعفن ہو کر باعث فساد  
 ہوتی ہے۔ اس لئے اگر جسم میں حرارت کی کمی ہو تو ثقیل اغذیہ مثلاً چپاتی۔  
 نیم نخت گوشت اور روغن اغذیہ بند کر دینی چاہئیں اور جب غذا پوری  
 طرح ہضم ہو تو پھر تھوڑا تھوڑا کر کے غذا کو شروع کر لیں مریض کا بغیر  
 حرارت جسم کے غذا کا استعمال کرنا ایک قسم کا جرم ہے۔ اس کے ساتھ  
 یہ بھی مدنظر ہے کہ حرارت ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر زندگی اور  
 نشوونما کا دار و مدار ہے اس لئے طبیب کو مریض کی حرارت کو خاص  
 طور پر مدنظر رکھنا چاہئے۔ بغیر ضرورت کھنڈی اغذیہ و اشربہ مثلاً  
 شربت۔ لسی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے اور اسی طرح بغیر ضرورت  
 مسہلات اور ندرات کا استعمال بھی منع ہے۔ کیونکہ ان سے جسم کی  
 حرارت کم ہو جاتی ہے۔

غذا میں ذیل کے احکام کو خاص طور پر مدنظر رکھیں :-  
 ۱۔ ضرورت کے وقت مریض کو غذا سے روک دینا چاہئے مثلاً  
 جب جسم میں امتلاء زیادہ ہو کیونکہ اس وقت طبیعت مواد کو رفع کر  
 رہی ہوتی ہے اور جسم میں اکثر تعفن ہوتا ہے ایسی حالت میں غذا

بھی متعفن ہو کر باعث نقصان ہوتی ہے۔ یہی طرح جب مرض رفع ہو رہا ہو کیونکہ اس وقت جسم مرض کو رفع کر رہا ہوتا ہے اور غذا کی زیادتی سے طیباً سے چھوڑ کر غذا کی طرف متوجہ ہو جائے گی اور مرض ترک جائے گا۔ یاد دہانہ شدت اختیار کر لے گا باری کے بخاروں میں باری کے اوقات پر اس وقت غذا بند رکھنی چاہئے اور جب تک باری گزر نہ جائے۔ غذا نہ دینی چاہئے۔

۲) جب مریض کو بھوک زیادہ تنگ کرے اور وہ بار بار اس کی سکاہت کرے تو اس کو اس قسم کی غذا دینی چاہئے جس میں مقدار کی زیادتی نہ ہو اور اس میں کسی ہلکا سا سبز لوز کا استعمال بغیر دودھ کی چائے اور چاول وغیرہ اور اگر اس کے بعد بھی بھوک کی زیادتی رہے تو ان اذیہ کے ساتھ گھی کی مقدار بڑھا دینی چاہئے لیکن کوشش کی جائے کہ اس کی غذا میں نشاستہ دار غذائیں نہ ہوں یا بہت کم ہوں یا وہ بے بھوک کی زیادتی اکثر معدے کی سوزش یا خشکی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

۳) بعض اوقات مریض کی بھوک بالکل بند ہوتی ہے اور وہ نفاہت محسوس کرتا ہے۔ ایسی حالت میں تلیل مقدار میں مقوی اور زود ہضم اذیہ استعمال کرائی جائیں جسے شوربایا انڈے کی زردی وغیرہ۔ ان سے ملتا بھی سجال رہے گی اور باضہ پر زیادہ بوجھ نہیں پڑے گا۔ بھوک کی کمی بعض وقت معدے میں رطوبات اور بلغم کی زیادتی سے ہوتی ہے اور کبھی ضعف جگر سے پیدا ہوتی ہے۔

۴) جب بدن میں ضعف کے ساتھ رطوبات کی زیادتی ہو تو غذا

مقدار اور کیفیت دونوں کے اعتبار سے کم کر دی جائے۔

(۱۵) جب جسم میں غذا کو ہضم کرنے کی استعداد زیادہ ہو جائے اور طبیعت

صحت کی طرف راغب ہو تو غذا مقدار اور کیفیت دونوں میں بڑھا دی جائے

(۱۶) جب آنتوں اور جگر میں خرابی ہو تو ایسی غذا استعمال کرانی جائے جو

معدے میں ہی ہضم ہو جائے جیسے نشاستہ دار اور لحمی اغذیہ

(۱۷) اسی طرح جب معدے میں خرابی ہو تو ایسی غذائیں استعمال کرانی جائیں

جن میں معدے کو زیادہ تکلیف نہ کرنی پڑے اور وہ جگر اور آنتوں میں ہضم ہو

جائیں جیسے روغنی اغذیہ۔

(۱۸) جس وقت جسم میں سردوں کا احتمال ہو تو اس وقت ہر غذا کے ساتھ

روغنی شیان کا اضافہ کر دیا جائے جیسے گھی۔ دودھ اور بادام وغیرہ

رہ، جب تک جسم کے اندر مواد ہو تو اس وقت تک غذا مخصوصاً

مقوی اغذیہ کا استعمال بند رکھنا چاہئے جب فضلات کا اخراج ہو جائے اور

اعضائیں غذا کے طلب کی استعداد پیدا ہو جائے تو اس وقت مقوی غذا

کو شروع کر لیا جائے لیکن اگر ضعف کا خطرہ ہو تو مقوی اغذیہ ظلیل مقداروں

استعمال کرانی جائیں۔

(۱۹) اگر دونوں کے امراض میں محلول اغذیہ مثلاً دودھ چائے اور پھلوں

کا رس استعمال کرانی جائیں۔ آنتوں کے امراض میں اور خصوصاً جب سچس ہو

غذا میں بندش کر دینی چاہئے یا صرف دودھ کا پانی اور انڈے کی سفیدی

استعمال کرانی جائے۔ اسی طرح نرے کی حالت میں غذا بالکل روک دینی چاہئے

اور اگر مریض اصرار کرے تو خشک اغذیہ مثلاً چنے، مکئی اور باجرہ کی روٹی اور  
 یہ پسند نہ کرے تو صرف گندم کی روٹی بغیر ترکاری کے دی جائے بخار کی حالت  
 میں غذا بالکل بند کر دینی چاہئے اور مریض اصرار کرے تو صرف پھلوں کا رس  
 استعمال کرے۔ تبض کے مریضوں کو عام طور پر زیادہ مقدار میں غذا استعمال کی  
 جائے لیکن اس کے ساتھ روخنی اغذیہ کی مقدار سے زیادہ ہونی چاہئے  
 احکام و واہدہ دواسے علاج کے دوران میں مندرجہ ذیل امور  
 کی رعایت کرنی چاہئے۔

(۱) مزاج مریض :- یعنی (۱) مرض کی نوعیت کہ آیا مرض گرم ہے یا  
 سرد (۲) مرض کا سبب بادی سابق یا شریکی ہے (۳) مریض کی قوت و  
 ضعف رہے۔ مریض کا مزاج جو مرض کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے وہ مزاج  
 طبعی یعنی مریض کا اصل مزاج جو صحت کی حالت میں ہوتا ہے (۶) عمر (۷)  
 عادات مثلاً مریض مسہلات میخفات و فصد وغیرہ کا عادی ہے یا نہیں (۸)  
 مقام :- جس مقام پر مریض رہتا ہے وہ گرم ہے یا سرد (۹) موجودہ موسم  
 (۱۰) ہوا کی کیفیت۔

(۲) دوا کی کیفیت :- دوا استعمال کرنے سے قبل اس کا تعین اور  
 اختیار کرنا ضروری ہے جو مریض کے مزاج کے مطابق ہوا۔ اس میں ذیل  
 کی باتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے (۱) کیفیت مرض - مرض کی کیفیات ہیں  
 شدت ہو تو ادویات بھی اتنی ہی طاقت کی استعمال کرنی چاہئیں (۲) جسم کا  
 مزاج مثلاً گرم مزاج شخص کو اور زیادہ گرمی پہنچ گئی ہو تو اس کو فوراً زیادہ ٹھنڈا

کرنا مناسب نہیں اور اسی طرح اس کے برعکس (۳) وقت موسم اور ملک کے مطابق ادویات استعمال کرنی چاہئیں مثلاً سردی کے موسم میں زیادہ سرد اور گرم ادویہ گرمی کے موسم میں استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے اور معتدل ادویہ استعمال کی جائیں۔

(۳) اوقات استعمال :- اس کے فیصلے میں بھی چند باتوں کا لحاظ کرنا چاہئے۔ (۱) مرض کے اوقات ابتدا و انتہا کے اعتبار سے یعنی مرض کس حالت میں ہے (۲) مریض کی قوت۔ اگر مریض قوی ہو تو استفراغ میں دیر نہ کی جائے لیکن اگر قوت ضعیف ہو تو استفراغ کرنے میں اس وقت تک دیر کریں جب تک بذریعہ غذا قوت کو نہ ٹوٹا یا جلوسے (۳) موسم کی مناسبت جیسے موسم سرما میں دوپہر کے وقت اور گرمی میں صبح کے وقت استفراغ کیا جائے۔

یادداشت :- ورم کی حالت میں اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ اس کی ابتدا ہے تو راجعہ عدویہ کا استعمال کریں۔ درمیانی حالت میں راجعہ اور محلل ادویہ ملا کر استعمال کریں اور اگر ورم انتہا ہے تو صرف محلل ادویہ برتنی چاہئیں۔

(۴) ادویات کا استعمال :- صحیح تشخیص کے بعد صحیح تجویز کی ہوگی تو استعمال کریں جب تک تشخیص و تجویز میں شک ہو تو استعمال نہ کریں بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ صرف غذا روک دیں اور تسلی ہونے پر دوا استعمال کریں۔

(۲) چنان تک ممکن ہو مفرد دوا میں استعمال کریں اور دوائیں بھی جب تک ہلکی دوائی سے کام چل جائے تیز دوا میں استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں۔

(۳) چنانک ممکن ہو کم دوا میں استعمال کریں (دوسری ذہری دوا دیا تے سے حتی الامکان پر ہنر نہیں۔ ۱۵ جن ادویات کے حوالہ کیفیات کا علم نہ ہو یا جس مرکب کے اجزا پوری طرح نہ جانتے ہوں ان کو استعمال نہ کریں۔ ۱۶) کسی مرض کو دور کرنے کے لئے اس وقت تک کوئی دوا نہ دیں جب تک مریض کے کیفیات اور مزاج کو درست نہ کریں (۱۷) جسم میں فاسد مواد اور فضلات کی موجودگی میں مقویات کا استعمال کریں۔ ایسی حالت میں وہ مرض کی زیادتی کا باعث ہوتی ہیں۔ (۱۸) کسی عضو کی مقوی دوا اس وقت استعمال کریں جب اس عضو کو دوا کے جذب کرنے کے لئے تیار کر لیا ہو۔ (۱۹) بغیر سوچے سمجھے شدید مہلکات۔ مہلکات اور کیفیات استعمال نہ کریں (۲۰) مواد کو اعضائے رئیسہ کی طرف اٹھانے کرنے کی کوشش نہ کریں (۲۱) مریض جس مرض یا علامت کا ذکر کرے۔ فوراً اس کے لئے دوا ڈھانکا کر نہیں دے دینی چاہئے۔ بلکہ خود تشخیص کرے اور پھر دوا تجویز کرنی چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ جب مریض پیٹ کے درد کا ذکر کرے تو وہ درد دانتوں میں ہو یا جگر وغیرہ میں۔ اسی طرح یہ درد کبھی بھی ہو سکتا ہے سوزش سے بھی اور اس مقام پر دم بھی ہو سکتا ہے۔

(۲۲) بعض اگر گرمی کی شکایت کرے تو اس کے لئے بغیر سوچے سمجھے تیرید تجویز نہ کریں کیونکہ بے چینی اکثر ریاح کی شدت اور کسی عضو کے انقباض

کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے گرم ادویات کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح میٹھے کا لہین گرمی کی زیادتی اور پیاس کی شدت کا اظہار کرتا ہے اور اُس کے لئے سرد پانی ذہر قاتل ہے۔

احکام استفراغ:۔ استفراغ کے معنی جسم کو فضلات سے فارغ

کرنے ہے۔ اطباء کی اصطلاح میں لفظ استفراغ سے اُن چیزوں کا بدن انسان سے خارج کرنا مراد ہے کہ اگر وہ چیزیں باقی رہ جائیں تو بدن میں طرح طرح کا فساد پیدا ہو کر افعال انسانی صحیح طور پر صادر نہیں ہو سکتے اور یہ ذیل کی صورتوں سے کیا جاتا ہے۔

۱، بند رعیہ سہل یا ملیں (۱۰) بند رعیہ جعدہ (۳) فصد (۴) تے (۵)

جمامت (۶) حمام یا (۷) علق یا سبکیاں۔

یادداشت:۔ ان استفرغات میں سہل تے اور قصد عمومی ہیں اور باقی مقامی۔ عمومی استفراغ عام طور پر اس وقت کیا جاتا ہے جب مواد کھانے میں پھیلا ہوا ہو یا دیگر الفاظ میں الفاظ میں اثر انداز ہو اور مقامی استفراغ اُس وقت کیا جاتا ہے جب مادہ کسی خاص مقام پر رُوکا ہوا ہو۔

مشراط استفراغ:۔ ہر استفراغ میں ذیل کے امور کو ضرور مد نظر رکھا جائے۔

(۱) امتلا (۲) قوت (۳) مزاج (۴) فریبی اور لاغری (۵) عوارض لاشعریہ

(۶) عمر (۷) وقت (۸) نیک (۹) پیشہ (۱۰) عادت۔

(۱۱) امتلا:۔ اس سے مراد جسم کا مواد سے بھرا ہونا ہے۔ جب تک جسم

میں مواد پایا جائے۔ استفراغ درست ہے اور بدن مواد سے خالی ہونے پر استفراغ روک دیا جائے۔

رانا، قوت: قوت سے مراد یہ ہے کہ مریض کے جسم میں کس قدر قوت ہے کہ استفراغ سے اس کو ضعف و ناتوانی واقع نہ ہوگی۔ اگر مریض میں ضعف و ناتوانی زیادہ ہو تو استفراغ سے پرہیز کریں۔ البتہ اگر مواد کی شدت سے نقصان کا خطرہ ہو تو استفراغ ضرور کر دینا چاہئے۔

رانا، مزاج: مزاج میں اگر گرمی خشک اور سردی کی شدت ہو یا خون کی کمی ہو تو بغیر شد ضرورت کے استفراغ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

رانا، قریبی اور لاغری: قریبی اور لاغری میں بغیر ضرورت استفراغ کرنے سے انتہائی تقاہت پیدا ہو جاتی ہے۔

رانا، عوارض لازمہ: بغیر مرض کالتین کئے استفراغ مسک ہونا ہے۔ جیسے تپ محرقہ، زخم معاد اور ام۔ بواسیر اور اسی طرح حل کے دوران میں بھی استفراغ منع ہے۔

رانا، عمر: بغیر شد ضرورت بچوں، بوڑھوں اور نازک مزاج مستورات کو استفراغ نہیں کرانا چاہئے۔

رانا، وقت: شدت گریا و سرما۔ بلدش اور رات کے وقت بغیر شد ضرورت کے استفراغ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

رانا، ملک: انتہائی گرم اور سرد ممالک میں استفراغ درست نہیں رہتا، پیشہ: جن پیشوں میں مواد ویسے ہی تخلیل ہو جاتا ہو انکو



استفراغ درست نہیں جیسے حمّامی۔ حال اور دوسرے محنت کش مزدور وغیرہ۔

رہا، عادات: جن لوگوں کو استفراغ کی عادت ہو ان کو عام طور پر استفراغ نہیں کرانا چاہئے البتہ ضرورت کے وقت ہلکا سا استفراغ کرا دیا جائے۔

مقاصد استفراغ:۔ رانامو ذی مواد کا بدن سے نکالنا اور موذی مادے کا بقدر برداشت نکالنا اور استفراغ اس طرف کیا جائے جس طرف مادے کا میلان ہو اور جو مواد نکالنے جائیں ان کے راستے طبعی ہوں مثلاً مخدب جگر کا مادہ پیشاب کی راہ مقعر جگر کا مادہ پانچ کی راہ نیز جلدھر سے نکالا جائے وہ ادنیٰ عضو ہو اور اس سے نکلنا رکھتا ہو۔ رہ استفراغ سے قبل مادے کو منضج سے پکایا جائے۔ نضج مواد کی اُس حالت کا نام ہے جس سے وہ قوام میں معتدل ہو جائے اور آسانی سے خارج ہوسکے کیونکہ زیادہ غلیظ اور لیسدار مواد آسانی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ البتہ اشد ضرورت کے وقت بغیر نضج کے بھی استفراغ کرایا جاسکتا ہے۔

یادداشت: اگر استفراغ سے مادہ بکثرت خارج ہو رہا ہو تو گھبرانا نہیں چاہئے اور جب تک قابل اخراج مادہ نکلتا رہے اور مریض برعاشت کر سکے اُس وقت تک مادے کی کثرت سے قطعاً نہ گھبرائیں لیکن جب مواد خارج ہو جائے یا کمزوری کا خدشہ ہو تو

استفراغ بند کر دیں۔

مسهلات :- مسهلات استعمال کرنے میں یہ امر لازمی ہے کہ ادویات نہ صرف مزاج و کیفیات کے مطابق ہوں بلکہ ہر مرض اور عضو کے بھی مطابق ہوں کیونکہ قدرت نے تقریباً ہر مرض اور علامت کا ایک جدا مسہل بنایا ہے اور کسی مسہل کا غیر مناسب جگہ پر استعمال باعث نقصان ہوتا ہے۔ مسهلات جسم میں ذیل کے طریق پر عمل کرتے ہیں۔

۱۱۔ جسم میں قوت القیاض کو بڑھانے میں اور ان کے بعد طبیعت اس کے مددگار کی صورت میں اسہال لے آتی ہے جیسے ممبر (۲) ادویات جسم میں حرارت پیدا کر کے مواد کو تحلیل کرتی اور اسہال لاتی ہیں (۳) اس قسم کی ادویات جسم میں لیس اور لذو حیت پیدا کر دیتی ہیں اور طبیعت ان کو خارج کرنے کی کوشش میں اسہال لے آتی ہے جیسے اسہول (۴) لیکن ادویات کے متعلق سے جسم میں ملاحت بڑھ جاتی ہے اور طبیعت اس کا اخراج لازمی سمجھتی ہے اور اسہال آتے ہیں جیسے لاہوری نمک (۵) بعض ادویات جسم میں سوزش پیدا کر دیتی ہیں اور طبیعت اس کو رفع کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اسہال آتے ہیں جیسے جال گوٹہ (۶) جسم میں جب ترشی یا کھار کی کثرت ہو جاتی ہے تو طبیعت ان کو اسہال کے ذریعہ خارج کرتی ہے جیسے ترشی کی صورت میں الی الو بخارا اور کھار کی صورت میں کھار وغیرہ (۷) جسم میں روغنی اغذیہ کی زیادتی اپنی حرارت اور لذو حیت سے اسہال پیدا کر دیتی ہے جیسے بادام روغن۔

احکام مسہلات: در مسہلات کے استعمال میں اگر وقت ہو تو پہلے منہجات کا استعمال کر کے مادے کو صحیح طور پر پکایا جائے اور اس کے بعد عینات استعمال کرائے جائیں۔ بعد ازاں مسہلات کا استعمال کیا جائے۔

(۲) مسہلات کے دوران میں سکون و آسائش اختیار کی جائے اور اگر دوائے مثلی کی صورت پیدا ہو تو خوشبو دار ادویات جیسے پودینہ وغیرہ نہ لگائیں یا تھوڑی سی استعمال کریں (۳) اگر مسہلات کے استعمال سے اسہال بکثرت آنے لگیں تو حالبات کھلا کر ان کو بند کریں (۴) اگر دوائے مسہل پینے یا کھانے کے بعد دست نہ آئیں تو یہی بہتر ہے کہ طبیعت کو متحرک نہ دی جائے۔ بشرطیکہ کسی نرفناک مرض کا اندیشہ نہ ہو ورنہ فوراً حقنہ کرادیں کیونکہ حقنہ شکم کے فاسد اخلاط کو خارج کر دیتا ہے۔ (۵) مسہل کے دوران عمل میں جام کرنے سے مسہل کا فعل باطل ہو جاتا ہے البتہ مسہل سے قبل ایسا کرنا معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح مسہل ختم ہو جانے کے بعد جام کرنے سے بقیہ مواد تحلیل ہو جاتا ہے (۶) عمل مسہل ختم ہونے سے قبل یا فوراً بعد کھانا کھانا اس کے فعل کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ ایسے وقت میں طبیعت غذا کے سہم میں مصروف ہو کر مواد کے دفع کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتی نیز غذا کے ساتھ دوا کا ملنا اس کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے لیکن جب غذا اور دوا ہم جنس ہوں تو عمل مسہل میں معاون ثابت ہوتی ہیں (۷) جو لوگ ہمارے مسہل ادویات برداشت نہ کر سکیں تو انہیں مسہل لینے سے قبل کوئی ہلکا سا ناشتہ کر

لینا چاہیے جیسے دودھ چائے یا پھلوں کا رس اور پھل وغیرہ (۸) جن لوگوں کو دوا سے نفرت ہو ان کو ایسے آہل دینے جائیں جو غدا کی صورت رکھتے ہوں جیسے باقلم روغن منقہ، انجیر اور گھی وغیرہ (۹) اگر عمل مسہل کے دوران میں پیٹ میں درد یا مروڑ کی صورت پیدا ہو تو تھوڑا تھوڑا گرم پانی یا نیم گرم دودھ کا استعمال کیا جائے۔ بیشک کی شدت ہونے میں پیٹ کو نیم گرم پانی سے استعمال کیا جائے۔ (۱۰) مسہل کے بعد عام طور پر لطیف و مقوی اغذیہ جیسے شوربہ جوزہ مرغ کا استعمال کرنا چاہئے یقین اور دیرینہ اغذیہ کے استعمال سے سد دل اور بعض حالات میں آنتوں میں سوزش پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

حکامِ حقنہ: حقنہ کا مقصد یہ ہے کہ آنتوں کے مواد کو قلیں سے خارج کیا جائے یا آنتوں میں کوئی دوا پہنچائی جائے۔ قلیں کی صورت میں جب پیچھے کے اعضا سے مواد خارج ہو جاتا ہے تو اوپر کے مواد پیچھے کی طرف متوجہ ہو کر وہاں جذب ہو جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حقنہ کی عملی تاثیر زیادہ تر معادہ مستقیم اور امعاء کے پختل حصہ پر ہوتی ہے جس سے بدن کے بالائی حصے کے مواد ان مقامات پر پہنچ کر خپلے آتے ہیں اور خالی ہو جاتے ہیں۔ قولنج۔ آنتوں کی خشکی یا آنتوں کے زخم کا بہترین علاج حقنہ ہے۔

اقسامِ حقنہ: (۱) مسہل اور حقنہ (۲) ملین حقنہ (۳) غذا پہنچانے والے حقنہ (۴) آنتوں کے زخم بھرنے والے حقنہ (۵) آنتوں کے

زخم صاف کرنے والے حقنہ (۶) اسپل بند کرنے والے حقنہ  
 اوقات حقنہ: حقنہ کے لئے بہترین وقت صبح اور شام کے  
 لیکن ضرورت شدید کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں اور ہر وقت  
 حقنہ کیا جاسکتا ہے خواہ دوپہر ہو یا نصف شب۔

احکام قے: عمل قے کا مقصد معدے اور جگر کے فضولت کا  
 اخراج ہے جس طرح جو مواد انتوں میں ہوتے ہیں ان کو طینات کے  
 ذریعہ خارج کیا جاتا ہے اس میں ذیل کے امور کو مدنظر رکھا جائے۔  
 (۱) جن لوگوں کو قے کی عادت نہ ہو ان کو تیز قے اور ادویات نہ دی  
 جائیں کیونکہ اس سے بعض اوقات بیانی اور سماعت کو نقصان پہنچتا ہے  
 اور کبھی کبھی کوئی شریان پھٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے بہت سا خون  
 خارج ہو کر ضعف کا باعث ہوتا ہے۔

(۲) جن لوگوں کو نفث الدم رخن تھوکتا، کامرض رہا ہو۔ ان کو کبھی  
 قے نہیں کرانی چاہئے۔

(۳) جن لوگوں کو قے کی عادت ہو ان کو بھی بار بار قے نہیں کرنی  
 چاہئے بعض لوگ روزانہ صبح حلق میں انگلی ڈال کر گلے اور سینے کو صاف کرتے  
 ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس سے پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ دل ٹھنڈا ہو جاتا  
 ہے اور بڑھاپا جلد آ جاتا ہے۔

(۴) بہت موٹے انسانوں کو بھی قے نہیں کرانی چاہئے۔ اس سے  
 دل پیٹھ جلانے کا خطرہ ہے جیسے میضے میں یک لخت دل پیٹھ جاتا ہے

اسی طرح جن مریضوں کو اسہال آتے ہوں یا دماغی امراض میں مبتلا ہوں۔ کو بھی تھے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۵) تھے کرانے کے بعد پانی میں تھوڑا سا سرکہ ملا کر کھلی وغیرہ کرا دینی چاہئے۔

(۶) جن مریضوں کو خود بخود تھے آ رہی ہو لیکن ان کا فاسد مواد اخراج نہ پار رہا ہو تو ان کی تھے کو فوراً بند نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہلکی تھے اور ادویہ کا استعمال کر کے فاسد مواد کا اخراج کر لیا جائے اور پھر بند کی جائے یہی صورت ہیشے میں بھی مد نظر رکھی جائے۔

احکام جذب و امالہ۔ اس طریقہ علاج کا مقصد یہ ہے کہ مواد جسم کو کسی دوسرے حصہ جسم میں جذب یا پھیر دیا جائے مثلاً پیٹ میں درد ہو تو پیٹ کے اوپر پلستر لگانا یا سنگیاں اور گلاس کھانا۔ اس میں ذیل کے امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۔ اگر مادہ کسی عضو کی طرف گرنے کے لئے تیار ہو تو اسے ایک مقام کی طرف جذب کیا جائے خواہ وہ دوسرا مقام جہاں جذب کیا جا رہا ہو۔ وہاں درد واقع ہو۔

۲۔ اگر مادہ کسی عضو میں آچکا ہو اور اسے اٹھے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ تھا ہو تو اس مادہ کو اس عضو کے قریبی عضو کی طرف جذب کیا جائے جیسے دم کا مادہ سنگیوں کے ذریعہ نینڈلیوں کی طرف جذب کیا جاتا ہے۔

را انا ایکن ہاگر اس عضو میں مادے کٹائے ہوئے زیادہ زمانہ ہو چکا ہو اور وہ وہاں ٹھہر چکا ہو تو اس مادے کو کسی طرف جذب نہ کیا جائے بلکہ خاصی اسی عضو سے بہا کر خارج کیا جائے جیسے جو کلیں لنگنی جڈرہ امالہ اور جذب جس طرح سنگیوں گلاس اور جو کوں سے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سہل قے جتنہ فصد اور جمات سے بھی کیا جا سکتا ہے امالہ اور جذب کا مقصد صرف مواد کو ایک طرف سے دوسری طرف یا تکلیف کے مقام سے صحت کی طرف پھیر دینا ہے۔

فصد :- فصد ایک ایسی صورت کا نام ہے جس میں رگوں سے بوقت ضرورت استفراغ یا جذب و امالہ کے لئے خون کو خارج کیا جاتا، یادداشت :- عام طور پر اظہار کا یہ خیال ہے کہ فصد سے گردے اخلاط یا گندہ خون خارج کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ فصد سے مراد صرف یہ ہے کہ جسم میں جو رطوبات کسی مقام پر رُک گئی ہیں اور اخراج نہیں پاتیں۔ ان کو عمل فصد سے خون کے اندر جذب کیا جائے اور جہاں جہاں بلغم یا رطوبات کی کثرت سے خون نہیں پہنچ سکتا وہاں پر خون پہنچایا جائے بالفاظ دیگر جہاں جہاں رطوبت کی زیادتی ہے وہاں پر خشکی پیدا کر دی جائے اسی طرح ان اظہار کا خیال بھی درست نہیں۔ جو ہر مرض میں فصد کھولنے کے قائل ہیں۔ فصد عام طور پر ایسے امراض میں کھولا جاتا ہے جن میں بعض مقامات پر رطوبات کی زیادتی ہو اور وہاں پر دوران خون پوری طرح دورہ نہ کرتا ہو یا پرلے امراض اور پرانی سوزش میں وہاں پر دوران

خون کو تیز کرنا اور سوزش کو رفع کرنا مقصود ہو۔ بلاوجہ قصد کھول دینے سے خون کا ایک کثیر حصہ اور مفید حصہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ جس سے جسم میں ضعف اور خاص طور پر دل میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔

احکام قصد :- ۱، قصد سے قبل تھوڑی سی مکی اور لطیف غذا اور قصد کے بعد مقوی ادویہ مثلاً بنجیرو۔ جوارش اور دیگر مغزلات کا استعمال کرنا چاہئے۔ غشی کی صورت میں مقویات قلب جیسے خمیرہ غنبری جو اہر والا استعمال کرنا چاہئے۔ نیز قصد کے بعد کافی آرام کرنا چاہئے اور کافی دیر تک بغیر اشد ضرورت غذا نہیں دینی چاہئے۔ (۲) حاملہ عورتوں کو قصد نہیں کرنا چاہئے اس سے جنین کے ساقط ہونے کا اندیشہ ہے اور اسی طرح ایام حیض میں قصد نہ کیا جائے اس سے ایام میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے (۳) گرم مزاج۔ لاغر اندام اور تلیب الدم اشخاص کو قصد تجویز نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا ہی لچیم و تخیم اشخاص جن کے بدن ڈھیلے ڈھالے ہوں۔ ان کو بھی بلا اشد ضرورت قصد منع ہے (۴) شدت گریا و سرایا میں بلا اشد ضرورت قصد سے پرہیز کرنا چاہئے (۵) رنج و غم اور خوف میں بھی قصد منع ہے

(۶) اکثر اقسام حیات و بخار خصوصاً ابتدائی حالت میں قصد کرنا خوفناک امر ہے۔ اس سے تپ میں شدت جسم میں سوزش اور ورم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور خصوصاً سرسام کا۔ اسی طرح تپ و رق میں قصد



بالکل ممنوع ہے۔

(۸) ۴۰ سال سے کم عمر اور ۶۰ سے اوپر والوں کو بغیر اشد ضرورت اور قوی قوی اور اعضا میں خون کی کثرت کے فصد منع ہے۔  
(۹) فصد پینے کی تہ تیغ اور دن کے ہر حصہ میں ہو سکتا ہے۔ لیکن صبح اور شام کے ہر کا وقت زیادہ مناسب ہے۔

(۱۰) اگر فصد کی حالت میں غشی کی شدت ہو تو سرد پانی یا عرق گلاب کے ٹنڈے پر چھینٹے دینا اور مناسب عطریات و لختنہ وغیرہ کا سونگھانا اور اسی قسم کی دیگر تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔

(۱۱) فصد کو آخری علاج نہیں سمجھ لینا چاہئے اس کے بعد مرض کا باقاعدہ علاج کرنا چاہئے۔ فصد سے صرف مرض کا ازالہ اور اخلاط کا انجذاب منظور ہے۔

فوائد فصد ہذا، خوبی مزاج اور بہت زیادہ کھانے پینے والے اشخاص کے لئے فصد ایک قوی علاج ہے۔

(۱۲) عام طور پر کہنی کی رگوں کا فصد کیا جاتا ہے۔ لیکن فصد رگ قیفال سے سر کے مرض کو اور فصد رگ باسلیق سے جسم کے زیریں حصے میں مرض کو جلد نفع ہوتا ہے اور رگ اکہل (سہفت اندام) کی فصد میں دونوں رگوں کے فصد کے فوائد جمع ہیں۔

(۱۳) دہنی اسلم کی فصد جگر کے دردوں اور بائیں کی فصد تلی کے دردوں کو دور کرتی ہے۔ رگ عرق النساء کی فصد مرض عرق النساء اور

دوالی اور لقموں میں بھی فائدہ مند ہے۔

رہ، رگِ صافن کی فصدِ حین کے جاری کرنے میں کارآمد ہے۔ اور ساتھ ہی اس سے وہ فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جو فصدِ رگِ عرقِ نسا سے حاصل ہوتے ہیں۔

جحات: جحات کا مقصد جسم پر پکھنے لگا کر سنگیوں سے خون کو جذب کرنا ہے یہ فعل فصد کی نسبت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس سے محض اس عضو کے اس پاس کا خون جذب ہو کر آتا ہے۔ برعکس اس کے فصد سے دور دور کے اعضاء کا خون خارج ہوتا ہے۔

طولاً فوائد سب سے قوی جحات پندلیوں کی ہے کیونکہ یہ عمل فصد کے قریب قریب ہے یہ حین کو جاری اور خون کو صاف کرتا ہے۔ اسی طرح آشوبِ چشم گندہ دہنی۔ مُنہ آنا۔ دردِ سر جیسے امراض جن میں خون اندر بھجان یا مواد کی زیادتی ہو۔ گدی پر سنگیاں کھجوانا مفید ہے کیونکہ اس سے ان مغمات کا خون جذب ہو کر آجاتا ہے اور مالہ ہو جاتا ہے لیکن بار بار ایسا کرنے سے نیسان پیدا ہوتا ہے۔

جحات کے بھی وہی شرائط ہیں جو اوپر فصد میں بیان کئے گئے ہیں۔ البتہ جحات جسم کے ہر حصہ اور ضرورت کے مطابق دن رات میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ لیکن جہاں تک ہو سکے بچوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ضمیمہ



